توفیق الہدایت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوَ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

دونوں جہان میں اس کے سوا اور کوئی موجود بالذات نہیں' درود نامحدود معبود کی وحدانیت کے سمندر میں مستغرق کرنے والے سردار عالم پر ہوں۔ جن کے سبب سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی گئی۔ اور جس نے الان کما کان کے موافق ہدایت باہدایت ازلی کو رفیق باتوفیق بنایا۔ اور نعم البدل بانعم البدل' قہر باقہر' فضل بافضل' فیض بافیض' جمعیت باجمعیت' فعل بافعل اور عنایت باعنایت بخشی۔

قولہ تعالیٰ "فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ"

اس (قرآن شریف) میں ان پرہیزگاروں کے لئے سراسر ہدایت

ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

حدیث "کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ"

ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے' اور ہر ایک کو فیض فضلی کے مراتب کے موافق نصیبہ دیا۔

محمدؐ چو بینی بیابی خدا
خدا را مکن از محمدؐ جدا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا تو خدا کو دیکھ اور پا لے گا۔ خدا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ سمجھو۔

کیونکہ لولاک اس کی نعت میں وارد ہے۔ اس واسطے کہ نور محمدؐ نور ذات احدی ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

قولہ تعالیٰ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا"

نبی' صدیق' شہید اور نیک آدمی اچھے رفیق ہوتے ہیں۔

بعد ازاں مصنف تصنیف فقیر باہو فنا فی ہو ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شور عرض پرداز ہے کہ یہ چند ایک کلمات تصوف کی صفات' صحیح شناخت حق' معرفت اور ذکر کے بارے میں قرآن شریف اور حدیث کے موافق نفس خبیث اور شیطان ملعون کے دفعیہ کے لئے لکھے گئے ہیں۔ جو سراسر توفیق ہیں۔

قولہ تعالیٰ "وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ"

اس کتاب کا نام "توفیق الہدایت" رکھ کر "تحقیق الہدایت قادری" خطاب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ فقیر فی اللہ اور طالب اللہ کے لئے رفیق باتوفیق ہے۔ الرفیق ثم الطریق۔ پہلے ساتھی تلاش کرو۔ پھر راستہ چلو۔

کامل مرشد پر پہلے فرض عین ہے کہ وجود زندگی اور قلب محمود کی زکوۃ دیکر طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کے تصور سے مقصود تک پہنچائے اور نیز اسم اللہ ذات کے تصور سے اسے دنیا اور آخرت کی زندگی بخش دے۔ اور اسم اللہ ذات کے تصرفات سے طالب اللہ کو دس خزانے دکھا دے۔ اور اس پر منکشف کر دے۔ تاکہ اس کا دل دونوں جہان کے حوادث سے سرد ہو جائے۔ کیونکہ مرد وہی ہوتا ہے جو دونوں جہان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے۔ تلقین کرنے سے پیشتر یہ ضروری ہے کہ مرشد طالب کو دس خزانے عنایت کرے۔ تاکہ اس کا دل پریشان اور بے جمعیت نہ ہو۔ اول گنج کیمیا کے لئے ستر ہزار راہیں ہیں۔ اور ہر ایک راہ کی ستر ہزار علامتیں ہیں۔ پہلے یہ سب اس پر منکشف کرے۔ اور ایک لحظہ میں بغیر محنت و مشقت سے عطا کر دے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب ایسا روشن ضمیر اور صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ کہ کیمیا کے ہر ایک مرتبے کو توفیق باطنی کے سبب عین بعین عیاں کر دیتا ہے۔ یہ ابتدائی مراتب بھی اس کی

نگاہوں میں آسان ہیں۔ اگر جنگل اور پہاڑ میں کئی سنگریزوں اور کنکروں کو نگاہ سے سونا بنا دے تو بھی اس کے لئے آسان ہے۔ اگر زمین کے سارے غیبی خزانے اسے دکھائی دیں اور جن' انسان اور فرشتے اس کے تابعدار غلام بن جائیں۔ تو یہ بھی آسان ہے۔ لیکن مجلس نبویؐ اور استغراق مع اللہ دائمی طور پر حاصل کرنا سخت مشکل ہے۔ کامل مرشد وہی ہے۔ جو طالب کو پہلے روز ابتدائی مراتب میں یہ انتہائی مراتب بخش دے جس سے طالب لایحتاج ہو جائے۔ اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔ مرشدی اور طالبی کوئی آسان کام نہیں بلکہ یہ معرفت اور توحید پروردگار کے بڑے بھارے بھید ہیں۔ یہ مردوں کی راہ ہے۔ نہ کہ مخنثوں کی۔

اے خام کور چشم بے نظارہ ! سن جن دس خزانوں کا ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک میں ہزارہا خزانے ہیں۔ جن کو صاحب راز بلا دقت دوسروں کو بخش سکتا ہے۔ لیکن کم حوصلہ اور احمق کے لئے ان کا معلوم کرنا سراسر گناہ ہے کیونکہ یہ راہ توحید اسم اللہ ذات کے حاضرات کے سبب ایک چابی ہے ناقص لوگ خزائن الٰہی کی اس چابی سے بے خبر ہوتے ہیں کیونکہ وہ اہل تقلید ہوتے ہیں۔ سو اہل تقلید اور توحید کی ہمنشینی راست نہیں آتی۔ کلید سراسر جمعیت ہے اور تقلید بے جمعیتی اور پریشانی' بلکہ اہل تقلید جاہل اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ (اس تقلید سے فقہی مائل میں ائمہ

اربعہ کی تقلید میں سے کسی کی تقلید مراد نہیں بلکہ علم معرفت الٰہی میں لکیر کا فقیر ہو کر یا اپنے بزرگوں سلسلہ یا بزرگان خاندان میں سے کسی کے کمال معرفت پر قانع ہو کر خود محنت شفقت اور ریاضت وغیرہ سے جی چرا کر "پدرم سلطان بود" کا نعرہ لگانا مراد ہے۔)

حدیث " لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَ الْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ "

انسان اور حیوان میں صرف علم کا فرق ہے۔ اس علم سے مراد علم معرفت الٰہی ہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔

اقسام پیر

پیر چار طرح کے ہوتے ہیں۔ عام' خاص' خاص الخاص اور اخص اگر پیر اخص ہے۔ تو اعتقاد کافی ہے۔ الیقین ھو اللہ' طالب فقیر پر پہلا فرض یہ ہے کہ علم تکسیر کو عمل میں لائے۔ اور پھر اس کے ذریعے علم تصور اکسیر اور پھر علم تکسر اور علم تکسیر کے ذریعے علم تصور اسم ذات اور اسم اللہ ذات کے تصور کے ذریعے عین العلم علوم حی القیوم۔ جو شخص یہ چاروں علوم عمل میں نہیں لاتا۔ وہ عامل کامل نہیں بنتا۔ اور نہ فقر کے مرتبے کو پہنچتا ہے۔ کیمیا تین ہیں۔ کیمیائے سیم و زر' کیمیائے تاثیر نظر اور کیمیائے امر۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ۔

ز ہجرت یکہزار و صد سہ کم بود
بشد تصنیف سر اسرار معبود

سنہ ایک ہزار ستانوے میں یہ تصنیف جو اللہ تعالیٰ کے اسرار پر مبنی ہے مکمل ہوئی۔

مطالعہ می در آید راز داند
توحیدش معرفت در نکتہ خواند

یہ کتاب جس کے زیر مطالعہ رہے گی۔ وہ راز دار معرفت ہو جائے گا۔ اور ایک نکتہ توحید سے معرفت حاصل کرے گا۔

بود آن عالم و عارف الٰہی
سانش سیف شد ازلش سیاہی

علم و عرفان الٰہی نے ازل سے ہی اس کو سیاہی (گمراہی) سے بلندی اور روشنی (ہدایت) کے کنارہ پر کھینچ لیا تھا۔

دلش زندہ شود ہرگز نمیرد
شود فی اللہ فنا حق راز گیرد

اس کا دل زندہ ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں مرے گا۔ اور وہ فنا فی اللہ ہو کر حق تعالیٰ کے راز کو پا لے گا۔

صادق طالب اللہ کو مرشد سے چار توفیق عطا ہوتی ہیں۔ جن سے طالب غلطی اور خطا نہیں کرتا اور ہمیشہ قرب و وصال الٰہی میں رہتا ہے۔ اور اس کو ہر حال میں جمیعت لازوال حاصل رہتی ہے۔ پہلی توفیق جو مرشد کی نگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ اسے زمین و آسمان کے تمام خزانے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ دوسرے اسم اللہ ذات

کے تصور سے مشرق سے مغرب تک کی ساری مخلوق اس کی فرمانبردار بن جاتی ہے۔ اور یہ بات مشق وجودیہ مرقوم سے حاصل ہوتی ہے۔

ہر کہ باشد پسند خالق پاک
ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

جس کسی کو اللہ تعالیٰ پسند فرما لے اور اپنا محبوب بنا لے اگر مخلوق اسے پسند نہ بھی کرے تو کیا ڈر ہے۔

قولہ تعالیٰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔

شرح مشق

واضح رہے کہ مشق محبت الٰہی کا مغز اور معرفت الٰہی کا خلاصہ ہے۔ مشق ہی سے دائمی معراج اور شرف دیدار اور حضور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوتے ہیں۔ صاحب مشق دنیا اور آخرت میں لایحتاج ہوتا ہے۔ اولیاؤں کا سردار اور سرتاج اور مشاہدہ ربوبیت میں ہمیشہ غرق ہوتا ہے۔ مشق کے شروع کرتے ہی پہلے روز معرفت الٰہی کے مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ مشق مقرب رحمانی اور قدرت سبحانی ہے۔ اس سے روح و جسم میں دوری واقع ہوتی ہے۔ قلب زندہ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ صاحب مشق ہمیشہ لامکانی اور عین العیانی ہوتا ہے۔ اس کی کئی علامتیں ہیں۔ وہ یہ کہ ہر ایک

روحانیت پر غالب ہوتا ہے۔ ایک لحظہ میں ہزارہا سال کی راہ طے کر لیتا ہے۔ جسے مشق کا طریقہ یاد نہیں۔ اسے فقرو معرفت کی خبر ہی نہیں۔ اور نہ وہ انہیں قائم رکھ سکتا ہے۔

ہر کرا راہ بود از مشق راز
عارف باللہ شود حق بے نیاز

جس کسی کو مشق کے ذریعے راز تک رسائی حاصل ہو جائے وہ عارف باللہ ہو کر یقیناً ہر شے سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

ہر کہ صاحب مشق غرقش در وجود
ہر دم قاتل کند نفس یہود

جو کوئی صاحب مشق ہے وہ اس مشق میں غرق ہو کر ہر وقت نفس یہودی کو قتل کرتا رہتا ہے۔

طریق کی مشق باعث قرب حق ہے کیونکہ یہ اسم اللہ ذات کے تصور سے برحق ہے۔ جسے طریق قادری کی مشق حاصل نہیں۔ اسے معشوقی اور محبوبی کا طریقہ کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مشق وجود میں وہی عمل کرتی ہے' جو سیاہی کاغذ پر۔

طریقہ قادری کی دو قسمیں ہیں۔ اول کامل مکمل اکمل' نور الہدیٰ' عارف باللہ' باخدا نفس پر قہر کرنے والا۔ صاحب نفس مطمئنہ' روحانی' زندہ قلب فانی نفس' سروری' قادری' زاہدی قادری' جب یہ سب کچھ ایک میں جمع ہو۔ تو اسے جامع الجمعیت جوہر قادری کہتے

ہیں۔

ہر سخن مارا سرے است ازالہ
ہر سخن سرے است کہ از مصطفیٰ

میری ہر بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک راز ہے اور ہر بات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے راز اور عطیہ ہے۔

ہر سخن سرے است با اسرار راہ
ہر سخن سرے برد باحق نگاہ

ہر بات راہ سلوک کے اسرار میں سے ایک سر ہے اور ہر بات راز حق کی نگہداشت کرنے والی ہے۔

ہر کہ خواند عالمے عامل شود
ہر کہ داند عاملے کامل شود

اگر کوئی عالم اسے پڑھے گا تو عامل ہو جائے گا۔ اور عامل پڑھے گا اور جان لے گا تو کامل ہو جائے گا۔

نظر مرشد سے پہلی توفیق جو طالب کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ زمین و آسمان کے تمام خزانے اسے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ دوسری توفیق یہ کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے مشرق سے مغرب تک سب اس کے قبضے میں آ جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی سیر کر سکتا ہے۔ خشکی اور تری اس کے لئے یکساں ہوتی ہے۔ نظر سے خاک کو سونا چاندی بنا سکتا ہے۔ اگر چاہے تو ٹکڑ گدا کو سات ولایتوں کا بادشاہ کر دے اگر

چاہے تو سات ولایتوں کے بادشاہ کو معزول کر دے۔ دیکھنے اور سننے میں
فرق ہے۔ فقیر وہی ہے۔ جس کی آزمائش کر لی جائے۔ اور وہ معرفت
کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔ اس کی بات قیامت تک رد نہ ہو۔ اس کی ہر
ایک بات کنہ کن سے ہو۔ جس چیز کو ہونے کے لئے کہے وہ دیر سے
یا جلدی بحکم خدا ہو جائے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ باتیں دعوت سے
حاصل ہوتی ہیں۔ دعوت سے دو عین طلب کر۔ ایک عابد عارف باللہ
ہو۔ دوسرے عاقبت بالخیر اور عرش سے تحت الثریٰ تک باخبر ہو۔
آسمان سے زمین تک کے سارے طبقات تک بقدرت الٰہی پہنچ سکے۔
ایسا شخص دعوت میں عامل کامل' ولی اللہ' اہل اللہ' بادشاہ پر غالب اور
اولو الامر ہوتا ہے۔

شرح دعوت

اس کا طریق یہ ہے کہ رات کے وقت تنہا کسی تیغ برہنہ ولی اللہ
کی قبر پر جا کر اس طرح سوار ہو جس طرح گھوڑے پر ہوتے ہیں۔ اور
جس قدر قرآن شریف اسے یاد ہو پڑھے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض
کرے کہ بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری اور لازمی ہے۔ تو اس کا
جواب یہ ہے کہ قبر اور روحانی کے آداب اچھے یا قرآن شریف کا
پڑھنا۔ کیونکہ اس طرح قرآن شریف پڑھنے سے صاحب قبر کی عزت'
عظمت' شرف' مراتب اور فخر زیادہ ہوتا ہے۔ اس قسم کی دعوت
عامل' کامل' اکمل' مکمل جامع نور الہدیٰ اور عارف خدا قادری ہی
پڑھ سکتا ہے۔ جسے قوت علمی کے سبب حی قیوم کے مرتبے پر پہنچنا
نصیب ہو۔ اور دعوت سے ہر مشکل حل کر سکے۔

باہو فقیر دعوت را شناسد بانظر
گرچہ می پوشد لباس سیم و زر

باہو! اہل دعوت فقیروں کو نظر سے ہی پہچان لیتا ہے اگرچہ انہوں نے
سونے چاندی کا لباس ہی پہن رکھا ہو۔

باہو کاملاں را میشناسد بانظر
گرچہ پوشد ہر لباسے از فقر

باہو کاملوں کو نظر سے ہی پہچان لیتا ہے۔ اگرچہ وہ فقر کے کسی بھی
لباس میں ہوں۔

روحانی می برآید از قبر شد ہم سخن
درین مراتب عارفان از کنہ کن

روحانی قبر سے نکل کر ان سے ہم سخن ہوتا ہے۔ عارفوں کو یہ مراتب کنہ کن سے حاصل ہوتے ہیں۔

با دلیلش وہم یا سخن از خیال
یا بود الہام با قربش وصال

وہ روحانی خواہ دلیل' خیال یا وہم کے ذریعے اس کے ساتھ ہم سخن ہو یا الہام اور قرب و وصال کے ذریعے۔

یا بود آگاہ در نظرش نگاہ
یا بود عین العیان قرب ازالہ

یا تو وہ روحانی اس کی نظروں کے سامنے آکر آگاہ کرتا ہے یا اہل دعوت قرب خداوندی سے عین العیان ہو جاتا ہے۔

شد مراتب اہل دعوت دم زدم
اہل دعوت انتہا را نیست غم

اہل دعوت کو یہ مراتب دم بدم ہر وقت حاصل رہتے ہیں۔ منتہی اور کامل صاحب دعوت کو کوئی غم نہیں ہوتا۔

ورد راز میشود زان ترتیب تر
دعوتے باشد چنین صاحب نظر

صاحب نظر کی دعوت اس طرح کامل اور مکمل ہونا چاہئے کہ جس سے

وہ راز کی حقیقت اور اصلیت کو پہچان سکے۔

تا نخوانی ورد زان غیبی درود
خواندن دعوت نباشد ہیچ سود

جب تک تو اس غیبی درود سے ورد نہیں کرے گا۔ تجھے دعوت پڑھنے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

ورد غیبی چیست آن ورد و ختام
از مصطفیٰ حاصل شود غیب از مقام

ورد غیبی کیا ہے۔ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری اور حضوری ہے اور اسی بارگاہ سے غیبی مقامات کی معرفت حاصل ہوگی۔

اسم اعظم گفت نبوی وا از کرم
ہر کہ دعوت خواند اعظم شد ختم

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے کرم سے اسم اعظم بیان فرما دیا۔ جو کوئی دعوت پڑھے گا وہ عظمت حاصل کر لے گا۔ اور فنا فی اللہ ہو جائے گا۔

صاحب دعوت عالم' کامل' کل الکلید' فقیر نور الہدیٰ اور سر خدا ہوتا ہے۔ دعوت کے لائق فقیر کا وجود ہوتا ہے۔ جو فقیر فقر کا دعویٰ کرے۔ اس سے دو گواہ طلب کر۔ اول فقر خاصہ راہ' دوم فقر فنائے نفس' نیز اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ دنیا اور شیطان کے

جھگڑوں بکھیڑوں سے فارغ ہوتا ہے اور بفضل خدا اس کی روح کو
فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی نگاہ حق پر ہوتی ہے۔ اور باطل
سے بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ جو شخص دعوت کا دعویٰ کرے۔ اس کی
پہچان یہ ہے کہ ایک تو عابد اور عارف باللہ ہو۔ دوسرے عاقبت بالخیر
اور عرش سے تحت الثریٰ تک اور آسمان سے زمین تک کے سارے
طبقات سے بقدرت الٰہی باخبر ہو۔ اس قسم کا اہل دعوت عامل' کامل'
ولی اللہ' اہل اللہ' بادشاہ پر غالب اور اولی الامر ہوتا ہے۔ مہمات کے
لئے ہزاروں خزانے خرچ کرنے اور لشکر سمیت چڑھائی کرنے اور
طلسمات کرانے کی نسبت فقیر کی صرف ایک توجہ کافی ہے۔ یہ خدمت
فقیر ولی اللہؒ کے سپرد ہوتی ہے۔

حمایت را کہن دامان درویش
بہ از سد سکندر صد مدد پیش

اگر تجھے حمایت کے لئے کسی کامل فقیر کا پھٹا پرانا دامن مل جائے تو وہ
سکندر کی سو مضبوط دیواروں سے زیادہ تیرے لئے بہتر ہے۔

بادشاہ کی مہمات خواہ کیسی ہی سخت یا آسان ہوں۔ فقیر کی باطنی
توجہ بغیر سر نہیں ہوتیں۔ مطلب یہ کہ اہل اللہ کی توجہ باطنی کا حصول
بادشاہ کے لئے عین فرض ہے یقیناً بادشاہ اہل اللہ فقیر کے تابع ہوتا
ہے۔ جس نے دونوں جہان کی بادشاہی پائی۔ فقیر اور درویش سے پائی۔
جو ان کا منکر ہے وہ ہمیشہ بے جمعیت اور پریشان رہتا ہے۔ فقیر کی

پہچان یہ ہے کہ دعوت کی توفیق میں کامل اور اہل قبور کا شہسوار ہو۔
اور اسم اللہ ذات کے تصور کی قوت رکھتا ہو۔ اور صاحب حضور ہو۔
جس فقیر کو انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحانیت کی ملاقات اور اسم اللہ
ذات کی معرفت اور حضور حاصل نہیں۔ اسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔ جو
کشف و کرامات پر بہ سبب نفسانی خواہشوں کے مغرور ہو۔ وہ قرب و
معرفت حق سے بعید ہوتا ہے۔ جو فقیر ہمیشہ غرق توحید ہے۔ اس کے
ہاتھ میں چابی ہے۔ جس سے ہر مشکل کا قفل کھل سکتا ہے۔ تیسرے
دعوت قبور کی توفیق۔ جس سے انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحوں کو اپنی
قید میں لا سکتے ہیں۔ اور جس وقت چاہیں حاضر کر سکتے ہیں۔ چوتھے اسم
اللہ ذات کو روان کرنا۔ ہمیشہ خون جگر پینا جسے یہ توفیق حاصل ہو۔ وہ
ولی اللہ بن جاتا ہے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر رہتا ہے۔ اور
جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس
کی حضوری اسے حاصل ہوتی ہے۔

اے احمق بے شعور! یہ عارفوں کے ابتدائی مراتب ہیں۔ اس کو
توفیق ابتداء بھی کہتے ہیں۔ کہ پانچوں تصرف ہاتھ میں لائیں۔ اور پھر
انہیں چھوڑ دیں۔ صرف معرفت فقر اور توحید کو اختیار کریں۔ اس کو
صاحب ترک توکل کہتے ہیں۔ جو فقیر درویش ایسے نہیں ہو مکار اور
ٹکڑ گدا ہیں۔

○ مصرعہ ۔ از دست نار ساست کہ مکارہ پارسا است۔ فقیر مرد وہ

ہیں۔ جن کی نگاہ میں ہزاروں خزانے ہیں۔ لیکن طمع نفسانی کے واسطے ایک قدم بھی نہ اٹھائے۔

نفس را رسوا کنند بہر از گدا
بر ہر درے قدمش برند بہر از خدا

وہ نفس کو رسوا اور ذلیل کرنے کے لئے اسے در بدر لے جا کر اس سے بھیک منگواتے ہیں۔

فقر، معرفت، توحید، تجرید اور تفرید کی راہ نہ زبان زبان سے، نہ کان کان سے، نہ آنکھ آنکھ سے، نہ ہاتھ ہاتھ سے اور نہ پاؤں پاؤں سے حاصل کر سکتا ہے بلکہ باطنی راہ توفیق، تصدیق اور تحقیق ہے۔ جو قلب قلب سے، روح روح سے، سر سر سے، مشاہدہ مشاہدہ سے، تصور تصور سے، تصرف تصرف سے، اسرار اسرار سے، قرب قرب سے، معرفت معرفت سے، تجلیات تجلیات سے، نور نور سے، حضور حضور سے، فناء فناء سے اور بقاء بقاء سے حاصل کرتا ہے۔ یہ مجمل مجموعہ توحید ذات، وحدانیت استغراق باخدا اور کفر و شرک سے نکلنا ہے۔ اعضاء کے اعمال محض حرص و ہوا ہیں۔

حدیث ۔ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ نِيَّاتِكُمْ"

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اعمال کو نہیں دیکھتا۔ لیکن وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔ پس یہ

توفیق بھی اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ ظاہری درجات سے۔ چنانچہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّاٰتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ نیک لوگوں کو نیکیاں مقربوں کے لئے بمنزلہ بدیاں ہیں، فرمایا ہے۔

نیم کباب کہ ہنگام سوختن بگریم
چو کاغذیم کہ در سوزش است خندہ ما

میں کباب نہیں ہوں کہ جلتے وقت رونے لگوں بلکہ میں تو کاغذ کی طرح جلتے وقت ہنستا رہتا ہوں۔

اور ہمیشہ بے خود رہنا۔ خواہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت کریں۔ لیکن باطن میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم صحبت رہیں۔

حدیث "مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ"

جس نے مجھے دیکھا۔ پس ٹھیک اس نے خدا کو دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اگر کسی کو اس پر اعتبار نہ ہو۔ تو وہ ست دین ہے۔ اور منافق کی طرح بے یقین، حاسد اور مردہ اور سیاہ دل ہے۔ اگر یقین ٹھیک ہو تو باطن میں آنحضرت کو حلیہ مبارک کے موافق ضرور دیکھے گا۔ یہ مراتب بھی دراصل تحقیق ہو چکے ہیں۔ جو ان پر شک کرتا ہے۔ وہ کافر اور بے دین ہے۔

مرد مرشد می برد مجلس حضور
مرشد نامرد بر خود خود غرور

جو مرشد کامل اور مرد ہوتا ہے وہ حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتا ہے اور نامرد ناقص مرشد مرید کو اپنی کشف و کرامات دکھا کر مغرور ہو جاتا ہے۔

اے مردہ و سیاہ دل نابینا اور لبوں پر نفاق اور کینے کا لباس پہنے ہوئے ایک علم ایسا ہے جسے عین العلم کہتے ہیں۔ اس سے مردہ قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ نفس مر جاتا ہے۔ اور وجود میں حرص و ہوا کا نام تک نہیں رہتا۔ یہ علم عارف لوگ طالبوں کو پہلے روز سکھاتے ہیں۔ یہ علم سینہ بسینہ ہوتا ہے۔ معرفت اس علم سے حاصل نہیں ہوتی۔ جو سینے میں ہو۔

علم رسمی سینہ صافاں رانمے آید بکار
چوں شود آئینہ روشن بے نیاز از جواہرات

رسمی اور ظاہری علم روشن سینوں اور صاف دلوں کے کسی کام کا نہیں جب آئینہ روشن ہو جاتا ہے تو جوہر سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ فقیری' معرفت الٰہی اور سلک سلوک علم ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اور علم پر ہی ختم ہوتی ہے۔ اور شریعت' قرآن شریف اور احادیث نبوی کے علم سے باہر نہیں۔ جو باطن ظاہر کے موافق ہے برحق ہے کیونکہ منجانب اللہ ہے۔ اور جو باطن ظاہر کے مخالف ہے۔ وہ باطل ہے۔ فقیر عارف باللہ پہلے دس علم حاصل کرتا ہے۔ پھر کہیں تلقین و ارشاد و وسیلہ کے لائق ہوتا ہے۔ وہ علم یہ

ہیں۔ اول علم حدیث قَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دوسرے علم تصوف یعنی تصدیق قلب' تیسرے علم روح القدس' چوتھے خلاف نفس اور محاسبہ بالانصاف نفس۔ پانچویں علم سیر بے حجاب اللہ فنا از فنا' چھٹے علم معرفت اسرار' بقا از بقا' ساتویں علم زبان' حلال کھانا' سچ بولنا اور ہر ایک بات حدیث کے موافق کرنا۔ اور ہر ایک کام محض للہ کرنا۔ آٹھویں علم عفو اور لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ۔ نویں علم قبور اور روحانیت مغفور کی ملاقات' دسویں علم حاضرات اسم اللہ ذات' اسم اللہ ذات کے حاضرات سے طالب ایک ہی دم میں تمام علوم سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور پہلا سبق پڑھنے سے اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو کچھ وہ باطن میں دیکھتا ہے' جانتا ہے۔ اور پہچانتا ہے۔ اور ہمکلام ہوتا ہے۔ وہ غیب نہیں' محض عطائے الٰہی ہے۔ باطن میں جو کچھ اسے فیض ہوتا ہے۔ اس سے وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے ایسے باطن سے ظاہر میں کیوں گریز کیا جائے۔ خواہ حقیقت ماضی ہو۔ خواہ حال' خواہ مستقبل۔ کیونکہ صاحب شریعت کے لئے خواب اور مراقبہ الہام گاہ ہے۔ جو بادلیل اور عیاں ہوتا ہے۔ قرب الٰہی سے استخارہ کرنا معرفت اور توحید ہے۔ اور یہ صحیح ہوتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد اسم اللہ ذات کے تصور پر ہوتی ہے۔ اکثر اہل بدعت شریعت اور آیات قرآنی سے منحرف ہو کر طریقت سے مردود حقیقت سے محروم اور معرفت سے بے نصیب رہتے ہیں۔ اور دیدار

حق کو عکس ظاہری سے تشبیہہ دے کر اسے برحق کہتے ہیں۔ لیکن وہ دراصل سراسر باطل ہوتا ہے۔ بعض کے وجود میں شیطانی اور ناری تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ یا یہ کہ نفسانی نار خوبصورت بچے کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اور وہ اسی کو دیدار حق اور واصل حق برحق کہتے ہیں۔ یہ بھی سراسر باطل ہے۔

بعض سرود وغیرہ سننے سے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اور خط و خال پر فریفتہ ہو کر اسی کو قرب' وصال اور معرفت الٰہی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہے یہ بھی باطل' بعض اپنے باطن میں نار بشکل انوار ہزارہا دیکھ کر اسی کو معراج خیال کرتے ہیں لیکن یہ بھی باطل محض ہے۔ کیونکہ یہ شیطانی معراج ہے نہ کہ رحمانی۔

واضح رہے کہ جن مراتب کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے وسیلے سے بھی معرفت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ الٹا توحید مطلق اور فقر محمدیؐ سے محروم اور دور ہو جاتے ہیں۔ دوسرے اگر کوئی ایک جسم سے ہزار جسم میں آئے اور پھر ہزار جسم سے ایک میں چلا جائے۔ جیسا کہ پارہ کبھی بکھر کر ذرہ ذرہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر ایک ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب بھی سانپ کا کینچلی بدلنا ہے ایسے لوگوں سے توبہ بھلی' یہ محض بازیگری ہے۔ یہ طریقہ سراسر فقر محمدیؐ اور معرفت اور توحید الٰہی سے دور ہے۔ بعض لوگ بارہ سال یا ایک سال کا روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن باطن میں انہیں معرفت و وصال الٰہی کی

مطلق خبر نہیں ہوتی۔ یہ بھی ان کی خام خیالی ہے۔ گو لوگوں کی نگاہوں میں تو یہ کمال ہے لیکن اس کمال کو آخر زوال آتا ہے۔ یہ بات بھی فقر محمدیؐ اور فنا فی التوحید الٰہی سے بعید ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جن کے ظاہر آراستہ لیکن باطن خراب ہیں۔ اور انہوں نے قادری طریقہ کو بطور پناہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ دراصل چور ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ یہ اہل تکلیف اور تقلید ہوتے ہیں جو اصل قادری ہیں۔ ان کی ابتداء اور انتہا اسم اللہ ذات کے تصور پر ہوتی ہے۔

باہو قادری رامی شناسد بانظر
ہچو زر گری شناسد سیم و زر

باہو قادری کو نظر کے ساتھ پہچان لیتا ہے جس طرح کہ زرگر سونے اور چاندی کو پہچان لیتا ہے۔

قادری طریقہ میں کوئی شخص دنیا کا طالب نہیں ہوتا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

فقیر کامل اسے کہتے ہیں جو دو عملوں کا عامل ہو۔ ایک عمل جلالی کہ اگر قہر و غضب سے کسی کی صورت کا تصور کرے۔ تو تاوقتیکہ وہ مر نہ جائے خلاصی نہ پائے۔ جیسے منافق کافر اور دشمن علماء وغیرہ۔ دوسرے عمل جمالی کہ اگر کسی کی صورت تصور میں لائے تو جب تک اسے معرفت الٰہی اور مجلس نبویؐ تک پہنچا نہ لے۔ اسے نہ چھوڑے۔

ان دونوں توفیقوں کو منظور نظر الٰہی کہتے ہیں۔ جو ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اور ذکر مذکور سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اسی کو توفیق مطلق کہتے ہیں۔

نہ ہر سر بود لائق بادشاہی
نہ دارد ہر فقر قرب الٰہی

ہر سر تاج شاہی کے قابل نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر فقر قرب الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔

یہ مراتب غالب الاولیاء قادری کے ہیں۔ اگر اور کوئی شخص دعوے کرے یا ان کی برابری کرے۔ تو وہ دونوں جہان میں خراب و خستہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ مقام جلالی کی وجہ سے جب عزرائیلؑ روح قبض کرنے کو آتا ہے۔ تو روح کو استخوان ابیض میں پہنچا دیتے ہیں۔ جسے خود اللہ تعالیٰ دست قدرت سے قبض کرتا ہے۔ اور مقام جلالی سے ہر ایک مشکل کو حل کر سکتے ہیں۔ جس فقیر کو یہ دونوں عمل حاصل ہیں۔ اسے قرب' معرفت اور وصالِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص مجھے شناخت کرنا' پاتا یا مجھ سے ہم کلام ہونا چاہتا ہے یا میرا قرب اور میری حضوری چاہتا ہے۔ تو فقیر سے یہ باتیں حاصل کرے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ فقیر کون ہے؟ یہ فقیر نہیں جو فاقہ کشی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ فقیر ہیں جن کو فیض و فضل الٰہی سے فرحت روح اور جمعیت ازلی نصیب ہے۔ فقیر کی بڑی پہچان یہ ہے

کہ اسے اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصور حاصل ہو۔ اور اگر وہ قہر اور جلالیت کی نگاہ سے دیکھے۔ تو مشرق سے مغرب تک آتش جذبہ سے جلا کر خاکستر کر دے۔ اور اگر جمالیت کی نگاہ سے دیکھے۔ تو تمام جہان کو فیض الٰہی سے بھرپور کر دے۔ اور ہر ایک کو اس کے مطالب و مقصود تک پہنچا دے۔

ذات و صفات کے یہ مراتب و درجات' معرفت' قرب' مشاہدہ اور حضوری الٰہی اور استغراق حی قیوم حاصل کرنا اور اپنے اختیار سے انہیں عمل میں لانا بالکل آسان ہے۔ لیکن اس کام کے لئے حوصلہ وسیع ہونا چاہئے۔ اور ان میں سے ہر عمل کو وجود میں محفوظ رکھنا بہت مشکل ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ توفیق عنایت کرے۔ تو اور بات ہے۔ یا کامل مرشد عارف باللہ کی نگاہ ہو جائے کیونکہ مرشد کامل نظر ہی سے تلقین کرتا ہے۔ نظر ہی سے ہر ایک مرتبہ اور مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ نظر ہی سے معرفت اور توحید الٰہی تک پہنچاتا ہے۔ نظر ہی سے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچا کر منصب دلاتا ہے۔ اور نظر ہی سے طالب کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ کامل مرشد تجربہ کار ہوتا ہے۔ اور وہی نفس و شیطان کی قید سے چھڑاتا ہے۔ بشرطیکہ طالب صاحب احسان اصل انسان اور بایقین و بااعتبار ہو۔ اور فقر کے مراتب کی برداشت کر سکے۔

گر تو خواہی نیک گردد نیک تر
فقر را بردار بر فقرش نظر

اگر تو نیک سے نیک تر ہونا چاہتا ہے تو فقر اختیار کر اور فقر کے لوازمات کو نگاہ رکھ۔

فقر کیا چیز ہے؟ کسے کہتے ہیں؟ اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ فقر نور الٰہی سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ تمام جہان کا ظہور نور فقر سے ہوا ہے۔ فقر ہدایت ہے۔ فقر نور حق کی ایک صورت ہے۔ جو اس درجہ خوبصورت ہے۔ کہ دونوں جہان اس کے شیدا اور اس پر فریفتہ ہیں۔ لیکن فقر کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے

فقر رحمت راز وحدت نور حق
زیر پائے فقر باشد ہر طبق

فقر رحمت وحدت کا راز اور حق کا نور ہے اور تمام طبقات فقر کے زیر پا اور تابع ہوتے ہیں۔

ہر کہ بیند فقر را عارف شود
فقر را از فقر وحدت میکشد

جو کوئی فقر کو اختیار کرکے فقر کے ساتھ وحدت حاصل کرتا ہے اور فقر کی طرف ہی نگاہ رکھتا ہے وہ عارف باللہ بن جاتا ہے۔

مردہ نفس و زندہ قلب و روح پاک
لخت لخت جگر دل او چاک چاک

فقر کا نفس مردہ، دل زندہ، اور روح پاک، جگر ٹکڑے ٹکڑے اور اس کا دل چاک چاک رہتا ہے۔

فقر در ذاتست باشد لازوال
فقر حاصل کے شود باقیل و قال

فقر خالی خولی باتوں اور قیل و قال کی بھول بھلیوں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ فقر تو ذات کا لازوال خزانہ ہے۔

چشم بند و گوش شنود ہم کلام
بے دیدہ شنیدہ کے شود فقرش تمام

آنکھیں بند کرے گا تو کان سنیں گے۔ بغیر دیکھے اور سنے کس طرح فقر کی منازل طے ہو سکتی ہیں۔

باہو لب بستہ کن باچشم بین
غیر دیدن کے شود طالب یقین

باہو ہونٹ بند کر لے اور آنکھوں سے مطلوب کو دیکھ کر دیکھے بغیر طالب کو کیسے اطمینان قلب حاصل ہو سکتا ہے۔

باہو خوش بہ بیندمی نماید خویش را
در خویش بنی خوش بیں وحدت خدا

اے باہو جو اپنے آپ کو دیکھتا اور پہچانتا ہے وہ اپنے من میں ہی ڈوب

کر خدا تعالیٰ کی وحدت کو دیکھ اور پالیتا ہے۔

چشم را بربند و بردل کن نظر
تاشوی واصل خدا ہمچوں خضر

آنکھوں کو بند کر اور دل پر نظر رکھ' تاکہ تو بھی خضر علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کا واصل بندہ بن جائے۔

چشم را بر بندو بردل کن نگاہ
تاترا حاصل شود قرب اللہ

آنکھوں کو بند کر لے اور دل پر نگاہ کر' تاکہ تجھے قرب خداوندی کی نعمت حاصل ہو جائے۔

چشم را بربند و در دل خوش بیا
تاشوی ہم صحبت با مصطفیٰ

آنکھوں کو بند کر لے اور دل میں خوش ہو کر آ جا' تاکہ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض حاصل کر سکے۔

چشم را بربندو در دل عین بین
عاقبت عارف شوی حق الیقین

آنکھوں کو بند کر لے اور دل میں عین جمال یار ملاحظہ کر بالآخر تو عارف بن جائے گا اور تجھے حق الیقین حاصل ہو جائے گا۔

دل یکے ملک است مالک حق طلب
ہر کس ولایت دل بیابد یافت رب

دل ایک ملک ہے اور اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جو کوئی دل کی مملکت کو حاصل کر لیتا ہے وہ رب کو پالیتا ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں بخش نہ دیا۔ تو واقعی ہم نقصان میں رہیں گے۔

جس شخص کے وجود میں فقر کی ف-تاثیر کرتی ہے۔ اسے نفس پر فتح' روح کی فرحت' فیض قالب' ہمیشہ کی جمعیت' سلامتی ایمان' فقر لایحتاج حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ بدعت' شرک کفر اور استدراج سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا جو اس میں داخل ہوا وہ امن امان میں ہو گیا' کے ہیں۔

ہر کہ گیرد فقر را از حرف ف
فقر فخری یافتہ از بحر ب

جو کوئی فقر کو صرف ف سے پکڑتا ہے وہ فقر فخری کے سمندر (بحر) کی ب کو پالیتا ہے۔ یعنی فقر کا تیسرا حصہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔

ہر کہ گیرد فقر راق از قرار
شد زبان او بمثل ذوالفقار

جو فقر کے حرف ق کے ذریعے قرار حاصل کرتا ہے۔ اس کی زبان ذوالفقار کی طرح ہو جاتی ہے۔ (یعنی وہ سیف زبان ہو جاتا ہے)

ہر کہ گیرد فقر را از حرف ر

راز یا بد رحمت اللہ ذوق ز

جو کوئی فقر کے حرف ر سے راز حق اور رحمت رب کو حاصل کر لیتا ہے اور اسے زہد و عبادت کا ذوق حاصل ہو جاتا ہے۔

فقر را فقر از بدان فقر از شناس

خواہ گدا و بادشاہ در ہر لباس

فقر کو فقر سے معلوم کر اور فقر کے ذریعے ہی پہچان خواہ گدا ہو یا بادشاہ' ہر لباس میں فقیر کو فقیر ہی رہنا چاہیے۔

اس قسم کا فقر لائق ارشاد ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ لما انزلت الی من خیر فقیر"

حدیث شریف۔ "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ"۔ فقیر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ مرشد سے تلقین حاصل کرنا فرض عین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ"

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف کوئی وسیلہ ڈھونڈو' اگر کوئی شخص کہے کہ اس زمانے میں کوئی فقیر ارشاد اور وسیلے کے لائق نہیں۔ صرف علم فقہ و مسائل کافی وسیلہ ہیں۔ تو سمجھ لو کہ یہ اس کا حیلہ شیطانی ہے۔ اور فریب نفس ہے۔ وہ معرفت الٰہی سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ اولیاء اللہ قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام

ہو کر آفتاب کی طرح روشن رہیں گے۔

حدیث۔ "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ"

جب تک روئے زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا۔ تب تک قیامت برپا نہیں ہو گی۔ جو شخص طلب الٰہی نہیں کرتا۔ وہ مسلمان کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور وہ تو ڈھور ڈانگر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر قلب' قلب کے اندر سر اور سر کے اندر اسم اللہ لکھا ہوا ہے۔ جسے نور ایمان ہویدا سویدا کہتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ کو مشق فی قلب الغیب بھی کہتے ہیں۔ جب انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کا قلب اللہ تعالیٰ کی مد نظر ہونے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور قلب میں جو اسم اللہ لکھا ہوا ہے۔ قدرت خدا سے وہ آفتاب کی طرح طلوع کرنے لگتا ہے۔ اس کے طلوع ہونے سے وجود میں سے خناس' خرطوم' وسوسہ' واہمات' خطرات اور بری صفات و عادات یکبارگی نکل جاتی ہیں۔

شرح مشعب

مراتب چار ہیں۔ دعوت' ذکر' معرفت اور جمعیت دعوت کے عمل میں ہونے کی یہ علامت ہے کہ وہ ایک دم میں تمام جہان کو خراب کر سکتا ہے۔ یا آباد کر سکتا ہے۔ ذاکر ایک دم میں تمام جہان کو وصال یا زوال دے سکتا ہے۔ اہل معرفت تمام جہان کو ایک دم میں یا

فیض فضل بخش سکتا ہے۔ یا خلل میں ڈال سکتا ہے۔ اور صاحب جمعیت چاہے تو سارے جہان کو ایک دم میں فنا فی التوحید اور مشاہدہ مع اللہ میں غرق کر دے۔ جمال الٰہی کے حضور کے نور میں سراسر جمعیت ہے۔ اور حضور و جمال کی جدائی سراسر بے جمعیتی' پریشانی' خطرات اور خام خیالی ہے۔ اس جمعیت سے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ" انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے یاد نہ تھا' والا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور و عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا اور آدمؑ کو ان سب کے نام سکھائے' والے علم کی تاثیر سے انسان روشن ضمیر' صاحب تفسیر' صاحب نظیر اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے اسی کو علم لدنی کہتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا" اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم سکھایا۔ پس معلوم ہوا کہ توریت' انجیل' زبور اور فرقان کے علوم سب کے سب اسم اللہ ذات کے تصور سے منکشف ہوتے ہیں۔ اور علم میں آتے ہیں۔ ایسے شخص کو تلمیذ الرحمٰن اور عالم علم العیانی کہتے ہیں۔

شرح مقام یقین

یقین مجموعہ جمعیت ہے۔ اور جمعیت اس بات کا نام ہے کہ انسان شیطانی ظلم وستم' نفسانی جہالت' دنیاوی شامت اور پریشانی سے نکل کر امان الٰہی میں آ جائے۔ اور اویسی' تلمیذ الرحمان موافق قرآن' قاتل

نفس' قاطع ہوا اور مخالف شیطان بن جائے۔ اور ہمیشہ مشاہدہ میں رہے۔ چنانچہ اس کی حالت " کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ" ہر روز وہ ایک خاص حالت میں ہوتا ہے' کی مصداق ہو۔ یہ مراتب لامکان فقیر کے ہیں۔ جن پر لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا" ۔ صادق آتا ہے۔ یہ محض اس کی عنایت ہے۔ فقر فنا فی اللہ کے حجاب میں ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دینی اور دنیاوی خزانے اس کتاب لازوال میں ہیں۔ جو شخص عاجز محتاج اور پریشان ہو کر اس کتاب سے عنایت اور ہدایت حاصل نہیں کرتا اس کے سوال کا وبال اسی کی گردن پر ہوتا ہے۔ تجھے معلوم ہو گا کہ بہت سے لوگ جو ذاکر قلبی کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر تفکر سے یا دم بند کر کے کرتے ہیں یاد رکھو یہ طریقہ ناقص اور محض فریب نفس ہے۔ جب تک مشق وجودیہ مرقوم نہ کی جائے۔ تب تک نفس قلب روح اور سر کی حقیقت ہی نہیں کھلتی۔ ویسے تو عام طور پر سارے ہی دل میں یا زبان پر اسم اللہ صبح شام پڑھتے ہیں لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہوتا ہے۔ جو اسم اللہ کنہ کن سے پڑھتا ہے۔ جو اس طرح کرتا ہے۔ وہ ابتداء اور انتہا میں معرفت کو پہنچتا ہے۔ جب اسم الٰہی وجود میں تاثیر کرتا ہے۔ تو دل اور روح اللہ اللہ کہنے لگتے ہیں۔ لیکن خواہ قیامت تک بھی کہتے رہیں تو بھی اسم اللہ ذات کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

حدیث شریف " اِسْمُ اللّٰهِ شَیْءٌ طَاهِرٌ لَا یَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاهِرٍ "

اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ایک پاک چیز ہے۔ جو پاکیزہ مکان کے سوا کہیں قیام و قرار نہیں کرتا' جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو۔ اور اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حضوری حاصل ہو۔ اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تعلیم' تلقین اور دست بیعت حاصل ہو۔ اور جس نے ظاہر و باطن میں ہدایت نبویؐ کو اپنا رفیق بنایا ہوا ہو۔ اس کو ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میرا کہنا کسی کی حالت کے واسطے نہیں۔ بلکہ خود میری یہ حالت ہے یا اس کی حالت کے واسطے جس پر یہ باتیں میں منکشف کروں۔ یا دکھا دوں۔ یقین کا خلاصہ حق الیقین لاہوت کی ابتدا ہے اور نیز بیت المعمور کی۔ فرشتوں کے کعبے کو بھی لاہوت کہتے ہیں۔ لامکان حق الیقین کا انتہائی مقام ہے۔ اور حق الیقین لامکان کو معراج کا قاب قوسین کہتے ہیں۔

ز دریائے محبت را چہ آرائی خطاب
چون حباب از خود تہی شد گشت آب

جب طالب توحید الٰہی کے دریا میں غرق ہو جاتا ہے تو اب اس کو کون سا خطاب دیا جائے کیونکہ جب بلبلہ اپنے آپ سے خالی ہو جاتا ہے یعنی ہوا نکل جاتی ہے تو پانی ہی بن جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا" "مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"
وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو

راتوں رات مسجد حرام لے چلا۔

دردمند دل اسم اللہ ذات کے تصور کی معرفت سے چاک چاک ہوتا ہے۔ اور یہی دل سلیم ہوتا ہے۔ جو دل ذکر الٰہی کرتا ہے اس سے ظاہری اور باطنی علوم کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ ایسے شخص کو قلب العالم' واقف احوال اور عالم روشن ضمیر کہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جاہل بیدین ہوتا ہے۔ اس راہ باطن صفا میں بے حیا جاہل چل ہی نہیں سکتا۔ جاہل بیدین اور بے حیا ہوتا ہے۔ عالم جان کا غم خوار ہے۔ اور جاہل شیطان کا مصاحب ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں کوئی حسد کی وجہ سے نہیں کہتا۔ بلکہ اصل حالت بیان کرتا ہوں۔ فقیر اسے کہتے ہیں۔ جو ایک نگاہ لطف سے طالب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دے۔ اور طالب کو اس میں ذرا ریاضت یا محنت نہ کرنی پڑے۔ یہ توفیق اہل حضور کو حاصل ہوتی ہے۔ جو مرشد خود دائمی حضوری ہے۔ اس کے لئے طالبوں کو مجلس نبویؐ میں پہنچا دینا کونسی مشکل بات ہے۔ لیکن طالب صادق ہونا چاہئے نہ کہ کاذب۔ اور مرشد بھی کامل ہونا چاہئے نہ کہ ناقص۔

واضح رہے کہ انسان کا جسم' خون' چربی' ریم' گوشت اور کئی قسم کی نجاستوں سے پر ہے۔ اگرچہ انسان عقل و دانائی سے بیرونی حصے کو پاک و صاف رکھ سکتا ہے۔ اور ساتوں اعضاء میں سات ہی ولایتیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں الگ الگ بادشاہ ہے۔ اور الگ الگ

اس کا سلسلہ ہے۔ چنانچہ انسان کے وجود میں نفس بادشاہ ہے۔ اور
اس کا وزیر شیطان ہے۔ قلب بادشاہ ہے۔ اور اس کے وزیر امیر
خناس، خرطوم، وسوسہ، وہمات اور خطرات ہیں۔ روح بادشاہ ہے اور
اس کے وزیر علم، عبادت اور سعادت ہیں۔ اور وجود میں دنیا بادشاہ ہے
اور اس کے وزیر امیر حرص، حسد، طمع، بغض اور نفاق ہیں۔ یہ
ناشائستہ لشکر بے شمار ہیں۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت، نماز،
روزے اور نفلوں میں گزار دے تو بھی بری صفات سے وجود کو خالی
نہیں کر سکتا۔ تاوقتیکہ اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ مرقوم کا تصور نہ
کرے۔ کیونکہ یہی اسے ہر ایک بلا و رنج سے نجات دے سکتی ہے۔

نظر بہ شاہد معنی ز چشم دل کردم
حجاب عینک چشم است مرد بینا را

میں نے محبوب حقیقی کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے دل سے دیکھنے والے
مرد کے لئے تمام پردے بھی آنکھیں ہی بن جاتے ہیں۔

نظر آن باشد کہ برحق شد نظر
چشم ظاہر داشتند ہم گاؤ خر

حقیقی نظر تو وہ ہوتی ہے جو حق تعالیٰ پر رہے وگرنہ ظاہری آنکھیں تو
گائے اور گدھے کی بھی ہوتی ہے۔

تا گلو پر مشو کہ دیگ نہ
آب چنداں مخور کہ ریگ نہ

گلے تک ٹھونس کر اپنے پیٹ کو پر کر کے نہ کھا تو کوئی دیگ نہیں ہے
اور اتنا زیادہ پانی نہ پی تو کوئی ریت نہیں ہے۔ (یعنی کھانے کے لئے
زندہ نہ رہو بلکہ رہنے کے لئے کھاؤ)

حدیث "عَذَابُ الْجُوْعِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"
بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے بھی بڑھ کر سخت ہے۔

دلم بے ز خطرہ شکم پر طعام
کہ این است معراج واصل مدام

اگر دل خطرات سے پاک اور پیٹ کھانے سے پر ہو تو واصل کے لئے
یہی ہمیشہ کی معراج ہے۔

دلم پر ز خطرہ شکم بے طعام
ریاضت ریا شد ز کفر مدام

اگر دل خطرات سے پر ہو اور پیٹ کھانے سے خالی ہو تو ایسی ریاکاری
کی ریاضت تو کفر بن جاتی ہے۔

حدیث شریف "اَلرِّیَآءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ" ریا کفر سے بھی برا ہے۔

واضح رہے کہ سلک سے مراد باطنی راہ ہے۔ اور سلوک سے علم
تصوف باتوفیق مراد ہے۔ پس سلک سلوک کے پر وبال ہوتے ہیں۔ جو
ظاہر و باطن کی خبر لاتے ہیں۔ ظاہری سلک تو یہ ہے کہ سر معبود کے
سجدہ میں ہو۔ اور باطنی یہ کہ باطن میں غرق فی التوحید ہو اور مشاہدہ
ربوبیتؒ کے اسرار دیکھتا ہو۔

حدیث شریف "مَنْ لَّمْ يُؤَدِّ فَرْضَ الدَّائِمِ لَمْ يَتَقَبَّلِ اللّٰهُ فَرْضَ الْوَقْتِ"
جو دائمی فرض ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کا وقتی فرض بھی قبول نہیں کرتا' یعنی منافقوں خارجیوں اور اہل شراب کی نماز۔
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى ہے لیکن حدیث میں ہے کہ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ' حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی میں کہتا ہوں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے نفاق نہیں کرنا چاہئے۔

بانفس پلید جامہ پاک چہ سود
در دل ہمہ مشر کی سجدہ برخاک چہ سود

اگر نفس پلید ہو تو صاف اور پاکیزہ لباس کا کیا فائدہ' اگر دل شرک میں غرق ہو تو خاک پر سجدہ کرنے کا کیا فائدہ؟

پس تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر غیر خدا کے خطرات کو دل سے دور کر دینا چاہئے۔ اور قبلہ کی طرف رخ کر کے اللہ اکبر کہہ کر نماز باراز اور راز بانماز ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ راز بغیر باطن باطل ہوتا ہے۔ اہل دل کی نماز اللہ قبول کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں کو زندگی عنایت فرماتا ہے۔ اَلرِّضَاءُ فَوْقَ الْقَضَاءِ اَلرَّازُ فَوْقَ الرِّضَاءِ۔ کیونکہ رضا قضاء سے اچھی اور راز رضا سے بھی اچھا ہوتا ہے۔

راز کی چار قسمیں ہیں۔ الہامی' معرفتی' توحیدی اور نوری۔ ان چاروں والا فنا فی اللہ' مشاہدہ ذات اور قرب حضوری میں ہوتا ہے۔ راز الہامی کا مقام قلب میں ہے۔ اور اسے ہر ایک آواز راز الست

سے معلوم ہوتی ہے۔ راز معرفتی کا مقام سر دماغ ہے۔ اس کو آواز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور سے آتی ہے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا یا پایا۔ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رفاقت سے شناخت کیا یا پایا۔ راز توحید کا مقام وجود کا ہر ایک ذرہ ہے۔ اس کو آواز لامکان اور قرب پروردگار سے آتی ہے۔ اور راز نور کو حق اور حضور حق سے آتی ہے۔ اس قسم کے راز کو جمعیت کل کہتے ہیں۔ جب یہ سارے راز اکٹھے ہو جائیں۔ تو جمعیت اور فنا فی اللہ اور غرق حضور حاصل ہوتے ہیں۔ اور اسے آواز واجب الوجود سے آتی ہے۔ اسی کو فی اللہ بامعبود کہتے ہیں۔ ایسے شخص کی آنکھ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں واضح اور روشن رہتی ہے۔ اور ہمیشہ دیدار الٰہی دیکھتا رہتا ہے۔ اور اسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ دونوں جہان اس کے فرمانبردار غلام بن جاتے ہیں۔ فقیر بادشاہ ہوتا ہے۔ فقیر بنا کوئی آسان کام نہیں۔ فقیر ہمیشہ دیدار پروردگار دیکھتا ہے۔ اور ماسوی اللہ سے بیزار ہوتا ہے۔ جب ہمیشہ تفکر کے ساتھ طاعت کی جائے تو وجود کامل اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ پھر ساتوں کی صورتیں الگ الگ پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ نفس' قلب' روح' سر' علم' اسم اللہ ذات اور توفیق الٰہی جامع الجمعیت کی صورتیں الگ الگ نمودار ہوتی ہیں۔ ان میں سے نفس و شیطان کی صورتوں کو سلطان الفقر دور کر دیتا

ہے۔ اور زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگتا ہے۔

حدیث "مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ"

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ جب انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ تو پھر جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس اقدس میں باریاب ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اجازت سے پہلے اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق کی تعلیم و تلقین فرماتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عدل اور محاسبہ نفس کی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ادب و حیاء کی اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ علم، حلم، کرم، جود اور فقر کی تعلیم و تلقین فرماتے ہیں۔ بعد ازاں خود جناب رسول مقبول رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زبان مبارک سے فرماتے ہیں۔ خُذْ بِیَدِیْ میرا ہاتھ پکڑو۔ اور پھر اسم اللہ ذات کے تصور سے تلقین و تعلیم فرماتے ہیں۔ اور جمعیت خلق عنایت فرماتے ہیں۔ یہ پانچوں تلقینیں مرشد کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ اور عارف خدا طالب اللہ کو بے ریاضت، بے ذکر اور بے فکر باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کراتا ہے۔ اور فضیلت دلاتا ہے۔ جو شخص ایک دفعہ زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا

ہے۔ اس کے ذمہ ذرہ بھر گناہ باقی نہیں رہتا۔ عارف کے لئے حیات و ممات مستی و ہشیاری خواب و بیداری اور مراقبہ میں کلمہ طیب کا ذکر زبان، قلب روح اور سر سے خلاء ملا اور ظاہر اور باطن میں جائز ہے۔

جس کے وجود میں اسم اللہ ذات اثر کرتا ہے۔ اس کے نفس کو زندگی ہی میں موت کا درجہ نصیب ہو جاتا ہے۔ اور موت میں زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ خواہ عارف منتہی لامکان میں رہتا ہو۔

ذکر بالذاتست در ذاتش نگر
و از ذکر حاضر شوی نبوی نظر

ذکر کا تعلق ذات سے ہے اس کو ذات میں دیکھ اور ذکر کے ذریعے تو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہو جائے گا۔

کامل ذاکر کے لئے ذکر میں بڑی شان ہے۔ کیونکہ قلب اور روح باجمعیت ہو جاتے ہیں۔ اور نفس خراب و پریشان ہو جاتا ہے۔

ذکر در ذاتست فی اللہ ذات نور
لازوال و با وصال شد حضور

اسم اللہ ذات کا ذکر نور ذات میں مستغرق کرکے لازوال اور باوصال حضوری تک پہنچا دے گا۔

درمیانش کس نگنجد ذات نور
ذکر ذاتی عین ہو در حضور

ذکر ذاتی عین حضوری تک پہنچا دیتا ہے وہاں کسی اور کے درمیان میں

واسطہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور ذات طالب ذات حق میں فنا ہو جاتی ہے۔

قولہ تعالیٰ "مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً"

جو شخص اپنے پروردگار کا لقاء چاہتا ہے۔ اسے نیک عمل کرنے چاہئیں۔ غیر حق سے روگردان ہو کر دیدار الٰہی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ جو شخص ان مراتب کو حاصل کرلیتا ہے۔ وہ مجلس نبویؐ کے لائق ہو جاتا ہے۔

تا نہ بینی عین باعین العیان
باور مکن بر مرشدے کاذب جہان

جب تک تو عین کو عین العیان سے نہ دیکھ لے مرشد پر اعتبار نہ کر بلکہ جو اس مرتبہ تک نہ پہنچا سکے وہ جھوٹا ہے۔

واضح رہے کہ ذکر یاد کو کہتے ہیں۔ اور یاد یکتائے فی اللہ ہونے کے لئے ہوتی ہے۔ جو غرق فی التوحید اور یکتا ہوگیا۔ اسے پھر ذکر اور یاد کی ضرورت نہیں۔ یکتا ہونے کے بعد اگر ذکر یا یاد کی طرف رجوع کرے۔ تو رد و کفر میں داخل ہے۔ یاد اور ذکر نفسانی اور شیطانی خصلتوں کے دفعیہ کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر ان کے دفعیہ کے بعد پھر یاد اور ذکر میں مشغول بریا ہوتا ہے۔ جب اسے مشاہدہ ذات اور قرب الست حاصل ہو اور غیر فی الحضور ہو اور عین بعین مشاہدہ کرتا ہو۔ تو پھر اس کے لئے ذکر باعث کفر ہے۔ کیونکہ جو شخص قرب الٰہی،

معرفت اور وصال الٰہی سے لوٹ کر قال کی طرف آتا ہے۔ اسپر کفر کیونکر لازم نہ آئے۔ یہ مراتب صحیح تصدیق کے ہیں۔ یہاں پر تسبیح درکار نہیں۔ یہ باطنی راہ وصال کے متعلق ہے نہ کہ قال کے

فقر یک نظر است نظرش باخدا
فقر یک سخن است سخن از مصطفیٰ

فقر ایک ہی نظر کا نام ہے، جو خدا پر ہو، فقر اس بات کا نام ہے، جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک زبان سے نکلی ہو۔

زاں سخن شد فقر یکتا یک وجود
گوئے از مردان میدان او ربود

بس صرف اسی ایک بات سے فقر دوسروں پر فوقیت حاصل کر کے بازی لے گیا اور بے مثل و بے مثال ہو گیا۔ (یعنی طلب خدا اور اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے)

فقر محمدیؐ یہودیوں اور اہل بدعت کو نصیب نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ تجھ پر ظاہر کرتے ہیں یا دکھاتے ہیں۔ اس پر اعتبار نہ کرنا۔ کیونکہ وہ اہل شرب اور غیر شرع ہیں اور جو کچھ وہ دکھاتے ہیں وہ محض استدراج ہے۔

واضح رہے کہ حق تعالیٰ کے قریب وہی ہیں۔ جو باطن میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست بیعت میں ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے۔ ایسے شخصوں کو ذاکر راز کہتے ہیں۔

طالب از مرشد طلب کن رازہا
تاترا حاصل شود قرب اللہ

اے طالب! مرشد سے رازوں سے آگاہی طلب کر تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا قرب حاصل ہو جائے۔

طالب از مرشد طلب کن راز کن
ہر مراتب رابیابی زین سخن

اے طالب مرشد سے راز کن کی حقیقت اور آگاہی طلب کر تو اس ایک بات سے تمام مراتب کو پا لے گا۔

جو اس طرح الا اللہ کی معرفت اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ نفسانی بری خصلتوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر دیکھ سکتا ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور تین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت۔

فکر از ذکر است ذکرش باحضور
بے حضوری ذکر باشد حق ز دور

فکر اور خلوص کے ساتھ ذکر حضوری تک پہنچا دیتا ہے۔ اور بے حضوری (ریاکارانہ) ذکر حق سے دور رکھتا ہے۔

واضح رہے کہ ذکر اسم اللہ ذات جسے غرق فنا فی التوحید بھی کہتے ہیں۔ مثل فرشتہ کے پاک ہے۔ اور خطرات نفسانی و شیطانی کتے کی طرح ناپاک اور بدبودار مردار ہیں۔ سو قلب ایک گھر ہے۔ جس گھر

میں کتا ہو۔ وہاں فرشتہ رحمت نہیں آتا۔ اسی طرح جس قلب میں خطرات ہوں وہاں ذکر الٰہی نہیں آتا۔

حدیث "لَا یَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ"
کتے والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

گر تو مردی عاقل و صاحب شعور
حضور را بگزار رو در غرق نور

اگر تو عقل مند اور صاحب شعور مرد ہے تو حضوری کے مقام سے گزر جا اور وحدت کے نور میں غرق ہو جا۔

جس شخص کو عارف، فقیرولی اللہ اور فی اللہ کے مراتب ملے۔ وہ لوگوں کی نگاہوں میں برا لیکن خالق کے نزدیک لائق دیدار اور اہل بہشت ہے۔ حدیث شریف "مَنْ مَدَحَ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ فِیْ وَجْہِہٖ فَکَاَنَّمَا ذَبَحَہٗ بِلَا سِکِّیْنٍ" جس نے اپنے مسلمان بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی۔ اس نے چھری کے بغیر اسے ذبح کیا۔

حدیث شریف "حَثُوْا فِیْ وُجُوْہِ الْمَدَّاحِیْنَ التُّرَابَ" مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ کسی حالت میں بھی ایمان اس سے جدا نہ ہو۔ بلکہ زیادہ زیادہ چمکتا اور روشن رہے۔ کبھی سلب نہ ہو۔ اور وہ ہمیشہ قرب، ذکر، معرفت اور وصال الٰہی سے محمود الوجود رہے۔ تو اسے اسم اللہ ذات کا تصور کرنا چاہیے۔ کیونکہ جناب سرور کائنات خلاصہ

موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیشہ اسم اللہ ذات کے تصور میں مستغرق رہا کرتے تھے۔ اگر کسی کے وجود میں اسم اللہ ذات قرار نہ پکڑے تو اس کا یہ علاج ہے کہ دن رات تفکر سے دل پر یا سینے میں یا سر میں یا دماغ میں یا آنکھ پر مشق مرقوم وجودیہ لکھیں۔ تو چند روز بعد اسم اللہ ذات سارے وجود کو اپنے قبضہ میں لاکر سر سے پاؤں تک نور ذات کی تجلیات میں غرق کر دے گا۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو جائے گا۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچ کر سارے مطالب حاصل کر لے گا۔ ذاکر کے لئے ذکر حضور خدا سے پیغام اور فرمان ہے۔ اور ذکر ہی اس کے لئے حضوری کا وسیلہ ہوتا ہے۔ آؤ ذکر اختیار کرو۔ تاکہ تم لقائے رب العالمین سے مشرف ہو جاؤ۔ نفس اور اس کی خواہشات کو چھوڑ دو۔ ذکر حقیقی سے ذاکر صادق میں دس صفات پیدا ہوتی ہیں۔ ترک، توکل، تجرید، فقر اختیاری، بیداری قلب، آزادی شوق، معرفت اسم اللہ ذات کے حاضرات کی کلید اور توحید ذاکر صاحب جمعیت اور کلید کل التوحید ہوتا ہے۔ ذاکر اور اہل تقلید کی ہم نشینی کبھی راست نہیں آتی۔ مجھے ان احمق لوگوں پر سخت تعجب ہے۔ جو اپنے آپ کو ذاکر قلبی کہتے ہیں۔ اور پھر دنیا مردار کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں۔ قلبی ذکر سے تو قرب حضور، مشاہدہ ربوبیت اور نور ذات کی تجلیات نصیب ہوتی ہیں۔ اور ذاکر قلبی عین العیان، نفسانی خواہشات سے بری، مراقبہ میں مستغرق اور اسرار

قدرت کا پہچاننے والا ہوتا ہے۔ اور طیر، سیر جسم و جان سمیت کر سکتا ہے۔ ذکر قلبی اور ذکر وجدانی سے مجلس نبوی بطور دوام اور انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحانیت سے ملاقات حاصل ہوتی ہے اور پوشیدہ حالات منکشف ہوتے ہیں۔ جس وقت قرب حق والا دل یا اللہ کا نعرہ مارتا ہے۔ تو اس اسم اعظم کی عظمت سے عرش اکبر کانپ اٹھتا ہے۔ فرشتے حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ اور انبیاء اور اولیاء کی روحوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔ قلبی ذکر، قرب، شوق، اعتقاد، عنایت، ہدایت، توفیق، تصدیق، تحقیق اور جمعیت قلبی سے اسم اللہ ذات کے جوہر تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور اس جوہر سے تصور کے درجات، وحدت کی تاثیر، دیدار الٰہی، نور حقیقت اور الوہیت دکھائی دیتا ہے۔

یہ سب مراتب اسم اللہ ذات کے نور سے حاصل ہوتے ہیں۔ جس شخص کو اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے۔ اس کے ساتوں اعضا نور مطلق ہو جاتے ہیں۔ اور ہر عضو سے نور ٹپکتا ہے۔ اور اسی نور سے ذات حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ قرب و حضوری حق نصیب ہوتی ہے۔ وجود بخشا جاتا ہے۔ جس شخص کی یہ کیفیت ہو گئی ہو۔ اس کا ذکر کرنا، دیکھنا سننا، بولنا، مجاہدہ، نماز روزہ، حج زکوٰۃ، قرب بعد، قبض بسط، سکر صحو، وصال فراق، پاس انفاس، نفس قلب روح ہڈیاں، مغز، چمڑا، گوشت، رگ، ناخن، خون، ریم بلکہ بدن کا ہر ایک بال سب کا سب نور ہو جاتا ہے۔ نیز اس کی تلاوت قرآنی مختلف علوم

کا پڑھنا۔ حی قیوم کی عبادت، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، مستی ہوشیاری، مراقبہ، مکاشفہ، مجادلہ، محاربہ، جمعیت جان نور ہوتا ہے۔ اور زندگی اور موت دونوں حالتوں میں وہ نور ہوتا ہے۔ اس کی قبر کی مٹی بھی نور ہی ہوتی ہے۔ اگر اس قسم کے تصور والا دوزخ کی طرف آئے تو اسم اللہ ذات کے نور کی وجہ سے دوزخ کی آگ ملیامیٹ ہو جائے۔ اور دوزخ ایک ریشمی نرم بستر بن جائے۔ جب دوزخ کی آگ اسم اللہ ذات کے نور کے تجلیات کی وجہ سے سرد ہو جاتی ہے۔ تو اہل دوزخ کو آرام کی نیند نصیب ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کا مرتبہ موت کے بعد قیامت کے دن معلوم ہو گا۔ اگر اسم اللہ ذات کے تصور والا بہشت میں آئے۔ تو حور و قصور اسم اللہ ذات کے نور کی چمک سے شرمندہ، شرمسار اور خوار ہو جائیں۔ اس تصور والے کو دونوں جہان حاصل ہوتے ہیں۔ ایک نور مجمل ظہور جس سے مراتب حضور حاصل ہوتے ہیں۔ اس کو جمعیت کل بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے بقا مع اللہ میں نور لقا حاصل ہوتا ہے۔ جس کے سبب نور میں یکتا ہو جاتا ہے۔ ایسے اشخاص کی شان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اور وہ اس کے نور کی مثال ہیں۔

کامل مرشد صادق طالب کو پہلے ہی روز ابتدائی اور انتہائی تمام مراتب عطا کر دیتا ہے فقیر صاحب قلب کی کیا علامت ہے؟ یہ کہ ظاہر میں خاموش ہو لیکن وجود میں اس کا قلب قلبی ذکر کی وجہ سے جوش خروش کرتا ہو۔ اور اس کا خواب خلوت میں مشرف بہ دیدار پروردگار ہوتا ہو۔ اس کی بیداری نفس کی ترک اور بیزاری ہو۔ اس کا کھانا خاتمہ بالخیر۔ اس کی بھوک برکتیں۔ اس کا ذکر ذکر الٰہی، اس کا سننا الہام مع اللہ، اس کی نظر معرفت پر ہو۔ اس کے قلب کو ایمانی نور حاصل ہو۔ تجرید اور تفرید کی وجہ سے اس کے قلب کو صفائی نور حاصل ہو۔ اور حضوری قلب حاصل ہو۔ ہر دم اللہ کی یاد میں رہے۔

قلب ایک سمندر ہے بشرطیکہ صاحب قلب صاحب توحید ہو۔ جب اس سمندر میں غوطہ لگائے۔ تو تینوں زمانوں یعنی ماضی حال اور مستقبل کے حقائق اور علوم اس پر منکشف ہوں اور وہ روشن ضمیر بن جائے۔ اور اس پر لوح محفوظ کے علوم منکشف ہوں۔ اور دل کی آنکھوں سے لوح محفوظ پر کے لکھے ہوئے کو پڑھ لے۔ بلکہ اس سمندر میں غوطہ لگانے سے قلب اور لوح ضمیر واضح اور کشادہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ قلب بمنزلہ حرف 'ن' اور لوح محفوظ بمنزلہ نقطہ 'ن' ہو جاتی ہے کیونکہ لوح محفوظ کے تمام علوم لوح ضمیر میں پوشیدہ ہیں۔ جو اہل قلب کی توجہ سے قلب کو حاصل ہوتے ہیں۔ یہ تمام مراتب اسم اللہ ذات کے تصور کے پورے پورے

تصرف سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی سی بھی حالت ٹھیک ٹھیک الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ یہ مراتب طالب اللہ کو کامل مرشد جو صاحب قلب ہے۔ صرف نگاہ ہی سے عنایت کر دیتا ہے۔ اور معرفت الٰہی میں عارف بنا دیتا ہے۔ اور مجلس نبوی میں حاضر کر دیتا ہے۔ مرشد توجہ سے پہلے ہی روز قلب اور نظر کے مراتب عطا کر دیتا ہے۔ جو نہیں عطا کر سکتا۔ وہ ارشاد ' باطنی معرفت' ذکر فکر' فیض' فضل اور راز ربی سے بے خبر ہے۔ اور خام خیالی میں پڑا ہے۔ گو وہ لوگوں کی نظروں میں صاحب قرب و وصال ہی دکھائی دیتا ہو۔ یہ مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات جسے توجہ تصور اور تصرف حضور سے حاصل ہوتے ہیں۔ جب اسم اللہ ذات کا تصور جو لطیفہ نور غیب الغیب ہے۔ قلب سے اٹھتا ہے۔ تو تمام قلب جسم اور جان کا گوشت تک گرا دیتا ہے۔ اس لئے صاحب قلب کو ریاضت کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ جان قربان کر دیتا ہے۔ اس کو راز کل الکلید کہتے ہیں۔ اس قسم کی خاص الخاص توحیدی توجہ تقلید سے شرم رکھتی ہے۔ طالب اللہ اسے کہتے ہیں جو ماسوی اللہ کو ترک کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ ذکر چار قسم کا ہے۔ ذکر زوال' ذکر کمال' ذکر وصال اور ذکر احوال' ذکر زوال میں خلقت کا رجوع ہونا اور ننگ و ناموس کا شور و غوغا ہوتا ہے۔ اس سے رجعت لاحق ہوتی ہے۔ ذکر کمال میں

فرشتہ موکل کی رفاقت ہوتی ہے۔ حیوانیت قید میں لائی جاتی ہے۔ اس سے بھی رجعت لاحق ہوتی ہے۔ ذکر وصال میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس اور روحوں کے ساتھ ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور ذکر احوال میں تمام الٰہی غیبی خزانے معلوم ہو جاتے ہیں۔ ان سے بھی رجعت لاحق ہوتی ہے۔

جو طالب اللہ ان چاروں ذکروں سے جن سے رجعت لاحق ہوتی ہے گزر جاتا ہے۔ تو پھر ذکر خفیہ فنائے نفس اور فیض روح سے غیر مخلوق نور کا شعلہ متجلی ہوتا ہے۔ اور وجود میں اس قسم کی چمک دمک پیدا کرتا ہے۔ کہ سر سے قدم تک قلب و قالب روشن ہو جاتا ہے۔ جس کی مثال ہی قائم نہیں ہو سکتی۔ ذکر خفیہ کی عنایت سے ہمیشہ وحدت الا اللہ میں غرق رہتا ہے۔ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر دم حاضر رہتا ہے۔ خفیہ ذاکر کا باطن معمور ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

"اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا" وَّ خُفْيَةً"

اللہ تعالیٰ کو زاری اور عاجزی کے ساتھ پوشیدہ پوشیدہ یاد کرو اور بلاؤ۔

قولہ تعالیٰ "فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"

اگر تمہیں کوئی بات معلوم نہیں تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

حدیث شریف "لَا يَشْغَلُهُمْ شَيْءٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ طَرْفَةَ الْعَيْنِ"

کوئی چیز ان کو ایک لحظہ کے لئے بھی ذکر الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔

ذکر خفیہ اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ مرقوم کے تصور کی مشق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس میں تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ذاکر غرق فی اللہ ہو جاتا ہے۔ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔ اور نجات حاصل ہوتی ہے۔ ذکر خفیہ کا ذاکر بننا کوئی آسان کام نہیں۔ ذکر الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے راز ہیں۔

قطعہ

ذاکراں را برد ذکرش غرق نور
باذکر مجلس شود نبوی حضور

ذاکروں کو ذکر حضوری مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاتا ہے اور ذکر سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔

بے حضوری نیست ذکرش سر ہوا
ذاکراں فی اللہ بہ باشد باخدا

خلوص کے ساتھ ذکر کرنے والا حضوری سے بہرہ نہیں رہتا۔ ذاکر فنا فی اللہ ہو کر باخدا ہو جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کا حقیقی ذکر وجود میں آتا ہے۔ تو وجود میں سے تمام باطل چیزیں نکل جاتی ہیں۔ جو طالب اپنے مرشد کے گناہوں کا

خیال کرتا ہے۔ وہ کبھی راہ خدا نہیں دیکھ سکتا۔ جو طالب اپنے مرشد سے راستہ دیکھ لیتا ہے۔ وہ پھر مرشد کے گناہ کا خیال تک نہیں کرتا۔ جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ ظاہر پر تھی۔ لیکن حضرت خضر علیہ السلام کی کارروائی کی حقیقت سے آگاہ نہ تھے۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام کو باطن میں قرب الٰہی کی راہ حاصل تھی۔ جیساکہ سورہ کہف میں واقع ہے۔ کہ کشتی کو ڈبویا یا دیوار کو گرایا اور بچے کو مار ڈالا۔ ذکر الٰہی کا تعلق راز سے ہے۔ آواز سے نہیں۔ ذکر کے یہ معنی نہیں کہ قلب جو گوشت کا ٹکڑا ہے جنبش کرے۔ ہلنا معرفت حضور کے مشاہدہ سے ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے نفس امارہ کو قتل کر دیتا ہے۔ وہ دونوں جہان کا تماشا پشت ناخن پر کر سکتا ہے۔ ذاکر کی مد نظر عین العیان نظارہ رہتا ہے۔ اسے ورد و وظائف کے پڑھنے۔ نماز نوافل' استخارہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ ذاکر دو حالتوں اور دو حکمتوں سے خالی نہیں۔ اگر بیدار ہے تو شغل الٰہی کے شوق سے معرفت محبت میں اسے جمعیت اور قرار حاصل ہے۔ اور اسے شغل الٰہی میں ایسا قرار حاصل ہوتا ہے۔ جیسے مچھلی کو پانی میں۔ وہ دنیا اور اہل دنیا سے دور بھاگتا ہے۔ جب ذاکر خواب اور مراقبہ میں جاتا ہے۔ تو مجلس نبوی میں داخل ہو کر انبیاء اور اولیاء کی روحوں سے مصافحہ کرتا ہے۔ اور صاحب باطن ہو جاتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء اللہ سے جواب باصواب حاصل کر لیتا ہے۔ جب ذکر

وجود میں اثر کر جاتا ہے۔ تو ذکر نور اور مجلس حضور حاصل ہو جاتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ صادق طالب وہ ہے۔ جو مرشد سے قرب، مشاہدہ، حضور، معرفت اور راز طلب کرے۔ کیونکہ یہی چیزیں جمعیت، فیض اور فضل ہیں۔ ذکر، فکر، ورد، وظائف، فیض، سکر اور صحو میں رجوعات خلق اور قلب کا زوال ہے۔ بلکہ سلب اور بے جمعیتی کا خدشہ ہے۔ یہ محض خام خیالی ہے۔ اور خناس خرطوم، وسوسہ، واہمات اور خام خیالی کے جنگ کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔ جس شخص کو اسم اللہ ذات کی توحید، تفکر، توجہ، تصور اور تصرف حاصل ہو گیا اس کے لئے زندگی اور موت یکساں ہو گئی۔ وہ نہ دنیا میں مرتا ہے اور نہ آخرت میں۔ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ بہتر یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم کا تصور ہمیشہ باتوجہ کرے اور مشاہدہ نور میں غرق رہے اور قرب الٰہی سے حضور میں ہو۔ اور دنیاوی ذکر و فکر کی طرف رجوع نہ کرے۔ جناب پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ کَفَرَ وَ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ"

جس شخص نے مراد پا لینے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا۔ اس نے بلاشک و شبہ کفر کیا اور اللہ تعالیٰ سے شرک کیا۔

اے عزیز! عبادت بیگانگت میں ہے۔ اور وصول یگانگت میں،

پس یگانگت سے بیگانگی کی طرف رخ کرنا محض شرک ہے۔ نیز وصول محویت ہے۔ اور عبادت میں ذکر، فکر، واہمات، خطرات، رجعت، شرک اور کفر ہے۔ جو شخص سرود و سماع سے ذکر کرتا ہے۔ وہ باطن میں معرفت الٰہی اور قرب خدا سے محروم ہوتا ہے۔ بلکہ اہل بدعت ہے۔ اور نفس کا تابع ہے۔ اور شیطان کا پسندیدہ ہے۔ اور رحمٰن سے دور ہے۔ اس قسم کا تقلیدی طریقہ خام خیالی اور بے دینی ہے۔ ایسے لوگ دجال ہیں۔ ایسے طالب اور مرید دونوں بدعتی ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ معرض زوال میں رہتے ہیں۔ یہ مذہب کے رافضی اور پوشیدہ احوال ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کا ظاہر نص حدیث، علم فقہ اور تفسیر اور قال سے آراستہ ہوتا ہے۔ پیشانی پر تو انوار برستے ہیں۔ لیکن باطن میں اہل زنار خوارجی اور خوار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہزار بار استغفار ہے کہ ظاہر میں ہر دل عزیز ہوتے ہیں اور اہل وطن ہوتے ہیں لیکن ان کے باطن میں خباثت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ ایمان سے بالکل بے بہرہ اور بے خبر ہوتے ہیں۔ فقیر وہی ہے کہ تحقیقی طریقہ اسے حاصل ہو۔ اور ظاہر میں باخلاص شریعت میں مضبوط اور مستحکم ہو۔ اور باطن میں معرفت الٰہی اسے حاصل ہو۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے انسان کی نیکی بدی معلوم ہو جاتی ہے۔ نفس کے لئے یہ ذکر بمنزلہ زہر ہلاہل ہے۔ لیکن مرد وہی ہے جو نفس کے خلاف کرے۔ یہاں تک کہ اس کے وجود میں حرص و ہوا کا نام تک

نہ رہے روح اور نفس کی باہمی سخت دشمنی ہے۔ کشف و کرامات کے مراتب میں ذکر فکر ریاضت ضروری ہے۔ اعمال ظاہری سے خلقت میں مشہور ہو جاتا ہے۔ اور اس شہرت سے اس کا نفس خوب موٹا تازہ ہوتا ہے۔ اور خوش وقت اور خوش حال ہو جاتا ہے۔ نفس کی یہ کیفیت ہے کہ اسم اللہ ذات کا ایک گھڑی کا تصور اختیار نہیں کرتا۔ لیکن دوزخ کی آگ میں جلنا قبول کرتا ہے۔ حالانکہ روح کو ذکر الٰہی سے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ شیطان ظاہری طاعت سے فتنہ کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر اس سے گناہ عظیم کا دروازہ کھولتا ہے۔

واضح رہے کہ شیطان فتنہ جو اور نفس حیلہ جو ہے۔ اس واسطے کہ انسانی وجود میں نفس بمنزلہ بادشاہ اور شیطان بمنزلہ وزیر ہے۔ یہ دونوں آپس میں متفق رہتے ہیں جب وجود میں تصور کے سبب توفیق الٰہی پیدا ہوتی ہے تو نفس کو شیطان سے جدا کر دیتی ہے۔ پھر نفس شیطان کی صحبت سے رہا ہو جاتا ہے۔ اور مشاہدہ انوار حق میں مستغرق رہتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی وجود یہ مرقوم مشق سے تین کروڑ بلکہ بے شمار ذکر وجود سے رواں ہوتے ہیں۔ جن میں سے ہر ذکر کے ساتھ معرفت الٰہی نور حضور اور طے توحید کا ہر مقام منکشف ہوتا ہے۔ اور چاروں جانور یعنی حرص کا کوا' ہوا کا کبوتر' شہوت کا مرغ اور زینت کا مور ذبح ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں۔ اور باطنی حواس خمسہ کھل جاتے ہیں۔ یہ مراتب طریقہ

قادری میں پہلے ہی روز حاصل ہو جاتے ہیں۔ کسی اور طریقے کی انتہا بھی قادری کی ابتداء کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور کوئی خانوادہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خواہ ساری عمر ریاضت ہی میں صرف کیوں نہ کر دے۔
مثنوی

روز و شب اللہ بخوان اللہ بداں
اسم اللہ باتو ماند جاوداں

دن رات اللہ اللہ پڑھ اور اللہ کی پہچان حاصل کر۔ اللہ تعالیٰ کا اسم تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

شرح :۔ ذکر دوام اور فکر تمام کے دو گولو دو راہ' دو نگاہ اور دو آگاہ' دو جسم' دو جان' دو بیان' دو عیان' دو گمان' دو فکر' دو فنا و ممات' دو حیات و بقا' دو نجات' دو درجات' اور دو دلیل ہیں۔ کہ قرب رب جلیل کا الہام ہوتا ہے۔ دو وہم ہیں۔ کہ سلطان الوہم وحدانیت ذات نور کے جمال سے ہے۔ اور دو خیال ہیں کہ معرفت الٰہی اور وصال نیک خصال ہے۔ مثنوی

ہر کہ خواہد ذکر را فکر از تمام
باحضوری غرق فی اللہ صبح و شام

جو کوئی ذکر کو فکر کی انتہا تک چاہتا ہے وہ حضوری حق میں صبح و شام فنا فی اللہ رہتا ہے۔

ذکر دانی چیست باجان و دل خروش
ذاکرانی کے بوند ایں خود فروش

کیا تو جانتا ہے کہ ذکر کیا ہے۔ جذبات عشق الٰہی سے جان و دل میں جوش و خروش کا پیدا ہو جانا۔ ذاکر حق نمائشی ذکر کر کے خود فروشی نہیں کرتے۔

ذکر حق نور است آخر نور بر
ذاکرانے کے بوند این گاؤخر

ذکر حق نور ہے اور بالاخر نور تک لے جاتا ہے۔ سچے ذاکر گائے گدھے (ڈھور ڈنگروں) کی طرح نہیں ہوتے۔

ذکر بہرحق بود بہر از خدا
ذاکرانے کے بوند این سر ہوا

ذکر تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اور حق کے لئے سچا ذکر کرنے والے حرص و ہوا کے بندے نہیں ہوتے۔

ذکر توحید است وحدت ذات ور
باتصور ذات ذاکر بابصر

توحید ذات میں لے جانے والا ذکر وحدت ذات میں غرق کر کے ذاکر کی باطنی آنکھیں کھول دیتا ہے اور وہ صاحب بصیرت ہو جاتا ہے۔

ذاکرانے ذاکرانے بازوال
ذاکران بسیار ناقص بدخصال

وہ ذاکر نہیں ہیں وہ ذاکر نہیں ہیں جو کہ زوال پذیر ہو جائیں۔ بہت سے ذاکر ناقص اور بدخیال ہوتے ہیں۔

قلب را بستہ کنند بادم ہوا
این چنین ذاکر بعید از مصطفیٰ

جو دل کو حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کے ساتھ وابستہ رکھتے ہیں ایسے ذاکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رہتے ہیں۔

ذکر باشد ہمچو باہو بود
از قبر باہو ہو برآید و از لحد

ذکر اس طرح ہونا چاہئے کہ جس طرح فقیر باہو نے ذکر کیا ہے کہ باہو کی قبر اور لحد سے بھی ھو ھو کی آواز آتی رہے گی۔

ہر کہ باہو ہو برآید شد تمام
از قبر باہو ہو برآید حق بنام

جو کوئی صبح و شام ھو ھو کرتا رہتا ہے وہ کامل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باھو کی قبر سے بھی ھو ھو کی آواز آتی رہے گی۔

ذکر ازلی کے ذاکر بہت ہیں۔ جو صاحب رجا ہوتے ہیں اور ذاکر ابدی جو ہمیشہ گریہ و زاری میں ہوتے ہیں اور صاحب خوف ہوتے ہیں۔ بے شمار ہیں۔ دنیاوی ذاکر حسد اور طمع کی وجہ سے خوار رہتا ہے۔ اور ہمیشہ حرص و ہوا میں مبتلا رہتا ہے۔ عاقبت کا ذاکر حور و قصور کا طالب ہوتا ہے۔ وہ دن رات زہد اور تقویٰ میں مشغول رہتا ہے۔

وہ بے شک قابل اعتبار و یقین ہے۔ یہ ذاکر بھی نفس پرست ہے۔ اور اس میں انانیت پائی جاتی ہے۔ لیکن ذاکر الٰہی ہمیشہ شوق میں مبتلا اور محبت الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہی خدا پرست ہوتا ہے جو پروردگار کے دیدار کی طلب میں زندہ قلب اور بیدار دل ہوتا ہے۔ عام طور پر جو ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ ذکر نہیں بلکہ ریا ہے۔ جو محض دنیاوی ننگ و ناموس کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس سے تو نفس اور بھی موٹا تازہ ہو جاتا ہے۔

زین ذکر کس نیست ذاکر باخدا
از فکر خطرات دل شد جابجا

ایسے ذکر سے کوئی خدا کا ذاکر نہیں بن سکتا کہ زبان پر تو ذکر ہو اور دل میں جابجا خطرات نفس ڈیرہ جمائے ہوئے ہوں۔

این ذکر بگزار ترک از فکر گیر
تاشوی واصل خدا عارف فقیر

ایسے ذکر کو چھوڑ کر اور ترک کر کے فکر حق کا دامن تھام لے تاکہ تو خدا کا واصل اور عارف فقیر بن جائے۔

ذکر اصلی بر وصل باشد حضور
ذکر فی التوحید وحدت ذات نور

اصلی ذکر حضوری سے واصل کر دیتا ہے۔ اور ذکر ذات نور کی وحدت میں فنا فی التوحید کر دیتا ہے۔

ہر کہ شد دیوانہ باگر مئے ذکر
طالب پختہ نباشد خام تر

جو طالب گرمی عشق سے پاگل اور دیوانہ ہو جائے وہ طالب پختہ نہیں بلکہ نہایت ناقص طالب ہے۔

مست را ہشیار گرداند ذکر
ذاکراں را بس بود ایں سر فکر

کیونکہ ذکر حق تو مست کو ہوش میں لے آتا ہے۔ ذاکر حق کے لئے فکر کا یہی راز کافی ہے۔

باہو ہر کہ شد دیوانہ آن ذکرش زوال
مست را ہشیار گرداند وصال

اے باہو جو کوئی ذکر سے دیوانہ ہو جاتا ہے اس کا ذکر ذکر زوال ہے ذکر وصال تو مست کو بھی ہوش میں لے آتا ہے۔

شرح ذکر، فکر و مراقبہ

ذکر کے دو گواہ ہیں۔ اول یہ ہے کہ ذکر لازوال میں مرنے کے بعد قلب ذکر الٰہی سے جنبش کرے۔ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہے۔ دوسرا گواہ معرفت الٰہی اور قرب و وصال الٰہی ہے۔ جس شخص میں یہ علامتیں نہیں۔ اسے ذکر کی راہ کی خبر ہی نہیں۔

فکر فنائے نفس کو کہتے ہیں۔ جس شخص کو فنائے نفس حاصل ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فیض' راز' قرب اور معرفت کی خبر دیتا ہے۔

مراقبہ کے چار مقام ہیں۔ محبت' مشاہدہ' معرفت' محرم اسرار پروردگار ہونا۔ اور انبیاء اور اولیاء اللہ کی دائمی مجلس۔ اس قسم کا مراقبہ مقصود' مطلوب اور محمود ہے۔ جس مراقبہ میں مذکورہ بالا صفات نہ پائی جائیں۔ اس مراقبے والا نفس مردود کی قید میں ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تفکر اور تصور کے بغیر مراقبہ اور خاص الخاص ذکر اور فکر حاصل نہیں ہوتا۔ اسم اللہ ذات کے تفکر اور تصور سے صاحب مراقبہ اپنی ہستی کو چھوڑ ذات حق میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور لاہوت و لامکان اور تمام چیزیں عین بہ عین اسے دکھائی دیتی ہیں۔ نور ربوبیت' نور ذات حضور اور بقا سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور جو اسم اللہ ذات کے تصور کے بغیر دیکھتا ہے۔ اس کا ذکر فکر' مراقبہ اور مکاشفہ ناسوت سے نفسانی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے۔ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ حرص و ہوا کے موافق ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خاص الخاص مع اللہ اور مستغرق فی اللہ شخص ہی مومن اور مسلمان ہوتا ہے۔ صاحب ہدایت' ذاکر مذکور' محقق حق الیقین' صاحب الہام اور راسخ علمائے دین کا وجود مغفور باطن معمور ہوتا ہے۔ اور وہ شوق الٰہی میں ہمیشہ خوش و خرم رہتے ہیں۔ جیسے غوث' قطب' ابدال' اوتاد اور اخیار۔ ان میں سے بعض کو ہردم راز حق معلوم ہوتے رہتے

ہیں۔ بعض ساعت بساعت لحظہ بلحظہ اور لحہ بہ لحہ ہوتے ہیں۔ بعض دن رات آہ و زاری میں کشتہ درد محبت' بعض مبتلا جان فدا بعض ایک ہفتہ میں پوشیدہ راز تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور عاشق زار ہو کر کسی کو اس بھید سے واقف نہیں کرتے۔ بعض کو یہ بات مہینہ بھر میں اور بعض کو سال بھر میں میسر آتی ہے۔ بعض کو جانکنی کے وقت' بعض کو قبر میں' بعض کو بہشت بریں میں۔ جن اشخاص کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ان کو حسب مرتبہ و منصب زندگی میں نفس کی موت اور موت میں ان کا نفس روح ہو جاتا ہے۔ اور زندگی ہی میں مرتبے کے مطابق پروردگار کے دیدار سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ بعض خواب میں' بعض مراقبہ میں' بعض ظاہری آنکھوں سے دنیا میں دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن نہ اس کی تمثیل دے سکتے ہیں اور نہ بتا سکتے ہیں کہ کس مکان میں ایسا ظہور میں آیا۔ اور بعض کو یہ بات موت کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ جسے حیات ابدی کہتے ہیں۔ اس قسم کے مراتب ریاضت کے متعلق نہیں۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہیں۔ اور اسم اللہ ذات کی برکت سے نصیب ہوتے ہیں۔ ان کو عطائے الٰہی و بخش الٰہی کہتے ہیں۔ نیز یہ مراتب قادری کامل مرشد کے وسیلے سے نصیب ہوتے ہیں۔ غرضیکہ انسانی وجود بمنزلہ دودھ ہے۔ اور کلام ربانی گھی' جب تک کوئی کامل مرشد نہ ملے تب تک دودھ جم کر اس سے مکھن اور گھی تیار نہیں ہوتا۔ پس کامل مرشد وہی ہے۔ جو علم کے دودھ

سے معرفت کا روغن نکالے۔ اور وجود کے دودھ سے مقام نفس، مقام قلب، مقام روح اور مقام سر کو جدا جدا کرے۔ اور ان سب کو ایک دم میں ایک قدم پر منکشف کردے۔

مرشد کامل رساند راز کن
مرشد ناقص خلاف از ہر سخن

کامل مرشد راز کن کی کنہ تک پہنچا دیتا ہے اور ناقص مرشد کی ہر بات اس راہ کے مخالف ہوتی ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اے درویش دل ریش محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیر تجھے واضح رہے کہ جو شخص اخلاص اور یقین کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا کرے گا۔ خدا اور رسول کی قسم وہ لایحتاج ہو جائے گا۔

کسے زیں فیض فضلش را بخواند
شود عارف خدا حق راز داند

جو کوئی اس فیض اور فضل کے ساتھ اس کو پڑھے گا۔ وہ عارف خدا اور راز حق سے آگاہ ہو جائے گا۔

دلی زندہ شود ہرگز نہ میرد
دلی بیدار باشد خوابش نگیرد

جو دل زندہ جو جاتا ہے ہو ہرگز نہیں مرتا اور جو دل بیدار ہو جاتا ہے اسے نیند نہیں آتی۔

چہ خوش راہے است رحمت راز اللہ
خطے در کش بگرد ماسوی اللہ

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور راز الٰہی کی کتنی اچھی راہ ہے۔ اس ہو چل کر ماسوی اللہ پر خط کھینچ دے۔ (یعنی ماسوی اللہ کو ترک کردے)

تمام الٰہی خزانے اور گنج اس سے مخفی نہیں رہتے۔ پس معلوم ہوا کہ انتہا ابتدا ہے۔ یعنی ریاضت مشکل کی چابی توحید سے ہے۔ جو شخص اس چابی سے وجود کا تالا کھولتا ہے۔ اس پر ازلی ابدی، دنیوی اور اخروی تمام مقامات اور عقبیٰ، معرفت اور قرب حق کے تمام اعلیٰ مراتب منکشف ہو جاتے ہیں۔ بے زوال ریاضت جو کلید توحید ہے۔ ایک روز میں کام سنوار دیتی ہے۔ جو ریاضت خلقت کے رجوع اور حرص و ہوا کی خاطر کی جاتی ہے۔ وہ مناسب نہیں۔ اہل بس اور اہل ہوس کی ہم نشینی کبھی راست نہیں آتی۔

واضح رہے کہ ریاضت بامشاہدہ سے معرفت حضور حق حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ ریاضت بے مشاہدہ کے سبب انسان معرفت اور راز الٰہی سے باز رہ جاتا ہے۔ ریاضت توحیدی سے راز منکشف ہوتے ہیں۔ اور پھر حقیقی حقیقت میں آکر عین بعین دیکھ لیتا ہے۔

حدیث شریف "النہایت ھو الرجوع الی البدایت"

ابتدا کی طرف لوٹنا ہی انتہا ہے۔ یہ سارے لفظ ہدایت نہیں بلکہ بدایت ہیں۔ اللہ بدایت نور اللہ اور توحید و معرفت ہے۔ اور نہایت

نور نبویؐ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ شریعت' قرآن
شریف اور احادیث ہے۔ ہدایت طلب مولیٰ ہے۔ اور نہایت طلب
العلم ہے۔ پڑھتے وقت نیت شروع ہے۔ یا یہ کہ تلقین کے شروع
میں ذکر فکر اور جو کچھ دل میں گزرتا ہے۔ ہدایت ہے۔ ہدایت نہایت
کے مراتب کو پھر ہدایت میں غرق کرتی ہے۔ "اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" اعمال
نیتوں پر موقوف ہیں۔ خواہ مراتب صفات ہوں۔ خواہ مراتب ذات۔

باہو از ہدایت و ز نہایت راز شد
ہر کہ ہر دو یافت لایحتاج شد

اے باہو! ابتدا اور انتہا دونوں کے راز سے آگاہ ہو جانے والا فقیر
لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

مطلب یہ کہ ہدایت سے ہدایت اور نور فقر حاصل ہوتے ہیں۔
اور نہایت سے دنیاوی ترقی' غنایت اور ترک دنیا حاصل ہوتے ہیں۔
ہدایت روح کی زندگی ہے۔ اور نہایت نفس کی موت' ہدایت میں
جمعیت نور مشاہدہ حضور کا استغراق اور جمال الٰہی میں مستغرق رہنا
نصیب ہوتا ہے۔ اور نہایت میں ذکر فکر دعوت مذکور الہام اور معرفت
وصال ہے۔ ہدایت اسم اللہ ذات کی فنا میں ہے۔ اور نہایت کشف و
کرامات ہے۔ ہدایت اسم اعظم اور آیتہ کریمہ میں ہے۔ اور نہایت
علم نص حدیث میں ہے۔ ہدایت میں توحید و قرب رب اور اللہ تعالیٰ
کا ہم جلیس ہو جانا ہے۔ طالب مرد کون ہے؟ اور طالب نامرد کون

ہے؟ نامرد طالب وہ ہے۔ جو مرشد سے دنیاوی زر و مال کی طلب کرتا
ہے۔ اور مرد طالب وہ ہے جو جان و مال راہ خدا میں صرف کر کے راہ
حق کا متلاشی ہوتا ہے۔ کونسا مرشد مرد ہے۔ اور کونسا نامرد؟ نامرد
مرشد اعضا کے متعلق اعمال میں مشغول کرتا ہے اور جو مرشد مرد ہے
وہ پہلے ہی روز لامکان لاہوت اور لانہایت کا سبق دیتا ہے۔ اور
معرفت الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔

باہو مردے مرشد شناسد حق شناس
گشت فی اللہ غرق وحدت بیقیاس

اے باہو کامل مرشد حق شناس کے مل جانے کے بعد طالب اس کی
توجہ اور عطا سے ضرور وحدت حق فنا فے اللہ میں غرق ہو جاتا ہے۔

ہر آن کس رساند نہایت راور ہدایت
کہ رسیدہ باشد فقر لا نہایت

کامل مرشد مبتدی کو ابتداء ہی سے آخری درجہ پر پہنچا دیتا ہے تاکہ وہ
لانہایت فقر تک پہنچ جائے۔

مثنوی

گر بخواہی خوش حیاتی غرق شو فی ذات ذات
ذکر باذکور رفتہ و از فکر گردو نجات

اگر تو حیات جاودانی حاصل کرنا چاہتا ہے تو ذات حق میں اپنے آپ کو
فنا کردے ذکر جب مذکور کے پاس پہنچ جاتا ہے تو فکر سے نجات حاصل

ہو جاتی ہے۔

نفس نور و قلب نور و روح نور و غرق نور

ہر کہ بانورش در آید عین باعین الحضور

نفس قلب اور روح سب کچھ نور ذات میں غرق ہو کر نور ہی ہو جاتا ہے جو کچھ اس نور کے ساتھ آتا ہے وہ عین بعین اور حضوری ہوتا ہے۔

عین باعین است عارف عین شد عین العیان

ہر کہ از عین عین یا بد بگزرد از لامکان

عارف حقیقت اصلی کی شعاعوں سے اکتساب نور کر کے اور ان میں فنا ہو کر عین العیان ہو جاتا ہے۔ جو اس حقیقت اصلیہ کو پالیتا ہے وہ لامکان سے آگے گزر جاتا ہے۔

نیست آنجا اسم و جسم و نیست آنجا روح و جان

ہر کہ از جان مے بر آید مے در آید لامکان

اس جگہ اسم جسم جان اور روح کچھ بھی نہیں ہے۔ جو جان سے گزر جاتا ہے وہ لامکان تک پہنچ جاتا ہے۔

ابتداء و انتہا ایں جا شود فقرش تمام

نیست ایں جا ذکر و فکر و نیست ایں جا صبح و شام

اس جگہ ابتدا سے انتہا تک فقر مکمل ہو جاتا ہے۔ اس جگہ ذکر فکر اور صبح شام وغیرہ کی تقسیم اور احتیاج ختم ہو جاتی ہے۔

کونینش ایں جا نگنجد و ز ہمہ زاں بگزرد

کونین در نظرش نیاید بگزرد ہر یک ز حد

اس جگہ ہستی کی گنجائش نہیں رہ جاتی اور طالب ہر چیز سے گزر جاتا ہے اور کونین کی کوئی چیز اس کی نظر میں نہیں سماتی۔ وہ ہر ایک حد پار کر جاتا ہے۔

کل بستہ کے تواند ہر دلے نورش دگر

قلب قالب نور گردد چشم نورش شد نظر

وہ بندھے ہوئے پابند کی طرح کیسے رہ سکتا ہے اس کے لئے تو قلب قالب میں ہر لحظہ نئے سے نیا نور ہوتا ہے اور اس کی آنکھیں نئے نئے انوار کو ملاحظہ کرتی ہیں۔

باہو باد آب و خاک رفتہ رفتہ آتش باہوا

نور بانورش رسیدہ نور نور از انتہاء

اے باہو! پانی ہوا اور مٹی آہستہ آہستہ آگ میں جذب ہو کر ختم ہو جاتی ہیں اور نور نور میں پہنچ کر اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے (یعنی سب کچھ فنا فی النور ہو جاتا ہے)

قولہ تعالیٰ "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ "

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے۔ جیسے قندیل میں چراغ اور قندیل شیشے کی اور شیشہ ستارے کی طرح چمکدار' جو شجر مبارک زیتون سے چمکتا ہے۔ جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل قبل از چھوئے آگ کے خود بخود جل اٹھے۔ اور روشنی دینے لگے۔ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نیز اللہ تعالیٰ جل شانہ انسانوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اجازت دے رکھی ہے کہ ان گھروں میں باآواز بلند اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ اور ان کو بنایا جائے۔ اور ان میں صبح شام اس کی بندگی کی جائے۔

واضح رہے کہ ریاضت راز باطنی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی آگ دن رات سر سے لے کر قدم تک ہڈیوں' مغز' گوشت' رگ جان' چربی وغیرہ کو اس طرح جلا دیتی ہے۔ جیسے خشک لکڑی کو۔ اس ریاضت کے سبب ظاہری آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یہ آگ نہایت ہی سخت ہے۔ گویا ساتوں دوزخوں کو اس آگ میں سے ایک ذرہ ملا ہے۔ یعنی اسم اللہ ذات کے وجودیہ تصور کی آگ سے بہت تھوڑی سی دوزخوں کو نصیب ہوئی ہے۔ اس قسم کی ریاضت اٹھانا جو

بے نام اور بے ناموس ہے۔ مردان خدا کا کام ہے۔ اس سے باطنی صفائی' حضوری نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باطنی راز' نفس پر جہاد اور ہمیشہ اس پر قہر' زندگی قلب' فرحت روح اور صبح و شام شوق سے مستغرق رہنا۔ اور دائمی راز نصیب ہوتا ہے۔ معرفت کی آنکھیں دل کی آنکھ سے روشن ہوتی ہیں۔ وجود میں نفس کی مثال ایسی ہے۔ جیسی غار میں سانپ' اگر بل کے منہ پر مار پیٹ کی جائے تو سانپ پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔ اسی طرح جب تک نفس کو تکلیف نہ ہو تب تک بیرونی تکلیف اور ریاضت کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اس کو صرف اسم اللہ ذات کا تصور' مرشد کامل کی توجہ' عارف باللہ اور ولی اللہ کی نگاہ ہی درست کر سکتی ہے۔ اگر بل کے منہ پر یا غار کے منہ پر آگ جلائی جائے تو سانپ غار کے اندر مرجاتا ہے۔

واضح رہے کہ مرشد عارف فقیر کامل صاحب توجہ ہوتا ہے۔ جو صاحب توجہ نہیں' وہ ناقص خام اور ناتمام ہے۔ توجہ معرفت اور توحید الٰہی کی چابی ہے۔ بے توحید مرشد تقلیدی ہے۔ توجہ کی کئی ایک قسمیں ہیں۔ اور ان کے کئی نام ہیں۔ چنانچہ توجہ ایک لاکھ اکتیس ہزار ہیں۔ ان میں سے بعض ظاہری ہیں۔ بعض باطنی۔ لیکن یاد رہے کہ کامل کی توجہ بھی کامل ہوتی ہے۔ کامل جب طالب یا مرید پر توجہ کرتا ہے۔ تو ایک لحظہ میں اس کے سارے مطالب حاصل کرا دیتا ہے

دوسرے توجہ ظاہری' ذکر اور فکر کے ساتھ توجہ

توجہ بانذکور ابتدائے مشاہدہ میں فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرب الٰہی سے دور ہے۔ لیکن توجہ کا مجموعہ اور تمام توجہ اور مجمل توجہ وہ ہے۔ جو کامل الکلید ہے۔ اس توجہ والا ہر مقام میں ہوتا ہے اس کو ہر ایک الہام اور ہر مردہ زندہ کی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ بلکہ جس طرف توجہ کرتا ہے۔ اس کو توجہ ایک لحظہ کے اندر حضور میں پہنچا دیتی ہے۔ اس سے ہر ایک معرفت اور مجلس نصیب ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ توجہ کل الکلید ہے۔ جس سے ہر قسم کا قفل کھل سکتا ہے۔ اور ہر چیز عین بعین دکھائی دیتی ہے۔ جو شخص پہلے روز کل الکلید حاصل کرلیتا ہے۔ وہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ پھر اسے ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

واضح رہے کہ توجہ صورت کی ہوتی ہے اور صورت نور کی۔ بعد ازاں توجہ نور کو حاصل کرتا ہے۔ کو توجہ کامل فقیر کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ سوتے جاگتے' مستی ہشیاری' آسانی اور سختی میں رفیق اور شہ رگ سے نزدیک رہتی ہے۔ اور دستگیری کرتی ہے۔ جس فقیر یا اس کے طالب کو اس قسم کی توجہ حاصل نہیں۔ اس کو صاحب توجہ نہیں کہہ سکتے۔ توجہ کامل جو نور کلید ہے۔ اور توحید سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ طریقہ قادری میں ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص نور حضور کی توجہ کا دعویٰ کرے۔ وہ سراسر جھوٹا ہے۔ اور لاف زنی کرتا ہے۔

شرح توجہ

توجہ سات قسم کی ہے۔ عینی' عیانی' ناسوتی' لامکانی' حضوری' استغراقی دعوت اور روحانی اہل قبور' توجہ ناقص نفسانی' توجہ جنونیت شیطانی جو دنیاوی ترقی اور عزت و مرتبے کے لئے کی جاتی ہے۔ جس سے سراسر پشیمانی حاصل ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ کامل قادری کی توجہ باتوفیق اور باتحقیق ہوتی ہے۔ اور اہل بدعت کی توجہ مقام استدراج سے ہوتی ہے۔ اور سراسر بے ایمانی ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ"

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ظاہری ریاضت دل کے اندر تاثیر نہیں کرتی۔ اگر دل خشک ہو۔ تو اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم کے تصور اور اولیاء اللہ کی نظری توجہ بغیر ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس تصور اور توجہ سے دل پر ایسی تاثیر ہوتی ہے۔ جیسے نمک کی کھانے میں۔ یا انگاری آگ میں۔ پس معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم سے دل کی تمام کدورتیں اور کھوٹ وغیرہ پورے طور پر نکل جاتے ہیں۔ اور آدمی رات کے وقت اس طرح چمکنے لگتا ہے۔ جیسے دوپہر کو آفتاب۔ پھر تزکیہ نفس' تصفیہ قلب' تجلیہ روح اور تخلیہ اسرار ربانی کرتا ہے۔ اور عین بعین دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کا باطن آباد اور قابل مبارکباد ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ پوچھے کہ کاملوں کے لئے کونسی راہ ہے۔ جس سے ایک لحظہ میں قرب ربانی حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے

حاضرات کے تصور کی برکت سے مردہ وجود بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ جسم سے جسم نکلتا ہے۔ قلبی اور نفسانی جثے دور ہو کر خواب غفلت مٹ جاتی ہے۔ اور روحانی جثہ مشاہدہ معرفت الٰہی بے حجاب و حجت رہتا ہے۔ جیساکہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "وَ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" اور وہ تمہاری جانوں میں ہے۔ کیا تم اسے نہیں دیکھتے؟

اکمل و کامل مکمل جامع نور الہدے
غرق فی التوحید وحدت عارف واصل خدا

توحید وحدت میں غرق عارف اور واصل خدا اکمل کامل اور مکمل فقیر جامع کمالات اور ہدایت کا نور ہوتا ہے۔

حدیث شریف "قُلْ خَیْرًا وَاِلَّا اسْکُتْ" یا نیک بات کہہ ورنہ چپ رہ۔

جو صاحب عین العیان ساکن لاہوت و لامکان ہے۔ وہ ہمیشہ ذات ربوبیت کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے۔ اور اسے معرفت رحمانی حاصل ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل حضور بڑی ہی ضرورت کے وقت بات منہ سے نکالتے ہیں۔ اور وہ بات پھر اس طرح ہوتی ہے۔ جیسے سیپی میں سے نکلا ہوا موتی۔ خواہ کسی کا کلام موتیوں کی طرح ہو۔ پھر بھی اسرار کی باتیں چھپا کر رکھنی چاہئیں۔ کیونکہ عارف فقیر فی اللہ کے لئے جو واصل خدا ہے۔ خاموشی بہتری ہے۔ کیونکہ

بولنا یا بات چیت کرنا صاحب وصال کو نہیں بھاتا۔ کیونکہ قال میں زوال ہے ہاں یہ امر یقینی ہے کہ اگر قال میں مسلمانوں کا نفع ہو اور علم یقینی ہو۔ تو وہ قال جائز ہے۔ بلکہ اس کا ثواب بھی ملتا ہے۔ اس وقت اگر سکوت اختیار کرے تو محجوب رہتا ہے۔

از آوازش راز بہ بہر از خدا
راز حاصل می شود از مصطفیٰؐ

جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ اور رضائے الٰہی کے لئے گفتگو کرتا ہے اسے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے راز کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

"اَلسُّکُوْتُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسُّکُوْتُ تَاجُ الْاَنْبِیَاءِ" خاموشی مومن کا معراج اور انبیاء کا تاج ہے۔

حدیث شریف "مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَ مَنْ سَلِمَ نَجَا" جو خاموش رہا وہ بچ گیا اور جو بچ گیا اس نے نجات حاصل کرلی۔ خاموشی شرک، کفر اور حرص و ہوا سے باز رکھتی ہے۔ خاموشی میں ستر ہزار حکمتیں ہیں۔ اور ہر حکمت میں ستر لاکھ اور حکمتیں ہیں۔ جو خاموشی قرب حق میں مستغرق ہونے کے باعث ہے وہ حضوری حق ہے اور مسعود ہے جو قرب حق کے بغیر ہے۔ وہ خاموشی تقلیدی ہے۔

واضح رہے کہ ریاضت راہ ہے۔ اور راز باجمعیت معرفت اور قرب الٰہی ہے۔ جس شخص کو ابتداء میں معرفت، جمعیت، راز اور

قرب حق حاصل ہو گیا اس کو کیا ضرورت ہے۔ کہ راہ کی ریاضت کا خیال کرے۔ وہ کامل مکمل اکمل اور جامع نور الہدیٰ ہوتا ہے۔ تمام مقامات اس کی نگاہ کے سامنے رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ عمل کے دو کمال ہیں۔ ایک اسم اللہ ذات کے حاضرات و ناظرات میں مستغرق رہنا۔ اور اس طرح باطن آباد ہونا کہ دونوں جہان پشت ناخن پر دیکھ سکے۔ دوسرے عمل دعوت' صاحب دعوت' عامل' شہسوار غالب الاولیاء کے لئے روحانیت قبر سے نکل کر جواب باصواب دیتی ہے۔

حدیث شریف "إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ" اگر تمہیں کسی معاملے میں حیرت واقع ہو' تو اہل قبور سے مدد لو'

نیز فرمایا

" کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَتِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَنَا عِنْدَ السَّكْرَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ الْمُنْزُ ثَلٰثَةُ قُلُوْبُهُمْ عن للدنى"

کیونکہ وہ نو علموں کا وارث ہے۔ قول مصنف۔ "رَأَىُ الْعَيْنِ عَلَامَتُهُ الْمُشَاهِدَةِ الرُّوْحَانِيَّتِهِ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ عَنْ قُرْبِ مَعْرِفَتِهِ اللّٰهِ تَعَالٰى ذَاتَ تَجَلِيَهِ بِحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ الْحُضُوْرِ"

نہ زیں چشم باشد کہ ہر کس بہ بین
ز چشم دل بہ بیں زر ہر زمین

اس آنکھ سے نہ دیکھ جس سے ہر کوئی دیکھتا ہے بلکہ دل کی آنکھ سے دیکھ تجھے ہر چیز اور ہر جگہ کے خزانے نظر آئیں گے۔

بعض روحوں سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور آنکھوں سے مشاہدہ کر لیتے ہیں اور انہیں قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ' کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ بعض بذریعہ الہام اور دلیل یا خواب مقصود حاصل کرتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے۔ جس شخص کا نہ باطن معرفت میں مستغرق ہے۔ نہ اسے مشاہدہ حضور حاصل ہے۔ اور نہ ظاہر میں دعوت کا عامل ہے۔ وہ فقر محمدی سے دور ہے۔ ہر خانوادہ کی انتہا قادری طریق کی ابتداء کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خواہ ساری عمر ریاضت میں سر مارا کرے۔ جو شخص قادری کی ابتداء لامکان اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب پر نہیں پہنچا۔ اسے نہ ابتداء حاصل ہے نہ انتہا بلکہ وہ نفس کے تابع اور حرص ہوا میں مبتلا ہے۔ سالہا سال کی ریاضت سے مشاہدہ وصال میں ایک دم مستغرق رہنا بہتر ہے۔

کامل مرشد کو چار قسم کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اول یہ کہ طالب کو ریاضت بغیر معرفت الٰہی بخش دے۔ دوسرے یہ کہ دنیا اور آخرت میں لایحتاج اور بے نیاز کر دے۔ تیسرے یہ کہ شہباز کا مرتبہ عطا کرے۔ اور مردار سے اسے بچا لے۔ چوتھے یہ کہ دل کو زندہ کرے معرفت اور توحید الٰہی میں غرق کر دے۔ تاکہ نماز وقتی کے علاوہ سنت و جماعت پر بھی کاربند ہو۔ اس قسم کا مرشد صاحب اختیار ہوتا ہے۔ اگر طالب سے ریاضت کرائے۔ تو بارہ سال تک اگر بخشش کرے تو ایک لحظہ میں معرفت الٰہی تک پہنچا دے۔ اور وصال لازوال'

قلب لاسلب اور روح مثل نوح کر دے۔ ذکر سے اس قسم کا تزکیہ
نفس ہو جاتا ہے۔ کہ ہر ایک بال اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے۔ اور نوح
کے طوفان کا سا شور برپا کر دیتا ہے۔ مرتبہ نوادر میں ایک لحظہ کے اندر
ہزارہا تجلیات دل پر ہوتی ہیں۔ اور دل کو مشاہدہ حضوری حاصل ہوتا
ہے۔ اور انسان نفس پر قادر اور حکمران ہو جاتا ہے۔ فقیر قادری فنافی
اللہ ہوتا ہے۔ اور اس کا باطن صفا ہوتا ہے۔ کامل مرشد کی ایک بار کی
توجہ ہزارہا سال کی عبادت سے افضل ہے۔ کامل مرشد جس پر نوازش
کرتا ہے۔ اس کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے
مرشد کو دوام حضور کہتے ہیں۔ جو مرشد ان صفات سے متصف ہے وہ
خود مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حضوری ہوتا ہے۔ اور اس
کے لئے کسی کو صاحب حضوری کر دینا مشکل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ وہ
اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ مرقوم کے ذریعہ ہو۔ یا اسم اللہ ذات کے
حاضرات کے ذریعے ہو۔ یا یہ کہ بذریعہ نظر حضور میں پہنچا دے۔
مرشد صاحب قوت ولی اللہ ہوتا ہے۔ اور توجہ باطنی سے ذکر الٰہی میں
مستغرق کر دیتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے مشرف ہونا آسان کام ہے۔ لیکن خود خلق محمدی حاصل
کرنا۔ جمعیت ذوق، شوق محمدی، محبت و معرفت محمدی، توحید فی اللہ،
یگانگت محمدی، ترک و توکل محمدی، تجرید و تفرید محمدی، فنا و بقا محمدی اور
استقامت و رضا و فقر محمدی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) حاصل کرنا از

بس مشکل ہے۔ جس شخص کے لئے راستہ بند ہو۔ وہ بمنزلہ سد
سکندری ہو جاتی ہے۔ ذکر، فکر، ریاضت، تقویٰ، طاعت، مرشد کی
توجہ نظر تصرف اور تفکر سے اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اس کی خلاصی
کی کیا تدبیر ہے۔ جس کے دل کی راہ سلب ہو چکی ہو۔ اس کا کیا علاج
جس نے رجعت کھائی ہو۔ اور اس کا شوق مردہ ہو گیا ہو۔ اس کا کیا
علاج، جو شخص فقر و فاقہ میں بسر کرتا ہو۔ اور غنایت چاہتا ہو۔ اس کا
کیا علاج جس شخص پر ظاہر و باطن کے علوم منکشف نہ ہوتے ہوں۔
اس کا کیا علاج، مذکورہ بالا تمام باتوں کا علاج اسم اللہ ذات کی مشق
وجودیہ ہے۔ یہ مشق بمنزلہ معراج ہے۔ اس سے محبت الٰہی پیدا ہوتی
ہے۔ پھر معرفت اور پھر توحید منکشف ہوتی ہے۔ پھر توحید سے نور اور
نور سے غرق فی النور، پھر جامع الجمعیت، اور باطن آباد ہو جاتا ہے۔

"اَجْسَامُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ قُلُوْبُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ الصَّلٰوةُ فِيْ قُلُوْبِ الدَّآئِمِيْنَ"

ان کے جسم دنیا میں ہیں اور دل آخرت میں۔ نماز ہمیشہ ادا کرنے
والوں کے دلوں میں ہے۔ ان کی شان میں وارد ہے اگر تو جبہ کو جلا
دے۔ پگڑی چھوڑ دے۔ اور نفس امارہ سے زنار توڑ ڈالے۔ تو امید
ہے کہ پھر تو معرفت و وصل الٰہی فقیر سے حاصل کر سکے۔ اور روشن
ضمیر ہو جائے۔ اور علم تفسیر کا عالم، نفس پر امیر اور کیمیا تاثیر نظر والا
ہو جائے۔ اور ایک دم میں ذات و صفات کے تمام مقامات طے کر
جائے۔ "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ" جب فقر انتہائی مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔

وہی اللہ ہے' جب یہ حالت ہو جاتی ہے۔ تو دونوں جہان غلام کی طرح فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ اور خود بے غم ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف "مَنْ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ"

جس کا خدا اس کے سب

حدیث شریف "اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ"

فقر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا' یہ راہ اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور کے متعلق ہے اور مشاہدہ معرفت اور ذات حق میں مستغرق ہونے کے متعلق ہے۔ نہ کہ ذکر فکر اور اعضا کے اعمال کے متعلق

ذکر را بگزار ھم مذکور را
تا ترا حاصل شود وحدت خدا

ذکر اور مذکور دونوں سے گزر جا تاکہ تجھے خدا تعالیٰ کی وحدت تک رسائی حاصل ہو جائے۔

مطلب یہ کہ ذکر فکر مراقبہ محاسبہ اور مکاشفہ میں رجوعات خلق' رجعت خلل اور بہت سے خطرات ہیں۔ اور مذکورہ بالا مراتب میں وسوسہ اور وہم بہت ہے۔ جو شخص وحدت اور معرفت کی طرف آتا ہے۔ وہ خطرات' وہمات اور وسوسوں اور بری صفات سے بری ہو جاتا ہے۔

پشہ خطرات از دل کن بدر
تا شوی عارف خدا صاحب نظر

خطرات کے مچھر کو اپنے دل سے دور کر دے تاکہ تو خدا تعالیٰ کا عارف اور صاحب نظر بن جائے۔

از دل بدر کن پشہ خطرات را
تا بیابی وحدت حق ذات را

اپنے دل سے خطرات کے مچھر کو نکال دے تاکہ تو وحدت حق ذات کو حاصل کر سکے۔

جو عارف باللہ معرفت الٰہی کی ولایت میں آتا ہے۔ اسے دونوں جہان مچھر کے پر کی طرح نظر آتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ"

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مالک اور دوست ہے اور ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ مراتب استغراق اور نور حضور کے ہیں۔

پشہ خطرات از دل دور کن
تا ترا حاصل شود آواز کن

خطرات کے مچھر کو اپنے دل سے دور کر دے تاکہ تجھے کن کی آواز کے راز سے آگاہی حاصل ہو جائے۔

قولہ تعالیٰ "فَیَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ" پس اسے کہتا ہے کہ ہو جا۔

این مراتب را چہ داند بے بصر
بر زبان اللہ در دل گاؤ خر

ان مراتب کو وہ اندھا کیسے جان سکتا ہے جس کی زبان پر تو اللہ اللہ کا ورد ہو اور دل میں گائے اور گدھے کا خیال۔

واضح رہے کہ جس پر تعلیم، تلقین اور ارشاد کا اثر نہ ہو۔ وہ چاروں وجودیہ مشقیں اس طرح کرے۔ کہ تصور میں اسم اللہ ذات پر نگاہ رکھے۔ اور چشم تفکر مرقوم پر۔ اور اسم فقر پیشانی پر لکھے۔ اور زبان سے اللہ اللہ پکارے۔ اسم اللہ ذات کی مشق دونوں کانوں، دونوں آنکھوں، قلب اور ہتھیلیوں پر کرے۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مشق سینے پر کرے۔ اور نفس کی مخالفت کے لئے اسم اللہ ذات کی ناف پر۔ ناف کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے اور اس پر پانچ مشق کرے۔ ھو دماغ میں پہنچائے۔ جب یہ ساری مشقیں عمل میں آ جاتی ہیں تو عامل تمام اعضا کو اپنے قبضے میں لے آتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والا وجود پر غالب آ جاتا ہے۔ اور اس کے وجود پر اسم اللہ ذات کی تاثیر پورے طور پر ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب غنی فقیر کے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ"

اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔ جب فقیر اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ تو لایحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور پوری پوری

ہدایت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور دل خناس، خرطوم، وسوسہ، وہمات اور خطرات نکل جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اسے اخلاص حاصل ہو جاتا ہے اس کے بعد حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر باطنی حواس خمسہ کھل جاتے ہیں اور چار پرند ذبح ہو جاتے ہیں۔ یعنی شہوت کا مرغ، حرص کا کبوتر، زینت کا مور اور لالچ کا کوا، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے۔ "قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ ایمان تو میرا کامل ہے، مگر اطمینان قلب کے لئے مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں فرمایا چار جانور لے۔

چہار بودم سہ شدم اکنوں دوم
و از دوئی بگذشتم و یکتا شدم

پہلے میں چار تھا۔ (اربعہ عناصر ہوا مٹی پانی اور آگ) پھر تین اور پھر دو ہوا اور دوئی سے گزر کر میں یکتا ہو گیا۔

ہر کہ فی اللہ گشت فانی باخدا
و از دوئی بگذشت حاضر مصطفیٰ

جو کوئی فنا فے اللہ ہوا وہ باخدا ہو گیا اور جو دوئی سے گزر گیا وہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حضور ہو گیا۔

پس جو شخص نفس کے چاروں پرندوں کو ذبح کرتا ہے۔ وہ روحانی مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کے وجود میں نور اور روحانیت پیدا ہو

جاتی ہے۔ اگر تمام روئے زمین کے نفوس جمع کئے جائیں۔ تو صرف ایک لحظہ میں روحانی اور نفسانی سب بے جان ہو جاتے ہیں۔ قبر پر دعوت پڑھنے کے لائق وہ شخص ہوتا ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے تصور کا عامل اور اہل قبور کی روحانیت پر غالب ہو۔ نہیں تو پڑھتے وقت رجعت ضرور لاحق ہو گی۔ مجذوب عارف باللہ ہمیشہ مشاہدہ حضور میں رہتا ہے۔ اور اس کا نفس سر سے لے کر پاؤں تک نور کا لباس پہنتا ہے۔ اور نفس قلب کا لباس پہنتا ہے۔ اور قلب روح اور روح سر کا جو وجود نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہے۔ وہ پھر نور محمدی کے حضور میں پہنچ جاتا ہے اور نفس، قلب اور روح سے خطاب اور عتاب اٹھ جاتا ہے۔ بعد ازاں جو وجود نور محمدی سے ہے۔ وہ نور اللہ کی توحید کو پہنچ جاتا ہے۔ اور فقر کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ اور معرفت فقر کو اپنا رفیق باتوفیق بنا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اور نفس بد خصال کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اور دونوں جہان کو پشت ناخن پر دیکھ لیتا ہے۔ جس شخص کے یہ اوصاف ہوں۔ اس کو لکھنے پڑھنے قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

"مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی" آنکھ جھپکی اور نہ نافرمانی کی، یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں۔ جو عارف باللہ، فنا فی اللہ اور ہمیشہ خدا کے ساتھ ہیں۔

چشم را بر بند بر دل کن نظر
تاشوی عارف خدا صاحب نظر

آنکھ کو بند کر کے دل کی طرف دیکھ تاکہ تو خدا تعالیٰ کا عارف اور صاحب نظر ہو جائے۔

جو شخص فنا فی اللہ اور مستغرق فی اللہ ہو جاتا ہے۔ وہ دنیاوی عزت و مرتبے پر نگاہ نہیں ڈالتا۔ جو فنا فی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے۔ وہ کشف و کرامت کی طرف ہرگز نگاہ نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ مشاہدہ و معرفت الٰہی تک پہنچا ہوا ہوتا ہے پہلے یقین کی آنکھوں سے دیکھ پھر تو لائق دیدار الٰہی ہو گا۔ تصرف ظاہری اور باطنی کے بغیر مشاہدہ نور کے مراتب حاصل نہیں ہوتے۔ فقیر بادشاہ ہوتا ہے۔ اور سائل گدا۔ جس شخص کو ظاہری باطنی تصرف حاصل نہیں۔ اسے عارف باللہ فقیر نہیں کہہ سکتے۔ وہ ابھی محتاج، نفس کا قیدی، لالچ میں پھنسا ہوا۔ اور الٰہی خزائن کے تصرف سے بے خبر ہے۔ "اَلْھِدَایَۃُ فَوْقَ الْغِنَایَۃِ اَلْغِنَایَۃُ فَوْقَ الْوِلَایَۃِ"۔ ہدایت غنایت سے بڑھ کر ہے اور غنایت ولایت سے۔ حدیث شریف "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْغَنِیَّ" غنی فقیروں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔

واضح رہے کہ جو فقیر کامل کیمیا نظر دعوت کا عامل یا اسم اللہ ذات کے تصور کا عامل ہے۔ یا مشاہدہ حضور رکھتا ہے۔ یا صاحب توجہ ہے وہ جہاں کہیں بول و براز کرتا ہے۔ وہاں کی زمین سونا چاندی بن جاتی

ہے۔ جس فقیر کو اسم اعظم کا عمل حاصل ہے۔ وہ اولیاء اللہ پر غالب ہوتا ہے۔ ایسے فقیر کے حکم میں چودہ طبق ہوتے ہیں۔ تمام زمین مشرق سے لے کر مغرب تک۔ آسمان اور زمینیں' دیوار' پہاڑ' سنگریزے' شہر بازار اور ڈھیلے وغیرہ سب کو ایک نگاہ سے سونا چاندی بنا سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کے مراتب سے فقیر انانیت میں آ جاتا ہے۔ اور غنایت پر فخر کرنے لگتا ہے۔ سو غنی قرب الٰہی اور مجلس محمدی سے بعید رہتا ہے۔ فقیر وہی ہے جسے ظاہری و باطنی تصرف و تحقیق حاصل ہو۔ اور پھر فقر و فاقہ میں بسر کرے اور اس فقر و فاقہ سے اسے لذت' ذوق اور مزا آئے۔ اور اہل دنیا کے دروازے پر کسی حاجت کے لئے نہ جائے۔ اور اگر دنیا دار ان کے دروازے پر جائے۔ تو نگاہ سے ان کو پاک کر دیں۔ اگر دنیادار کے دروازے پر جائیں۔ تو تعجب نہ کر۔ اور نہ منکر ہو جا کیونکہ دنیا اور دنیادار فقیر کے غلام ہوتے ہیں۔ اگر جاتا بھی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اگر ان سے ملاقات کرتا ہے۔ تو بھی اس کے حکم سے فقیر غنی ہوتا ہے اس کو قرب الٰہی کی وجہ سے غنایت حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ دنیاوی مال و اسباب کی وجہ سے کیونکہ دنیاوی مال و اسباب کی وجہ سے جو غنایت حاصل ہوتی ہے۔ وہ باطل ہوتی ہے۔

اگر ترا علم است زاں علمش قدیم
طلب کن از عارفاں قلب سلیم

اگر تجھے اس علم قدیم سے کچھ واقفیت ہے تو عارفان خدا سے قلب سلیم طلب کر اور مانگ۔

قلب نسخہ علم علم از وے طلب
تا بود الہام قرب راز رب
ہر کہ از دل یافتہ رحمت کرم
بگذرد از شرک و کفر و از صنم

جو جس کسی کا دل رحمت اور کرم ربانی حاصل کر لیتا ہے وہ شرک کفر اور صنم پرستی کو چھوڑ دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ" اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔ قولہ تعالیٰ "لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ"۔

فقیر اور فقرا کا مرتبہ "وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ" اور دنیاوی بادشاہ کا مرتبہ۔ و تذل من تشاء ہے کیونکہ فقر فخر محمدی ہے اور دنیا فخر فرعون اور مطیع شیطان ہے۔ اس واسطے کہ دنیا سے کسی شخص نے جمعیت حاصل نہیں کی۔ کیونکہ اس کی بنیاد ہی پریشانی ہے۔ اور دنیا خود بے وفا ہے۔ جس نے دنیا کو اختیار کیا۔ وہ پرلے درجے کا بے ادب اور بے حیا ہے۔ خواہ اس کے پاس نقد و جنس بیشمار ہی کیوں نہ ہو۔ فقیر کے پاس تمام الٰہی خزانے ہوتے ہیں۔ دنیاوی خزانے کو زوال ہے۔ اور دنیا خواب و خیال ہے۔ فقر کا خزانہ معرفت اور توحید لازوال ہے۔ جو بعینہ واصل ہے۔ دنیاوی لذت چند روزہ ہے۔ آخر معاملہ اللہ تعالیٰ ہی سے

پڑتا ہے۔

فقر را دریافتم من از فقر
فقر حاصل گشت بافقرش نظر

فقر باطن میں ہمیشہ نفس سے جہاد کرتا رہتا ہے اور ظاہر میں اس کا نفس آزاد ہوتا ہے فقیر ہمیشہ باطن آباد ہوتا ہے۔

نیست ایں فقرش کہ بینی گاؤ خر
نظر فقرش بہ بود از سیم و زر

فقر یہ نہیں ہے کہ تو گائے اور گدھے دیکھتا پھرے بلکہ فقر تو یہ ہے کہ اس کے حصول کے بعد تجھے کسی چیز کی ضرورت نہ رہے یہ سیم و زر سے بہتر ہے۔

لعنت بر اہل بدعت سر ہوا
بیزار شد ازوے محمد مصطفیٰ

اہل بدعت اور نفس پرستوں پر لعنت ہو۔ ان بدبختوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیزار ہیں۔ اور ان کو پسند نہیں فرماتے۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔

حدیث شریف اَلْمُبْتَدِعُ کِلَابُ النَّارِ بدعتی دوزخ کے کتے ہیں۔

دنیا کی محبت بدعت کی جڑ اور حب مولیٰ ہدایت کی جڑ ہے۔

حب دنیا راس کل خطیئة
ترک دنیا راس کل عبادة

دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ اور ترک دنیا ہر عبادت کا سر ہے۔

دنیا میں سب سے بڑا مرتبہ بادشاہی ہے لیکن فقیر عارف باللہ اس کمینہ اور کمتر مرتبے کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا بارہ ہزاری امیر یا وزیر وغیرہ فقیر کی نگاہ میں حقیر تر مراتب ہیں۔ فقیر کو جمعیت صرف مشاہدہ اور معرفت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے خلقت سے مہربانی کرنا اور انہیں نہ ستانا نجات کا باعث ہے اللہ بس باقی ہوس۔

مراز پیر طریقت نصیحتے یاد است
کہ غیر خدا ہرچہ ہست برباد است

مجھے پیر طریقت کی یہ ایک نصیحت یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ بھی ہے برباد ہے۔

دولت بہ سگان داوند و نعمت بخران
من امن امانیم تماشا نگران

دولت تو کتوں کو دے دی گئی اور نعمت گدھوں کو، ہم امن و امان کے ساتھ تماشا دیکھ رہے ہیں۔

اگر تو واپس آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ تجھے جلد ہی معرفت الٰہی اور راز معلوم ہو جائیں گے۔ اگر نہ آئے گا۔ تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ صاحب معرفت عارف کے دو مرتبے ہوتے ہیں۔ ایک دائمی

مشاہدہ' دوسرے تجلیات ذات نور میں غرق ہونا کیونکہ قرب الٰہی سے حضوری حاصل ہوتی ہے۔ عارف کو انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس حاصل ہوتی ہے۔ خصوصاً" عارف عاشق جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان قربان کرتا ہے۔ عارف ذکر فکر' ورد وظائف' نفل نماز' روزے حج اور زکوۃ سے بری ہوتا ہے۔ وہ باطن میں ہمیشہ غرق مع اللہ اور بااخلاص رہتا ہے۔ عارف کا طالب تلقین سے پہلے روز ہی مشاہدہ نور میں غرق ہو جاتا ہے اور مجلس نبویؐ میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یا جمعیت حاصل کر کے لایحتاج ہو جاتا ہے۔ مفلس مستحق اور عاجز لوگ فقر معرفت اور الٰہی خزانے کا لازوال تصرف' ظاہری اور باطنی علم' فقر اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ اکثر لوگ جو اپنے آپ کو ذاکر خدا کہتے ہیں۔ سراسر نفسانی خواہشات میں مبتلا ہیں۔

مقام نور' مشرف الابرار' ذات حضور' تجلیات ربوبیت' روشن ضمیر' آفتاب ایمان' مقام فرد الفرد' فیض الفیاض' معرفت اللہ اور فنا فی اللہ کے مقامات سے محرم ہونا اور ذات و صفات کے تمام مقامات اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہونے میں ذکر و فکر مذکور اور مراقبہ' مکاشفہ اور محاسبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ عین العیان محض عنایت ہے۔ جو شخص یہ مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ وہ دست بیعت' تلقین اور ارشاد کے لائق ہوتا ہے۔ اور اس سے ذکر فکر مراقبہ مکاشفہ تصور' تصرف' توجہ' معرفت' توحید' تفکر' جامع الجمعیت اور

ہدایت رواں ہوتی ہے۔ اور اس کا طالب تمام باطنی مقامات طے کر لیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے ذکر لازوال' فکر باوصال عنص' حدیث اور تفسیر وغیرہ وجود میں تاثیر کرتے ہیں۔ اور اسے حضوری ذکر اور مشاہدہ نور اور فکر کے سوا اور کوئی راہ معلوم ہی نہیں ہوتی۔ اللہ بس باقی ہوس۔

فقر را تحصیل علمش باوصل
می برآید از جہولت ہم خلل

فقر کو حاصل کر فقر کا علم حاصل کرنا وصال حق کا ذریعہ ہے اور فقر کا علم حاصل نہ کرنے سے جہالت اور خلل پیدا ہوتا ہے۔

خلوت از دل طلب کن کن طلب
در خاک خلوت می نشمند بے ادب

دل کو خیال غیر سے خالی کر اصلی خلوت یہ ہے خاک میں چھپ کر بیٹھ جانا تو بے ادب لوگوں کا کام ہے۔

نیست پردہ از خدا خلوت نماند
ہر کہ را اللہ حاضر خود بخواند

اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں جو کوئی اپنے دل کو غیر اللہ سے خالی کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کے حال سے واقف ہے۔

گر تو مرد صادقی میدان بیا
ہر کہ در خلوت نشمند از ہوا

اگر تو طالب حق اور سچا مرد ہے تو میدان میں آ اور جلوت میں خلوت اختیار کر یعنی ہاتھ کام کی طرف اور دل خدا کی یاد میں۔ ورنہ خلوت میں بیٹھ رہنا ریاکاری ہے۔

اکثر خلوت محض خلقت کو رجوع کرنے۔ موکل جنونیت کو مسخر کرنے اور دنیاوی مال و اسباب جمع کرنے کی خاطر کی جاتی ہیں۔ ایسے خلوت نشین شیطان کے تابع ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

حجرہ و حجت خلل خلوت پذیر
فقر را خلوت بود روشن ضمیر

حجرہ اور تنہائی میں بیٹھ رہان فقر کے لئے خلل کا باعث ہے فقیر کی خلوت یہ ہے کہ روشن ضمیر ہو کر دل کو ماسوی اللہ سے خالی کر دے۔

پردہ را بردار روشن راز بیں
اولش بین خویش بین بعد از یقین

پردہ کو اٹھا اور روشن راز کو دیکھ۔ پہلے اسے دیکھ پھر اپنے آپ کو دیکھ اس کے بعد یقین کامل حاصل کر۔

خاص الخاص ذکر کی یہ خاصیت ہے کہ اس سے ایسا ذوق پیدا ہو جو ازل سے ابد تک رہے۔ اور ذاکر عارف باللہ اور واصل بن جائے۔ اور فکر سے فنائے نفس اسے حاصل ہو۔ نہ اس کے وجود میں طمع، حرص، حسد اور خواہش رہتی ہے۔ اور نہ ریا اور طمع، ذاکر کو اللہ ہی کافی ہے۔ ذاکر کے ابتدائی مراتب یہ ہیں کہ وہ ذکر اور فکر میں ہمیشہ لگا

رہتا ہے۔ اور دائمی طور پر اسے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاصل ہوتی ہے۔ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جواب باصواب حاصل کرتا ہے۔ ہر صبح شام حاضر ہونے اور ہم سخن ہونے کا نام حضوری ہے۔ نہ کہ دم بند کرنا اور لقمہ گوشت (قلب) کو ہلانا۔ وجود میں مستی اور مغروری کا ہونا اللہ تعالیٰ سے دوری اور مقہوری ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نامنظور ہوتا ہے۔ خلق اللہ میں مشہور ہو جاتا ہے۔

باہو خویش را از خلق پوشد ہر کہ مرد
ذاکراں بسیار بہر از سیم و زر

اے باہو جو بھی مرد کامل ہے وہ اپنے حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے۔ سیم و زر کے طالب ذاکروں کی طرح اپنی کرامات کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتا۔

تمام ذکر الٰہی اسم ذات کے تصور سے مرتبہ بمرتبہ، درجہ بدرجہ اور منصب بہ منصب جاری ہوتے ہیں۔ عمل میں آتے ہیں۔ مرشد کامل ذکر کل جاری کرتا ہے۔ اور ہر قسم کی مشکلات حل کرتا ہے۔ اس قسم کا ذاکر عالم، فاضل اور صاحب تحصیل ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو طالب کرنا مشکل ہے۔ ورنہ ہزارہا جاہل کو ایک ہی نگاہ سے دیوانہ اور مجنوں بنا دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ ذکر اس بات کا نام ہے کہ مستی میں ہشیار اور حضور میں باشعور رہے۔ اس قسم کا ذاکر اسم اللہ ذات کے

تصور کے سبب اللہ تعالیٰ سے مل جاتا ہے۔

توجہ کے بغیر ذکر اور فکر رواں نہیں ہوتا۔ توجہ بغیر کوئی طالب مطلب حاصل نہیں کر سکتا۔ توجہ بہت ہے۔ جب ساری قسم کی توجہ ایک میں جمع ہو جائے تو ہمیشہ دیدار میں مستغرق رہتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ذکر فکر مراقبہ مکاشفہ محاسبہ' مجادلہ' محاربہ' قبض' بسط' سکر اور صحو ابتدائی حالات ہیں۔ مبتدی طالب کو کبھی صحیح' کبھی غلط' کبھی فیض' کبھی فصل' کبھی جمعیت' کبھی خطرات اور کبھی خلل واقع ہوتا ہے۔ الہام کے یہ تمام مراتب خط کی طرح نصف ملاقات ہوتی ہے۔ جو شخص توجہ کے ذریعے توجہ تک پہنچا دے۔ تو بھی سمجھو کہ یہ سلوک کے خام مراتب ہیں۔ اور اسے عارفوں کی راہ معلوم ہی نہیں۔

توجہ ترک گیرد تا بیابی
توجہ سر بسر باشد حجابی

غیر کی طرف توجہ کو بالکل ترک کر دے یہ مکمل حجاب ہے اس کو ترک کرنے سے تو حق کو پالے گا۔

مراد اوست اللہ راہ رازم
بیک نظرش بہ نور غرق سازم

جو اللہ کی راہ کا سچا طالب ہو گا میں اسے ایک نظر سے نور وحدت ذات میں غرق کر دوں گا۔

کسے از ذات باذاتش رسیدہ
بجز عین العیان دیگر ندیدہ

جو کوئی اپنی ذات کو ذات حق میں فنا کر کے پہنچا۔ وہ عین العیان کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھتا (یعنی کسی اور طرف متوجہ نہیں ہوتا)

خاص الخاص ذکر بمنزلہ زہر ہے۔ جس شخص کے وجود میں ذکر حقیقی کا زہر اثر کرتا ہے۔ اس کا نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ ذکر مقام فکر تک نہیں پہنچنے دیتا کیونکہ نفس کو فنائے مطلق حاصل ہوتی ہے۔ جس ذکر سے نفس فنا ہوتا ہے۔ اس سے دل کو زندگی اور بیداری حاصل ہوتی ہے۔ جہالت سے نکل کر عقل اختیار کرتا ہے۔ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ پشت ناخن پر دونوں جہان کا تماشا کر سکتا ہے۔ دل کی اس قسم کی زندگی عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام مراتب سے نکلنا گندگی ہے۔ بندگی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں مستغرق رہے۔ اور دیدار پروردگار سے مشرف ہوتا رہے۔ اگر ذاکر قلبی میں یہ صفات نہ پائی جائیں۔ تو وہ صاحب نفاق اور دنیا کا کتا ہے۔ اگر دل زندہ ہے تو ہمیشہ بیدار ہے۔ اور قرب و حضور دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ جس کا قلب زندہ ہے۔ وہ فنائے نفس سے گزر کر روحانی بقا حاصل کرتا ہے۔ ہمیشہ لقاء کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اور اس کے وجود میں طمع' حرص' حسد' کبر اور خواہش نہیں رہتی۔ اور شریعت میں باخبر ہوتا ہے۔ اور اس کے اعمال نص' حدیث علم قرآن اور تفسیر کے مطابق ہوتے

ہیں۔ اور شرک اور کفر اور بدعت سے بیزار ہوتا ہے۔ جس شخص کا قلب ذکر الٰہی سے بیدار ہوتا ہے۔ وہ عین العیان ہمیشہ دین کا پکا ہوتا ہے۔ جس شخص کا دل زندہ ہے۔ دونوں جہان اس کی نگاہ میں نقطہ سے بھی کم ہیں۔ اور ازل سے ابد تک بیدار اور نظار رہتا ہے۔ جس شخص کا قلب زندہ ہے۔ وہ اسم اللہ ذات کے تصور کا بوجھ جو دونوں جہان کے بوجھ سے زیادہ ہے اٹھاتا ہے جیساکہ اس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

"اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"

ہم نے امانت زمین اور آسمانوں کے پیش کی۔ ذاکر فنا فی اللہ اور عارف باللہ ہوتا ہے۔ ذکر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ مخفی، اثبات، تصور اسم اللہ ذات، نجات، حیات، درجات، خفی انا، یخفی، معرفت، مشاہدہ، قرب، خون جگر نوش کرنا۔ فضیلت وجدانی سلطانی لامکانی قربانی نفس فانی، راہبر، عامل، سودا، سوید، روشن ضمیر اور بر نفس امیر، ذکر سے نص و حدیث اور تفسیر کا علم منکشف ہوتا ہے۔ ذکر سے وصال لازوال، نیک خصلت، ماضی حال اور مستقبل کے حقائق بغیر رجعت اور خلل کے حاصل ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا اذکار کے علاوہ اور قسمیں یہ ہیں۔ ذکر قلبی، ذکر روحانی، ذکر ضمیر، ذکر جانی، ذکر جوہر، ذکر نور ایمان، ذکر جلالی، ذکر جمالی، ذکر احوالی، ذکر قالی، ذکر سری، ذکر اسراری، ذکر نام اللہ تعالیٰ۔ ہر ایک ذکر میں کلمات ربانی ہیں۔ اگر زمین آسمان اور بہشت کے

سارے دریا سیاہی بن جائیں اور روئے زمین کے تمام درخت گھاس وغیرہ قلم بن جائیں۔ اور اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق کیا انسان کیا جن اور کیا فرشتے۔ دیو، حور پری وغیرہ سب لکھنے لگیں اور زمین و آسمان کے تمام طبقات کاغذ بن جائیں۔ اور ازل سے ابد تک لکھتے رہیں۔ تو بھی اسم اللہ ذات کا ثواب قیامت تک نہیں لکھ سکتے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کو بااخلاص لیتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا بھول جاتا ہے۔

از علم اللہ بخواں اللہ شناس
ہر علم در عمل آید بے قیاس

علم سے اللہ اللہ پڑھ اور اللہ کو پہچان۔ بے شک اس سے تیرا ہر حکم ہر شے پر جاری ہو جائے گا۔ (تو لایحتاج ہو جائے گا)

علم اللہ نور روشن راہبر
اسم اللہ بہ بود از سیم و زر

اللہ کا علم روشن نور اور رہبر ہے اسم اللہ سیم و زر ہر چیز سے بہت زیادہ بہتر ہے۔

اسم اللہ ذات کلمات ہیں۔ جن سے ہر مشکل حل ہو سکتی ہے۔
حدیث شریف "تَفَکُّرُ السَّاعَۃِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ"
ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔ فکر سے فنائے نفس، فرحت روح، راحت اور لذت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ معرفت الٰہی اور مجلس نبوی صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ ہو۔

واضح رہے کہ تفکر دس قسم کا ہے۔ بعض کو باتوفیق، بعض کو باتحقیق عین العیان، بعض اس سے عارف باللہ اہل راز ہو جاتے ہیں۔ روح کو بقاء اور نفس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔ لامکانی مکان پر نگاہ رہتی ہے۔ تفکر تصدیقی، تفکر بحق رفیقی، اور تفکر دریائے عمیقی۔ مذکورہ بالا تفکرات کے سوا اگر کسی اور قسم کا تفکر ہے تو وہ زندیقی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے وجود میں قرب الٰہی، مشاہدہ، توحید اور حضوری آتی ہے۔ اور منکشف ہوتی ہے۔ ذکر کے تفکر سے فرحت فیض نصیب ہوتی ہے علم رحمت الٰہی کے تفکر سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جہاد نفس اور جہاد دار حرب کے تفکر سے تمیز پیدا ہوتی ہے۔ زمین و آسمان اور قدرت ربانی کے تفکر سے پروردگار کا فضل و کرم نصیب ہوتا ہے۔ نماز میں دس فکر ہیں اذان بمنزلہ صور اسرافیل ہے اور نماز کے تفکرات بمنزلہ قیامت ہیں۔ لیکن ختم بحضوری تفکر سے لقائے رب العالمین نصیب ہوتا ہے۔

حدیث شریف "اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ" نماز مومن کی معراج ہے۔

بر زبان صمداست در دل تو صنم
زین نمازے تو نمے آید شرم

تیری زبان پر تو صمد کا ذکر ہے اور دل میں اپنی خواہشات نفسانی کے بت

تجھے ایسی بے حضور نماز سے شرم نہیں آتی۔

اللہ ترا بیند تو ہم حاضر بہ بین
در نمازے عارفاں حاضر یقین

اللہ تجھے دیکھ رہا ہے تو بھی اپنے کو اس کی بارگاہ میں حاضر سمجھ۔ عارفان حق کی نماز اسی طرح کی ہوتی ہے۔

در رکوع الہام در سجدہ شنید
در نمازے جز خدا حاضر مبین

عارفان حق نماز کے رکوع و سجود میں الہام ربانی سے فیضیاب ہوتے ہیں نماز کے اندر اور کسی کی طرف توجہ نہ کر۔

باہو کعبہ در دل کہ دل با کعبہ بر
کعبہ دل نور اللہ سجدہ بر

اے باہو! کعبہ دل میں ہے دل کو کعبہ میں لے جا کعبہ دل اللہ تعالٰی کا نور ہے اس کو سجدہ کر۔

ایک نماز وقتی ہوتی ہے دوسری دائمی۔ اس قسم کی نماز کلید کونین اور کلمات راز ہے۔ تفکر سراسر فیض و فضل الٰہی ہے۔ اس میں قرب حق، حکمات ربانی، کلمات رحمانی، کلمات قرآنی اور اسرار ربانی حاصل ہوتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کے کلمات کی شرح ہو ہی نہیں سکتی۔

قولہ تعالٰی " قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا "

اے محمدؐ کہہ دے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو کلمات ربی ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں۔ خواہ ایسے ہی اور سمندر ان کی مدد کے لئے استعمال کئے جائیں۔ جو ذاکر ذکر الٰہی اور کلمات ربانی کا دعویٰ کرتا ہے وہ قلبی اور خفیہ ذکر کرتا ہے۔ اسے سانس روکنے۔ پاس انفاس اور ذکر الٰہی سے سانس اندر باہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ذاکر کو راز حقیقی اور تحقیقی مشاہدہ' استغراق نور' فنا فی اللہ فی النور اللہ قرب حق حاصل ہوتا ہے۔ اس کا باطن معمور اور بارحمت ہوتا ہے۔

قلب با ذکرش در آید غرق ذات
آنچہ باشد غیر حق زان شد نجات

جب قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں محو اور غرق ہو جاتا ہے تو وہ ذکر حق کے سوا باقی ہر شے سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

ذکر' فکر' مراقبہ' توجہ اور تصور کے شروع میں فنائے نفس' بقائے روح اور مراتب ممات دیکھ لیتا ہے۔ اور وہ موت کے مختلف درجے مثلاً جانکنی' سوال و جواب قبر' پل صراط پر سے گزر' حساب کتاب اور حشر نشر' بہشت میں داخل ہونا' شراباً طہور کا پینا اور لقائے الٰہی سے مشرف ہونا بچشم خود دیکھ لیتا ہے۔ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ یہ ہے مراتب کشف کی تحقیق' ذاکر کا وجود زندہ مردہ ہو جاتا ہے۔ اور مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ ذکر کا ذاکر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ ذکر اسرار ربانی اور مشاہدہ پروردگار ہے۔

شرح کشف

واضح رہے کہ کشف چار طرح کا ہوتا ہے۔ کشف القلوب' کشف نفسانی' کشف شیطانی' اور دنیاوی مراتب کے لئے کشف' یہ چوتھا کشف مردود ہے۔ کیونکہ دنیا مردود ہے۔ کشف کی یہ خاصیت ہونی چاہئے۔ کہ قلب سے کثافت دور کر دے۔ کشف والا روشن ضمیر اور نفس پر حکمران ہوتا ہے۔ اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا کشف نیک ہے۔ کیونکہ یہی اصلی مقصد ہے۔ نیز کشف مجذوب مجوب ہے۔ اور کشف محبوب' محبوب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مطلوب تک پہنچا دیتا ہے۔ ذاکروں کو کشف اسم اللہ ذات کی تاثیر سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث شریف "ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ قَبْلَ کُلِّ فَرْضٍ"

ہر فرض سے پہلا فرض ذکر الٰہی ہے۔ ذاکر مرشد طالب کو پہلے ہی روز تمام مراتب دکھا دیتا ہے۔ اگر مرشد طالب پر منکشف نہ کر سکے۔ تو اس سے تلقین ذکر حاصل نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ ناقص' ناتمام اور خام ہے۔ واضح رہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خاص الخاص اور حقیقی ذکر ہے۔ اس کا ذکر جلالیت کے سبب جہالت کو باہر نکال پھینکتا ہے۔ اور مشاہدہ تجلیات ذات اور عین جمال سے جمعیت بخشتا ہے ذکر دل سے بُرے خیالات اور بُری خصلتیں دور

کر کے معرفت الٰہی اور وحدت وصال میں مستغرق کر دیتا ہے۔ یہ ہیں مراتب ذکر کے۔ صاحب حقیقت ذاکر کے احوال لازوال اور لایزال ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ ذکر اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر وظائف و ورد ہے۔ ویسے تو تمام مخلوقات خاص و عام ذاکر ہے۔ تمام مخلوق اللہ اللہ پڑھتی ہے۔ لیکن ان کے وجود میں اسم اللہ تاثیر نہیں کرتا۔ اور نفع نہیں دیتا۔ اور قرار نہیں کرتا۔ اور نہ جمعیت بخشتا ہے۔ کیونکہ وہ اسم اللہ ذات کی ماہیت کنہ اور خاصیت نہیں جانتے۔ اسم اللہ ذات دونوں جہان پر قادر ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کنہ سے پڑھتا ہے۔ وہ ہر ایک پر امیر ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کی قدر کرتا ہے۔ اسے یہ قدردانی فقر' معرفت اور ذات نور کے مشاہدہ تک پہنچا دیتی ہے۔ اور قرب الٰہی حاصل کرا دیتی ہے۔

ہر کہ خواند اسم اللہ عامل است
ہر کہ داند اسم اللہ کامل است

جو کوئی اسم اللہ ذات پڑھتا ہے وہ عامل ہے جو اس کی کنہ کو جانتا ہے کامل ہے۔

چون کامل و عامل شود عارف تمام
غرق فی اللہ گشت فانی صبح و شام

اور جب کوئی عامل اور کامل ہو جاتا ہے تو عارف حق بن کر فنا فی اللہ ہو

جاتا ہے اور صبح و شام ہر وقت فنا فی الذات رہتا ہے۔

جو شخص ذکر الٰہی کا ذاکر ہے۔ وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اور اسے فیض اور رحمت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ خاصیت ذکر دوام اور فکر دوام کی ہے۔ اسم اللہ ذات نور ہے۔ ذاکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ذاکر کو چار مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ رحمت' راز' فیض اور فضل' نیز ذاکر کے چار گواہ ہوتے ہیں۔ دو زندگی میں دو ممات میں' جس کے یہ چار گواہ نہیں۔ اس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ خاسر (نقصان اٹھانے والا) ہے۔ زندگی کے دو گواہ یہ ہیں۔ اول خلق خدا کو یکبارگی اسم اللہ ذات کے تصور سے معرفت الٰہی اور مجلس نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک پہنچا دے۔ دوسرے نفس کو طمع' حرص اور ہوا سے باز رکھے۔ ممات کے دو گواہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ مرنے کے بعد قلب ذکر الٰہی سے جوش کر اٹھے۔ اور ہر ایک بال سے اللہ اللہ سرہو سرہو ہو الحق کی آواز آنے لگے۔ اور اس کی قبر پر جو شخص جائے اسے زندگی قلب حاصل ہو جائے۔ اور ذاکر بن کر عزت و عظمت اور روح کی پاکیزگی حاصل کر سکے۔ نیز اسے یہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ قبر سے نکل کر سوال کا جواب باصواب دے کر پھر قبر میں غائب ہو جاتا ہے۔ اور ماضی حال اور مستقبل کے حالات سے واقف کرا دیتا ہے۔ اس قسم کا ذاکر دعوت قبور کا عامل اسم اللہ ذات کے تصور میں ماہر اور ذات الٰہی میں غرق اور صاحب حضوری

قادری ہی ہوتا ہے۔ قادری کے سوا اگر کوئی اور اس قسم کا دعویٰ
کرے۔ تو وہ سراسر جھوٹا' مدعی اور لاف زن ہے۔ پس معلوم ہوا کہ
کامل کے لئے راز و ریاضت' مستی و ہشیاری' خواب و بیداری' گویائی و
خموشی' قبض و بسط' سکر و صحو' وصال و فراق' حیات و ممات' پیٹ بھر
کھانا' بھوکا رہنا اور فنا و بقاء برابر ہے۔ کیونکہ کامل ہر چیز کا رتبہ کل
سے منکشف کرکے پھر کل میں آجاتا ہے۔

حدیث شریف "اَلنِّہَایَۃُ ہُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ"
ابتدا کی طرف لوٹ آنا انتہا ہے' کامل کے لئے ابتدا و انتہا اور
خاک اور زر برابر ہے۔

قلب نہ با جنبش نہ با آواز
قلب نوری باحضوری حق براز

قلب ہلنے اور آوازیں نکالنے سے نہیں بلکہ نوری قلب حضوری' حق
سے راز تک پہنچتا ہے۔

نظر کن در قلب تو باقرب حق
شد غلام تابع ملک و طبق

قلب میں سے نور ذات کی تجلیات آفتاب کی طرح چمکتی ہیں۔
اگر قلب دن رات ذکر عام سے جنبش کرتا رہے۔ تو وہ آواز محض
ناسوتی کثافت کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ حالت ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ
ناسوت کا مقام ہو گیا ہے۔ کیونکہ اہل قلب صاحب مشاہدہ کا آغاز ہوتا

ہے۔ اور وہ شیطان کی دونوں انگلیوں سے رہا ہو کر رحمٰن کی قدرت
میں آجاتا ہے۔ اور قلب میں شریف روح کو جمعیت حاصل ہو جاتی
ہے اور قلب کی کثافت دور ہو جاتی ہے۔ اور نفس مرجاتا ہے۔ یا
نفس عاجز اور کمزور ہو جاتا ہے۔ قلبی ذکر کے بہت طریقے ہیں۔ اس
واسطے مرشد بذات خود قلوب کا طبیب ہونا چاہیئے۔ تاکہ قلب کی ہر
بیماری کا علاج کر سکے۔ اور صحت کلی عطا کر سکے۔ جو مرشد خود بیمار دل
والا ہے۔ وہ دوسرے کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ اس کا معالجہ بے اعتبار
ہے۔ طمع اور حسد قلب کو اس طرح خراب کرتا ہے۔ جیسے کیڑا گند
کو۔ یعنی اس کا مغز کھا جاتا ہے اور صرف چھلکا ہی چھلکا باقی رہ جاتا
ہے۔ یہ مراتب نفاق کے ہیں۔ اس صورت میں قلب نفس اور
شیطان باہم متفق ہوتے ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ بعض ذکر قلب
باتحقیق ہے کیونکہ اسم ذات کے تصور سے باتوفیق ہے اور بعض ذکر
قلب محض نفاق اور جدائی ۔ جیساکہ چھاچھ میں دہی پانی سے الگ ہو
جاتا ہے۔ بعض طالبوں پر قلبی ذکر تاثیر کرتا ہے۔ اور دم کے ساتھ
رواں ہوتا ہے۔ بعض طالبوں کے لئے ذکر قلبی نفس امارہ کے متصل
ہوتا ہے وہ کبھی منافق کبھی مشرک' کبھی کافر' کبھی مسلمان' کبھی
باجمعیت اور کبھی پریشان ہوتے ہیں۔ بعض طالبوں کو ذکر قلبی دل کے
متصل ہوتا ہے۔ جو اس بات پر دال ہے کہ ذاکر نص اور حدیث کے
موافق اور راہ راست پر ہے۔ یہ مراتب ولایت کے ہیں۔ بعض

طالبوں کو ذکر قلبی روح کے متصل ہوتا ہے۔ جس سے ازل کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور بطور الہام آواز آتی ہے۔ اور ذاکر روشن ضمیر اور عارف باللہ فقیر ہو جاتا ہے۔ بعض طالبوں کو ذکر قلبی جمعیت جان کے متصل ہوتا ہے۔ جو ظاہر اور پوشیدہ میں عیاں ہوتا ہے۔ بعض کو قلبی ذکر توفیق الٰہی کے متصل ہوتا ہے۔ اس سے وہ ہمیشہ ذات حضور کے مشاہدہ میں رہتے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات سے منکشف ہوتے ہیں۔ جب قلبی ذاکر مشاہدہ حق کی ابتدا میں ہوتا ہے۔ تو وجود سے تمام برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور جہالت کافور ہو جاتی ہے۔

دل کعبہ اعظم است کن خالی از بتاں
بیت المقدس است مکن جائے بنگراں

دل خانہ کعبہ کی طرح عظمت والی جگہ ہے اسے بتوں سے خالی کر دے یہ بیت المقدس ہے اسے بنگروں کا ٹھکانہ نہ بنا۔ (یاد حق کے سوا ہر چیز سے اسے خالی کر دے)

جس شخص کو شوق، شفقت، اشتیاق، اور آزمائش ہے۔ اسے راز الٰہی، رحمت، لطف، کرم، جمعیت اور مراتب روحانی حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ فی اللہ لاہوت، لامکان اور قرب الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جس کام میں نفسانی طمع ہو شیطان کا دخل ہو۔ اور دنیاوی مراتب کی ترقی کا خیال ہو۔ اس کو ذوق و شوق نہیں کہیں گے۔ ایسے کام سے

شامت، شر، رجعت اور پریشانی حاصل ہوتی ہے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، کی آواز سنتا ہے۔ نیز کراماً" کاتبین" جو نیک و بد اعمال لکھتے ہیں۔ ان کی آواز سنتا ہے۔ قبر کی آواز، کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ سنتا ہے۔ اور وہ وقت کو ضائع نہیں جانے دیتا کہ اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ" وقت کاٹنے والی تلوار ہے، وارد ہے۔ کامل کی نگاہ قیامت کے حساب پر ہوتی ہے۔ اور صفائی قلب کی وجہ سے نور الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ رویت ربوبیت اسے حاصل ہوتی ہے۔ بدعت اور نامشروع چیزوں سے استغفار کرتا ہے۔ سخاوت و بخشش کرتا ہے۔ اس کا سینہ سدرۃ المنتہیٰ اور اس کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"

اے نفس مطمئنہ تو اپنے پروردگار کی طرف راضی خوشی لوٹ آ اور میرے بندوں میں شامل ہو کر میرے بہشت میں داخل ہو جا۔

ترا ہوائے بہشت آرزو است
مرو درپے آرزوئے ہوا

اگر تجھے ہوائے بہشت کی آرزو اور خواہش ہے تو اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دے۔

واضح رہے کہ ذکر اس بات کا نام ہے کہ اسم اللہ ذات سے دائمی آشنائی ہو۔ چنانچہ جب صاحب اسم کا نام سنے تو اہل اسم کو بعینہ دیکھ

لے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ دن رات نور ذات کی تجلیات میں مستغرق رہے۔ ذکر سے طالب کو نور ذات کی تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ الہام و پیغام یہ ہے کہ توجہ، وہم، خیال اور دلیل کے ذریعے رب جلیل سے جواب باصواب حاصل کرے۔ حضوری سات طرح کی ہوتی ہے۔ سات جسموں سے ہوتی ہے۔ سات مقاموں، سات اعلاموں، سات اسموں اور سات طلسموں سے ہوتی ہے۔ اول حضوری فرشتہ جو خواب یا مراقبہ میں ہوتی ہے۔ احمق اور کم عقل لوگ جمیعت جنونیت کو حضوری خیال کرکے قرب الٰہی کہتے ہیں۔ دوسرے نفس جس سے وجود میں نور کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ اور خلقت رجوع کرتی ہے۔ احمق لوگ اسے بھی حضوری خیال کرتے ہیں۔ تیسرے حضوری شیطان جس میں انسان شراب خور اور تارک الصلوۃ ہو جاتا ہے۔ اس کو حضوری مردود کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور باطن محمود ہونے سے محروم رہتا ہے۔ چوتھے حضوری ارواح اولیاء اللہ کہ جس سے شرک و کفر سے نکلتا ہے۔ پانچویں حضوری اصحاب کبار، جو باتصدیق اور بالیقین و اعتبار ہوتا ہے۔ اور جس کے سبب وہ مردہ دل لوگوں سے دور بھاگتا ہے۔ چھٹے حضوری انبیاء اصفیاء مرسل نبی خصوصا" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس کی وجہ سے روحوں سے ملاقات ذکر الٰہی کا تصور و تصرف دل کی زندگی اور نفس کی ممات حاصل ہوتی ہے۔ ساتویں حضوری از خود فنا، اس

میں اسم اللہ ذات کے تصور سے لائق عزت اور مشرف بلقاء الٰہی ہو جاتا ہے۔ لقاء الٰہی کی مثال ہم نہیں دے سکتے کیونکہ وہ خود بے مثل و بے مثال ہے۔ فقر کے مراتب غرق فنا فی اللہ نور حضور میں مستغرق ہونا، متحیر، عبرت حاصل کرنے والا، حق پر نگاہ رکھنے والا عارف باللہ، اللہ تعالٰی کا منظور نظر، وجود مغفور ہمیشہ ذکر دنیا سے لب بند رکھنا۔ اہل دنیا سے گمنام اور باطن میں مشہور ہونا ہیں۔

ہر کہ گوید من حضورم زان گواہ
یک حضوری راہ دیگر قرب اللہ

جو کوئی کہتا ہے کہ میں حضوری کے شرف سے مشرف ہوں تو اس سے دو گواہ طلب کر ایک راہ مصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (شریعت) پر استقامت اور دوسرے قرب حق (طریقت) پر عمل۔

اہل حضور کو کبھی حرمت و عظمت کبھی مجلس کی خلوت نصیب ہوتی ہے اس کا نفس خراب ہو جاتا ہے۔ کبھی اسے چین نہیں آتا۔ اس کا ایک ہی مذہب و ملت یعنی دائمی ورد ہوتا ہے۔

قولہ تعالٰی "وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ"
میں اپنا کام یا معاملہ اللہ تعالٰی کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالٰی بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

واضح رہے کہ تو کامل قادری سے ابتداء میں انتہا کو طلب کر، کیونکہ حضور ابتداء بھی ہے۔ ذکر کے مراتب با رجعت و زوال ہیں۔

فکر کے مراتب خام خیالی ہے۔ مذکور کے مراتب نامنظور ہیں۔ الہام کے مراتب ناتمام ہیں۔ حضور کے مراتب بھی دور ہیں۔ مشاہدہ کے مراتب نفسانی خواہشات میں داخل ہیں۔ جب تک ان مراتب سے گزر نہیں جاتا۔ نور الٰہی میں مستغرق نہیں ہوتا جب تک انسان اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ جب فقر انتہائی مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔ تو وہی اللہ ہے کی پہچان نہیں کرتا۔ اس کے لئے یکتا اور غنی ہونا مشکل ہے۔

واضح رہے کہ بہت سے لوگ محض غلطی و غلاظت و گمراہی کی جہ سے اپنے آپ کو قادری کہتے ہیں۔ مثلاً رافضی وغیرہ صرف اس طریقے کو بطور پناہ اختیار کرتے ہیں۔ قادری اور اہل زندیق میں باسانی نیز ہو سکتی ہے۔

باہو قادری را می شناسد بانظر
ہم چو زر گری شناسد سیم و زر

باہو قادری فقیر کو نظر سے ہی پہچان لیتا ہے۔ جس طرح زرگر سونے اور چاندی کو پہچان لیتا ہے۔

قادری عارف خدا روشن ضمیر
قادری قادر بود بر ہر امیر

قادری خدا تعالیٰ کا عارف اور روشن ضمیر ہوتا ہے۔ قادری اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر امر پر قادر ہوتا ہے۔

باہو قادری را می شناسد از قدر
قادری ہرگز نباشد گاؤ خر

باہو قادری اپنے اختیار سے پہچانا جاتا ہے۔ قادری ہرگز گائے گدھے کی طرح بے اختیار نہیں ہوتا۔

قادری شد اولیا ہم باخدا
قادری دائم بہ صحبت مصطفیٰ

قادری اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے اور ہمیشہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کا حضوری ہوتا ہے۔

باہو ہر کہ این راہے نداند خودنما
قادری ہرگز نباشد سر ہوا

اے باہو! جو کوئی اس راہ سے واقف نہیں وہ خود نما ہے ہرگز قادری نہیں بلکہ وہ سراسر ہوا و حرص میں مبتلا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کامل قادری اگر ظاہر میں ذکر جہر کرے اور کلمہ کی پانچ ضربیں دل پر پہنچائے۔ تو ایک لحظہ میں بے خود ہو کر حسب ذیل پانچ مقاموں پر پہنچ جائے۔ مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا، مقام عقبٰی اور مقام توحید فی اللہ۔ انہیں پانچ ضربوں سے معرفت فقر اور توحید پوری پوری حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ امر یقینی ہے۔ کہ اگر ہزار اندھے ایک مجلس میں ہوں اور ان میں صرف ایک دیکھنے والا ہو۔ تو وہ ایک ان ہزار کے احوال کی حقیقت

معلوم کرلے گا۔ اور وہ ہزار اس ایک کے احوال سے بے خبر رہیں گے۔ خواہ وہ ہمیشہ ہم صحبت رہیں۔ پس جس شخص کو باطن میں معرفت الٰہی حاصل نہیں۔ وہ نابینا اور بے بصر ہے۔ خواہ ظاہر میں حلال کھائے اور سچ بولے۔ جس شخص کو باطن میں معرفت الٰہی حاصل ہے۔ اس کے قال و حال میں تاثیر ہوتی ہے۔

ہم قال ہم احوال ہم عارف خدا
فقر با تاثیر حاضر مصطفیٰ

گفتگو اور حال و احوال سے وہ خدا کا عارف ہوتا ہے اور تاثیر فقر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کا حاضر باش۔

واضح رہے کہ غریب محی الدینؒ جو کہتے ہیں۔ یہاں غریب سے مراد وہ ہے جو دنیاوی اور اخروی غم و غلاظت سے آزاد اور اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے آزاد ہو۔ اور دونوں جہان چھوڑ کر قرب الٰہی کے درپے ہو۔ اور جس کا باطن صفا اور جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا منظور نظر ہو۔ مازاغ البصر و ما طغی' نہ آنکھ جھپکی اور نہ اس نے نافرمانی کی' مسکین محی الدین مسکین اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس کے وجود کو سکون' قرار اور جمعیت حاصل ہو۔ اور خود فنا فی اللہ ہو۔

حدیث شریف "اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا" وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا" وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ"

اے پروردگار! مجھے بحالت مسکینی زندہ رکھ۔ اور مساکین کے زمرہ میں میرا حشر کرنا۔

درویش محی الدینؒ نے دنیا کو تین طلاق دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے یگانگت پیدا کی۔ اور فقیر محی الدین کا خطاب درگاہ الٰہی سے پایا۔ اور فقر کو ہمیشہ اپنا رفیق بنایا۔

فقر کے تین حرف ہیں۔ حرف ف سے فنا' ق سے قریب اور ر سے راستی راہ نیز فقر کی ف سے فنائے نفس' ق سے قہر بر نفس' اور ر سے راضی برضا بر قضائے خدا' نیز ف سے فخر' ق سے قرب اور ر سے راز یہ مرتبہ فقر کا محمدی محب کو نصیب ہوتا ہے۔

نیز ف سے فضیحت' ق سے قہر خدا۔ اور ر سے منہ کے بل گرانے والے فقر کا رد' نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ' میں منہ کے بل گرانے والے فقر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں' فقیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر اور دنوں جہان کا بادشاہ اور دنیاوی بادشاہ سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ معرفت اور فقر کے مختلف مراتب کے لئے صحابہ' انبیاء اور اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔ لیکن سوائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کوئی بھی فقر کی تمامیت کو نہیں پہنچا۔ اور کسی نے سلطان الفقر کی انتہا پر قدم نہیں رکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کی اجازت سے شاہ محی الدین رضی اللہ عنہ فقر کے ابتدائی اور
انتہائی مراتب اور سلطان الفقر کو عمل، قبض اور اپنے تصرف میں
لائے۔ طریقہ قادری میں ترک، توحید، توکل، تجرید، تفرید، توجہ اور کامل
تفکر پایا جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کے بغیر جو کچھ خواب یا
مراقبہ میں دیکھتا ہے۔ سب خام خیالی ہے۔ اور سراسر مردودگی اور
سیاہی دل ہے اور اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم وجودیہ سے جو تصور،
تصرف، توجہ تفکر اور توحید حاصل ہوتا ہے۔ وہ مشاہدہ، معرفت، قرب
اور وصال الٰہی ہے۔ کیونکہ وہ نیک اعمال اور احوال کی رو سے ہوتا
ہے۔ تیغ برہنہ اولیاء اللہ کی قبر پر دعوت پڑھنے اور اسم اللہ ذات کے
تصور سے باطنی حضور اور توفیق باتحقیق حاصل ہوتی ہے۔

از ازل تا ابد بینی با یک نظر
تا شوی عارف خدا ثانی خضر

جب تو ازل سے ابد تک ایک نظر سے سب کچھ دیکھ لے گا۔ تو تو
عارف خدا اور ثانی خضر ہو جائے گا۔

این مراتب فقر را از مصطفٰی
شد نصیب قادری باطن صفا

فقر کے یہ مراتب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ
اقدس کے صاف باطن قادری فقیروں کو عطا ہوتے ہیں۔

کامل قادری کو خواب یا مراقبہ کی ضرورت نہیں۔ وہ دونوں جہان

کا تماشا عین العیان رکھتا ہے۔ اس قسم کا شخص باطن آگاہ، نظر نگاہ اور
عین القلب اور عین العیان ہوتا ہے۔ اور اسے نور ذات کی تجلیات
اور قرب و قدرت سبحان حاصل ہوتی ہے۔ قادری کے علاوہ اگر کوئی
اور شخص دعویٰ کرے۔ تو وہ لاف زن ہے۔ فقیر راز میں ہوتا ہے۔
اور راز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سے اور الہام دائمی طور پر۔ کیا تجھے معلوم نہیں
کہ شیطان عالم متعلم، فاضل اور ہر علم سے واقف تھا۔ لیکن انا خیر
منہ میں اس سے بہتر ہوں، نے اسے خراب کیا۔ حضرت آدم علیہ
السلام کو گو ظاہری علم نہ تھا۔ لیکن باطن میں محبت الٰہی کا بیج بویا ہوا
تھا۔ آخر عالم ہو گئے۔ اور اسم اللہ ذات کی توفیق کے سبب کوئی
ظاہری یا باطنی علم پوشیدہ نہ رہا۔ مقابلہ کے وقت ابلیس لعین ہو گیا۔
اگرچہ اس نے نہایت محنت اور ریاضت کی۔ آدم علیہ السلام ایک لحظہ
میں معرفت کی راہ قرب الٰہی کو پہنچ گئے۔ کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ سے
علم لدنی عطا ہوا تھا۔ اور آپ کے خاص الخاص فرزندوں کی بھی یہی
کیفیت ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ
" اور ہم نے بنی آدم کو معزز کیا۔ اس طرح کے فقرا کو تصور، تصرف،
فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور خود صاحب عطا ہوتا ہے۔

حدیث شریف "خُلِقَتِ الْعُلَمَآءُ مِنْ صَدْرِیْ وَ خُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ
صُلْبِیْ وَ خُلِقَتِ الْفُقَرَآءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی"

علماء میرے سینے سے، سادات میری پیٹھ سے اور فقرا نور الٰہی سے

پیدا ہوئے۔

حدیث شریف " خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُلَّ شَیْءٍ مِنْ طِیْنِ الْاَرْضِ وَ خُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ طِیْنِ الْجَنَّۃِ "

اللہ تعالیٰ نے اور ساری مخلوق زمین کی مٹی سے پیدا کی اور فقراء بہشت کی مٹی سے پیدا کئے۔ اس واسطے فقراء کو جمعیت غنایت اور ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ لایحتاج' بے حرص' بے حسد' بے کبر' بے طمع اور بے ریا ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ تلقین کے وقت پہلے ہی روز اسم اللہ ذات سے فقیر کو پانچ حکمتوں کے مناصب جو سکوت سے حاصل ہوتے ہیں اور پانچ حکم جو علم میں ہیں اور پانچ علم جو خلق میں ہیں " لَا تَخَلَّقُوْا اِلَّا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی " اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے سوا اور کسی خلق کو اختیار نہ کرو۔ اور دست بیعت اور ارشاد میں جو پانچ خزانے ہیں۔ وہ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ نیز اس سے دونوں جہان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے پانچوں معمے عین بعین مستی میں معلوم ہو جاتے ہیں۔ یعنی یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ یُحْیِ الْقَلْبَ وَ یُمِیْتُ النَّفْسَ۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مار ڈالتا ہے۔ فنا بقا سے اور بقا فنا سے " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ اس پر صادق آتا ہے اور وہ ہمیشہ نور حضور میں مستغرق اور اس سے مشرف ہوتا ہے۔ اور اسے نور ذات کی

تجلیات ہوتی ہیں۔

قولہ تعالیٰ " مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی "

جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ پانچوں طلسمات اور پانچوں کیمیا یعنی کیمیائے سعادت' کیمیائے ارادت' کیمیائے اجازت' کیمیائے عبادت اور کیمیائے نظر جو وجود کے تانبے کو سونا بنا دیتی ہے۔ اور کیمیائے دعوت قبور اور انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحانیت کو اپنے قبضے میں لانا قرآن مجید اور اسم اعظم کی برکت سے ہوتا ہے۔ یہ مراتب مبتدی فقیر کے ہیں۔ فقیر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ مراتب فقر میں مشاہدہ' حضور اور اسرار پروردگار کی سیر شامل ہے۔

واضح رہے کہ نفس کی مخالفت کرنی چاہئے کیونکہ نفس زیادہ علم پڑھنے' ریاضت' تقویٰ' عبادت' تلاوت' نماز' نوافل' مسائل' علم فقہ' اطاعت تصرف فی سبیل اللہ' حج اور غزا سے فنا نہیں ہوتا بلکہ مذکورہ بالا افعال میں سے ہر ایک فعل سے نفس میں فتنہ و فساد بڑھ جاتا ہے۔ اور اسے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ ہرگز تابع نہیں ہوتا۔ اور نہ مرتا ہے۔ ننگ و ناموس کی لذت' غوغا' غلاظت' نجس' نجاست اور دنیاوی غفلت سے یہ منصوبہ باز اور صاحب فراست ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نفس حیلہ جو اور مکار ہے۔ اور وہ صرف رجوعات خلق کے لئے حیلہ اور خلوت اختیار کرتا ہے۔ یہ خلوت میں خطرات کا مصاحب اور شیطان کا

یگانہ بن جاتا ہے۔ اور رحمان سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ نہایت شہرت کی وجہ سے نفس کی قید میں پھنس جاتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ نفس دنیاوی دوزخ کے عذاب اور دوزخ کی آگ بڑے شوق اور رغبت سے اختیار کرتا ہے۔ لیکن ایک لحظہ اور ایک دم کے لئے بھی اسم اللہ ذات کا تصور پسند نہیں کرتا۔ نفس کے لئے اسم اللہ ذات کا تصور دوزخ کی آگ سے بڑھ کر ہے۔ نہ ہی نفس دعوت روحانیت اختیار کرتا ہے۔ پس معلوم ہو کہ نفس کی مخالفت اسی وقت کی جا سکتی ہے۔ جبکہ انسان اللہ تعالیٰ میں مستغرق ہو جائے۔ اور قبور کی دعوت کا عامل ہو۔ کیونکہ یہ دونوں نفس پلید کو بالکل جلا دیتے ہیں۔

حدیث شریف "نَارُ الْقُلُوْبِ اَبْرُدُھَا"

جو دل معرفت و توحید الٰہی کی آگ سے نہ جلے وہ دوزخ کی آگ سے جلتا ہے۔

چناں شد مرا آتش منزلم
کہ آتش گرفتہ ز آتش دلم

میں اس طرح آتش عشق مرکر بن چکا ہوں کہ آگ نے بھی ساری تپش اور گرمی میرے دل کی گرمی سے حاصل کی۔

واضح رہے کہ نفس امارہ میں چار خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ اول سیری کے وقت فرعون بن جاتا ہے۔ اور اس میں انانیت آ جاتی ہے۔ اور بھوک کے وقت باؤلا کتا بن جاتا ہے۔ اور سخاوت کے وقت

قارون ہو جاتا ہے۔ اور شہوت کے وقت چوپایہ بے عقل

ترا بانفس کافر کیش کارے است
بدام آور کہ این طرفہ شکارے است

تیرا مقابلہ نفس کافر کیش سے ہے اس عجیب و غریب شکار کو جانے نہ دینا بلکہ اس کو ضرور شکار کر لے۔

اگر مار سیاہ در آستین است
بہ از نفسے کہ با توہم نشین است

اگر کالا سانپ تیری آستین میں ہو تو وہ بھی تیرے ہم نشین نفس امارہ سے بہتر ہے۔ یعنی نفس امارہ کالے سانپ سے زیادہ خطرناک ہے۔

واضح رہے کہ اگر انسان ظاہری علوم کی تحصیل کرے۔ اور علم رسم رسوم سے واقف ہو۔ تو صرف اس کی زبان پاک ہوتی ہے اور وہ صحیح طور پر اقرار کرتا ہے۔ لیکن تصدیق باطنی سے بے خبر رہتا ہے۔ اور اس کا دل منافق رہتا ہے۔ جو مسلمان صاحب نفس امارہ ہے۔ وہ منافق لیکن جسے تصدیق قلبی و باطنی حاصل ہے۔ اور حی قیوم کے ذکر فکر اور علم سے بہرہ ور ہے اور اقرار زبانی سے مجہول ہے۔ وہ بھی صاحب نفس امارہ اور منافق ہے۔ جو شخص دونوں سے جاہل ہے وہ مشرک اور کافر سے بدتر ہے۔ پس معلوم ہو کہ عالم کے لئے علم وبال ہے۔ تاوقتیکہ علم کے ذریعے نیک اعمال حاصل نہ کرے۔ اور ساتھ ہی قرب وصال اور معرفت الٰہی اسے حاصل نہ ہو۔ فقیر کے لئے ذکر

باعث زوال ہے۔ تاوقتیکہ ذکر سے اسے مشاہدہ حضور، نور ذات اور یقین جمال حاصل نہ ہو۔

پس واضح رہے کہ علم میں دو رجعتیں ہیں۔ ایک خلقت کی طرف رجوع کرنا۔ دوسرے رجعت کبریٰ جو علم کی غنایت کے سبب ہدایت و معرفت الٰہی اختیار نہ کرے۔ اس واسطے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ علم بڑا بھاری حجاب ہے۔ واقعہ ہوا ہے۔ ان دو رجعتوں کا علاج کامل فقیر جانتا ہے۔ ان دو رجعتوں میں بائیس ہزار اور بارہ لاکھ علوم ہیں۔ جب علما ان رجعتوں سے رہا ہوتے ہیں۔ وہ علما بھی ہوتے ہیں اور اولیاء بھی۔ لیکن اس سے رہائی کا علاج کامل فقیر ہی جانتا ہے۔ اور وہ بھی اسم اللہ ذات کے وسیلے سے۔ ذکر میں سات کروڑ بائیس ہزار رجعتیں ہیں۔ نصف انانیت میں جو ننگ و ناموس کی خاطر ہو اور نصف ... میں جس سے غیب کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ اور جس غیب میں طالب کو مطلب رسیدہ نہ کرسکے۔ یہ محض عیب ہے۔ اور ام الکتاب اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید ہے۔ جو ان آفات سے بچتا ہے۔ اس کے لئے ظاہری اور باطنی علوم ایک ہو جاتے ہیں۔ ظاہری علوم میں عالم باتوفیق بن جاتا ہے۔ اور باطن میں عارف باللہ۔ زبان سے اقرار کرتا ہے۔ اور دل سے تصدیق۔ جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اس کا نفس امارہ حقیقی مسلمان اور واقعی مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

اے نفس امارہ کی قید میں پھنسے ہوئے اور معرفت الٰہی سے بے خبر! یہ ہے خلاف نفس جس کے ذریعے حرص و ہوا سے بچ سکتے ہیں۔ اور یہ مراتب اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ عامل کامل فقیر قادری ہو۔

واضح رہے کہ جب قیامت قائم ہو گی۔ اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق میدان قیامت میں کھڑی ہو گی۔ اس وقت اہل معرفت اور اہل محبت کا درجہ سب سے بڑھ کر ہو گا۔ واضح رہے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں۔ اور انسان دن رات میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں۔ اس حساب سے کلمہ طیب کی طے میں ہردم چوبیس ہزار مقام ایک لحظہ میں طے کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقیر کی خاموشی لاہوت سے ہے۔ اس کی گویائی کلام الٰہی ہے اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے قم باذن اللہ ہے۔ فقیر کی جلن ابراہیمؑ خلیل اللہ کی آگ سے ہے۔ اور اس کے دل کی موج نوحؑ نبی اللہ کا طوفان ہے۔ اس کے نفس کی قربانی اسماعیلؑ ذبیح اللہ سے ہے۔ گناہ کے عوض نفس پر ظلم کرنا آدمؑ صفی اللہ سے ہے۔ اس کا شوق جرجیسؑ صلوٰۃ اللہ سے ہے۔ اس کا علم معرفت اور جمعیت ہے۔ اور اس کا خلق خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ ظاہر و باطن میں سیر و سفر کرتا ہے۔ اور ہمیشہ توحید میں غرق رہتا ہے۔ اور توحید ہی پر اس کی نگاہ رہتی ہے۔

بیقراری و عشق بے تمکین
جز بمردن نباشدش تسکین

بے قراری اور عشق کی بے کلی اسے چین نہیں لینے دیتی' اس کو مر کر محبوب سے ملے بغیر تسکین حاصل نہیں ہو گی۔

ملک و انا کہ مست این جام اند
چوں بہ میرند و ہم نیا را مند

بلکہ وہ لوگ جو کہ اس جام عشق کو پی کر مست ہیں جب وہ مرتے ہیں تو بھی انہیں آرام نہیں آتا۔ بلکہ وہ دیدار کے طلبگار رہتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر اور فقیر کا طالب روشن ضمیر اور دونوں جہان پر امیر اور حکمران ہوتا ہے۔ اور اس کی نگاہ اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

مارا شد نصیبے فقر رحمت راز نور
روز ازلش یافتم باحق حضور

مجھے ازل سے ہی حق اور حضوری کے ساتھ فقر رحمت اور نور عطا فرما صاحب راز بنا دیا گیا ہے۔

روح مارا از نبی تلقین شد
از ہدایت راستی بادین شد

میری روح کو بنی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تلقین فرمایا اور انہی کے فیض کرم سے میں دین حق پر ثابت قدم ہوں۔

اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ صاحب سجادہ اور طالب فقیر میں کیا فرق ہے۔ اہل سجادہ سجاوگی کے لئے دعویدار مدعی اور مدعا علیہ اور گواہ ہیں۔ طالب فقیر نہ دنیاوی مال و اسباب چاہتا ہے۔ نہ عزت و جاہ۔ اس لئے اسے کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ "اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ" مفلس خدا کی پناہ میں ہوتا ہے۔ سجادہ کا اسباب چھ چیزیں ہیں۔ مصلے' عصا۔ قینچی' دستار' جبہ اور تسبیح۔ طالب فقیر کے پاس بھی چھ ہی چیزیں ہوتی ہیں۔ محبت' معرفت اور مشاہدہ کا مصلے جو اللہ تعالیٰ کی لازوال بخشش ہے۔ فقیر کے سر پر نور الٰہی کی دستار ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر یہ خاص احسان ہوتا ہے۔ کہ وہ حضور الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ فقیر کے پاس جمعیت اور عین الجمال کا جبہ ہوتا ہے۔ جس کے سبب اسے قرب اور وصال حاصل ہوتا ہے۔ طالب فقیر کی تسبیح نفس کو ذبح کرنا۔ ترک' توکل' تجرید اور تفرید ہے۔ وہ پہلے ہی روز حضرت رابعہ بصریؒ اور سلطان بایزیدؒ بسطامی رحمتہ اللہ علیہما کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ فقیر کا طالب اپنے پاس مقراض نہیں رکھتا۔ کیونکہ سر کے بال کاٹنے والی قینچی حجاب ہے۔ فقیر باطن میں معرفت الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ فقیر کا طالب ہاتھ میں عصا نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں دونوں جہان کے مراتب کا عصا ہوتا ہے۔ صاحب سجادہ سجادگی کے مراتب فقیر سے حاصل کرتا ہے۔ لیکن صاحب سجادہ سے فقر

نہیں ہوتا۔

فقر از فقر است فخرش از فقر
گر ترا چشم است جانب ما نگر

جو فقر فقر محمدی کے فیضان کا نتیجہ ہے وہ فقیر کے لئے باعث فخر ہے اگر تیری آنکھ دیکھنے والی ہے تو میری طرف دیکھ۔

ما فقیری یافتیم از مصطفیٰ
فقر فی اللہ یافتم قرب از اللہ

میں نے فقر اور فقیری حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ سے حاصل کی ہے اور فقر فی اللہ اور قرب الٰہی کی نعمت بھی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حاصل کی ہے۔

احتیاجم نیست کس از نیک و بد
فقر را وردیست دائم یاصمد

مجھے کسی سے اچھی بری کوئی حاجت نہیں ہے۔ مجھے تو اس بارگاہ سے دائمی طور پر یاصمد کا ورد یاد کروا کر ہر چیز سے بے نیاز کر دیا گیا ہے۔

"اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ" فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

اے عاقل عالم! تو کامل فقیر کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ۔ کیونکہ فقیر اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ کے حکم سے صاحب حکم ہوتا ہے۔ فقیر کا سوال حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مشابہ ہے۔ اس میں

عین حکمت ہوتی ہے۔ "فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ" کیونکہ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

با حکم حق برد و رود بہرِ از سوال
نفس را رسوا کند بہر از وصال

فقیر نفس کو رسوا کر کے وصال الٰہی کے قابل بنانے کے لئے اسے حکم حق کے مطابق دربدر گداگری اور سوالی کرنے کے لئے لے جاتا ہے۔

فقر با ذاتست در ذاتست نور
فقر را قرب است وحدت باحضور

فقر ذات کے ساتھ ہے ذات میں نور ہی نور ہے فقر کو وحدت اور حضوری کا قرب حاصل ہے۔

اہل معرفت اور فقیر فنا فی اللہ اہل توحید کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ جذب جلالیت کی آگ کی گرمی سے جلا ہوا نفس پر غضب اور قہر کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کے لئے اس کا رستہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اسے کسی اور کی احتیاج نہیں ہوتی۔ وہ حرص و ہوا کو ترک کئے ہوئے ہوتا ہے۔ جب یہ لوگ قیامت کے دن پل صراط پر قدم رکھیں گے۔ اور ان کی نگاہ دوزخ کی آگ پر پڑے گی تو آگ سرد ہو کر بجھ جائے گی۔ اور اہل دوزخ کو آرام و قرار نصیب ہو گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمائے گا۔ کہ اے فقیران فی اللہ و اہل توحید! جن لوگوں نے تمہیں بھوک کے وقت کھانا کھلایا یا آرام پہنچایا تھا۔ یا پیاس کے وقت پانی دیا

تھا۔ یا برہنگی کے وقت کپڑا دیا تھا۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جاؤ۔ تو اس وقت یہ لوگ ویسا ہی کریں گے۔

حدیث شریف " حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ " فقیروں کی محبت بہشت کی چابی ہے۔

قولہ تعالیٰ " يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ " اے نفس مطمئنہ! تو راضی خوشی اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ۔ اور میرے بندوں میں شامل ہو کر میرے بہشت میں داخل ہو جا۔ نفس مطمئنہ یا انبیاء کا ہوتا ہے یا خاص خاص اولیاء اور فقراء کا۔ فقرا میں باطن کی صفائی اور قوت ہوتی ہے۔ ان کی عظمت و عزت، ان کا قرب و منصب، ان کی ولایت و ہدایت، ان کی دستگیری، ان کی جمعیت اور ان کے نور ایمان کا جوہر قیامت کے دن معلوم ہو گا۔

فقر حاصل می شود نظر از فقر
نظر فقرش بہ بود از سیم و زر

فقیر کامل کی نظر کیمیا اثر سے فقر حاصل ہو جاتا ہے۔ فقیر کی نظر کرم سونے اور چاندی سے زیادہ بہتر ہے۔

" حُبُّ الْفُقَرَآءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ " فقیروں کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، طاعت اور بندگی کی توفیق، سعادت و عبودیت اور تمام نیک اعمال کا ثواب جو ظاہری اعضاء کے متعلق ہیں۔ حقوق حسنہ کا ادا کرنا سب

کچھ قادری میں پایا جاتا ہے۔ نیز باطنی ذکر فکر، مشاہدہ انوار، استغراق ربوبیت اور معرفت اس میں پائی جاتی ہے۔ جو شخص ان مراتب سے گزرتا ہے وہ غرق فی التوحید نور الحق، محقق و موحد حقیقی اور فقیر باخدا ہوتا ہے۔ یہ فقر کے انتہائی مراتب ہیں کہ اس کی قبر قرب الٰہی ہے۔ اس کی خاک خاک جنت، اسکا لقا لقائے بقاء ہوتا ہے۔ جو شخص یہ انتہائی مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ نفسانی خواہشات سے رہا ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ فقیر مست کے چار گواہ ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ دنیاوی محبت اس کے دل سے اٹھ جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا نفس ہمیشہ اس کے سامنے سولی پر چڑھایا جاتا ہے۔ اور وہ اس کی آہ و زاری اور فریاد اپنے کانوں سنتا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ دوسرے اس کی زبان ننگی تلوار کی طرح ہوتی ہے۔ گو اس کے لب بند ہوتے ہیں۔ لیکن ہوتا ہشیار ہے۔ ہمیشہ زبان سے استغفار پکارتا ہے۔ تیسرے اس کی ملاقات انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحوں سے ہوتی ہے۔ اور وجود سے اللہ تعالیٰ کے سوا باقی سب کی نفی کرتا ہے۔ چوتھے وہ نفس پر غالب ہوتا ہے۔ اور ذات حق کے سوا اور کسی سے اسے مزا ہی نہیں آتا۔ یہ مراتب بدعتی اہل سکرو شرب، تارک الصلوۃ مست مردود، بے نماز، کفار اور یہود کو نصیب نہیں ہوتے۔

حدیث شریف " لَا فَرْقَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِسْلَامِ اِلَّا بِالصَّلٰوةِ " کفر اور

اسلام میں صرف نماز کا فرق ہے' جو شخص پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا امیدوار ہے۔ اور جو سجدہ بجا نہیں لاتا۔ وہ دنیا اور آخرت میں خوار ہے۔ حدیث شریف "مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَہِیْدًا" جو محبت الٰہی میں مرگیا وہ شہید مرا۔

شرح ذکر قلب

قلب چھ قسم کا ہے۔ ایک وہ جو شیطان کی دو انگلیوں میں ہے۔ دوسرے قلب نفاق' تیسرے قلب غفلت پر خون و غلاظت' چوتھے قلب پر خطرات و وسوسہ و واہمات' ایسے قلب میں خناس و خرطوم رہتے ہیں۔ جن کے بارے اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے۔

"اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ"

خناس وہ ہے جو انسانی سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اور وہ جن اور انسانوں کی قسم سے ہے۔

پانچویں زندہ قلب عارف' چھٹے قلب ذاکر جو دور مدور مع اللہ اور قدرت سبحان کا حافظ ہے۔ جس وقت صاحب قلب ملک قلب میں آتا ہے اور قلب اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پڑھتا ہے۔ تو ایک دم میں ستر ہزار ختم قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے۔ اس قسم کا قلب مقلب القلوب اور رحمٰن کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ اس طرح پر قلب کو نور ایمانی اور روشن ضمیری

کا لباس عطا ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ" یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھا گیا ہے۔ اور ان کو اپنے روح سے اللہ تعالیٰ نے مدد دی ہے۔ قولہ تعالیٰ "یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ" قیامت کے دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر وہ شخص نفع میں رہے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لائے گا۔

نظر کن در قلب یابی قرب حق
زیر پائے تو بود فلک و طبق

دل کی طرف نظر کر تو قرب حق کو پالے گا۔ اور آسمان و زمین سب کچھ تیرے قدموں میں آجائے گا۔

قلب حق نور است زان روشن ضمیر
صاحب قلب است بر نفس امیر

قلب حق نور ہے جس سے ضمیر روشن ہو جاتا ہے اور صاحب قلب نفس پر حاکم اور امیر ہوتا ہے۔

صاحب قلب پر تمام الہام' واردات علم غیبی اور فتوحات وارد ہوتی ہیں۔ دنیا اور اہل دنیا سے دور بھاگتا ہے۔ اور اس سے سلطان الفقرا "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ"۔ جب فقر انتہائی درجے کو پہنچ جاتا ہے تو وہی اللہ ہوتا ہے۔ حاصل کرلیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ"

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل پیدا نہیں کئے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسانی بدن میں صرف ایک دل پیدا کیا ہے۔ قلب سلیم اسے کہتے ہیں کہ جس میں سلامتی ہو۔ نور ایمانی ہو۔ اور فی اللہ ذات ہو۔ قلب سلیم میں خطرات کا گزر نہیں۔ اور وہ رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ شیطان سے رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ قلب تین طرح کا ہوتا ہے۔ قلب سلیم' قلب منیب اور قلب شہید۔ اور یہ تینوں اوصاف دل میں اسم اللہ ذات کے تصور سے آتے ہیں۔ اس سے قلب کو دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ موت سے خلاصی پاتا ہے۔ اور معرفت' قرب اور توحید الٰہی میں یگانگت کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ اور فنا فی اللہ ہو کر آفتاب کی طرح روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ زندہ قلب کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کے عوض نہ سلب ہوتا ہے نہ مردہ۔ ان مراتب والے دل کو قلزم کو نین (دونوں جہان کا سمندر) کہتے ہیں۔ جس طرح دریا کسی پلیدی سے ناپاک نہیں ہوتا اسی طرح وہ دل کسی گناہ سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اول تو زندہ قلب سے کوئی قصور یا خطا سرزد نہیں ہوتی۔ اگر بفرض محال ہو بھی جائے۔ تو وہ اسی وقت توبہ کرکے استغفار پڑھتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ" بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے اور پاکیزہ رہنے والے کو پیار کرتا ہے۔

حدیث شریف "اَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ تَسْبِیْحِ الْمُقَرَّبِیْنَ"

میرے نزدیک مقربوں کی تسبیح سے گنہ گاروں کی آہ و زاری زیادہ عزیز ہے' قلبی ذاکر دائمی طور پر مریض کی طرح ہوتا ہے کیونکہ نہ اسے خوبصورتی پسند آتی ہے۔ نہ راگ' نہ آواز' نہ مطالعہ علم' نہ دنیا اور ملک سلیمانی اگر اسے کوئی کچھ دیوے' تو بھی وہ متلون نہیں کرتا۔ نہ اسے حکومت پسند آتی ہے۔ اگر زندہ قلب کو دنیاوی بادشاہی دے جائے۔ تو بھی وہ پسند نہیں کرتا۔ "اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور یہ قول حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ مجھے ان جاہل اور احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ جو باوجود اس کے کہ دنیا مردار کی طلب میں کتوں کی طرح مارے مارے پھرتے ہیں پھر بھی قلبی ذاکر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ قلب کی زندگی ذکر' جمعیت' جان' شوق' شفقت' توفیق' تصدیق' صدق' تحقیق' طریقت تحقیق اور طریق انبیاء اور اولیاء کے فقر کا نتیجہ ہے۔ عام لوگوں کو قلب کے زوال کی کیا خبر۔

بر زبان اللہ در دل گاؤ خر
این چنیں تسبیح کے دارد اثر

زبان پر تو اللہ اللہ کا ورد ہو اور دل میں گائے اور گدھے کا خیال تو بھلا ایسی تسبیح سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور وہ کیا اثر کر سکتی ہے۔

جو قلب روشن ضمیر نہیں وہ مطلق محجوب اور بے خبر ہے۔ وہ

قلب نہیں‘ اور نہ یہ خاصہ اس گوشت کے ٹکڑے کا ہے۔ بلکہ قلب ایک وسیع چیز ہے۔ جس میں تمام معرفت جمع ہے۔ اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے روز ازل سے ایسا کشادہ ہے۔ کہ اس میں رحمت الٰہی سما سکتی ہے۔ لیکن وہ رحمت الٰہی میں نہیں سماتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ نگاہ رہتی ہے۔ کیونکہ فیض‘ فضل‘ راز اور رحمت قلب سے ظاہر ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ ذکر کے تین حرف ہیں۔ اور ذاکر کے چار‘ دونوں کے سات ہوئے۔ ان سات حروف کی تاثیر سے ساتوں اعضا پاک ہو جاتے ہیں۔ قبر‘ خاک اور ممات حیات کا درجہ پاتے ہیں۔ اور اسے جانکنی‘ قبر کے عذاب قبر سے نکلنے‘ قیامت کے دن حساب گاہ‘ وزن ترازو‘ نیک و بد اعمال‘ پل صراط سے گزرنا‘ بہشت میں آنا‘ حور و قصور کا دیکھنا‘ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے ”شرابا“ طہورا“ پینا۔ پھر پانسو سال رکوع اور پانسو سال سجود میں رہ کر بقائے رب العالمین سے مشرف ہونا اور دیدار پروردگار میں مستغرق رہنا۔ سب کچھ دکھلایا جاتا ہے۔ طالب جب مراقبہ کرتا ہے۔ تو ذکر کے شروع میں ممات کے یہ چودہ مقامات مراقبہ حیات میں دیکھتا ہے۔ اور جب آنکھ کھولتا ہے۔ تو حیران رہ جاتا ہے۔

حدیث شریف ”اَللّٰھُمَّ زِدْنِی تَحَیُّرًا“ اے پروردگار تو میری حیرت کو زیادہ کر۔ جس وقت اسم اللہ ذات کے تصور کے ذکر کے تجلیات میں غرق ہوتا ہے۔ تو اسے حضور‘ مشاہدہ اور دیدار نصیب ہوتا

ہے۔ تو پھر کسی حال میں قول اور فعل میں ایک ساعت یا لحظہ یا لمحہ کے لئے بھی مشاہدہ ذات سے باز نہیں رہتا۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی موت مرتے ہیں۔ اور زندگی میں زندہ قلب‘ زندہ جان‘ مقدس روح اور مردہ نفس ہوتے ہیں۔ یہ مراتب فنا بقا اور نفسانی خواہشات سے نکلتا ہے۔ اس قسم کا شخص صاحب توفیق‘ تجلی رفیق اور عین العیان ہوتا ہے۔ اور رسم رسوم سے گزر جاتا ہے۔ عارف باللہ فقیر نظار‘ ذکر‘ نفس پر سوار اور ذات پروردگار کا دیدار کرنے والا ہوتا ہے۔ ذاکر بننا آسان کام نہیں بلکہ ذاکر وہ ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ ذات پروردگار کے مشاہدے میں مستغرق رہے اور ظاہر میں مردہ اور باطن میں زندہ ہو۔

قولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی

جو شخص دنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔

باور مکن برمرشدے کاذب جہان
می شود باور بدیدن عین آن

جہان کے کسی جھوٹے مرشد پر اعتبار نہ کر۔ مرشد کامل عین العیان دکھا کر طالب کے یقین کو پختہ کر دیتا ہے۔ (جو ایسا نہ کر سکے اس پر اعتبار نہ کر)

در تصور اسم اللہ ذات بین
تاشود باور تجلی حق الیقین

تصور اسم اللہ میں ذات کو دیکھ تاکہ تجھے اعتبار آئے اور تجھے حق
الیقین حاصل ہو جائے۔

کے تواند بست نقش آب در
مرشد محرم کند مثل خضر

کامل مرشد تو خضر علیہ السلام کی طرح محرم راز بنا دیتا ہے۔ اور جھوٹا
مرشد بھلا پانی پر نقش کیسے جما سکے گا۔ (اگر مرشد کامل ہے تو تو تصور
اسم اللہ میں ذات کو دیکھ سکے گا ورنہ نہیں)

باھو شد مریدے از خدا طالب نبی
تا بتاثیر اسم اللہ شد غنی

باھو خدا کے فضل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید اور طالب
بن چکا ہے اور اسی وجہ سے اسم اللہ کی تاثیر سے باقی ہر شے سے بے
نیاز ہو چکا ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور کے شروع میں ذکر' فکر' توجہ' مراقبہ'
معرفت اور نور توحید اور ذات حق کا دیدار ہوتا ہے۔ جو ذاکر ان صفات
سے موصوف نہیں۔ وہ ذکر و فکر سے رجعت کھا کر دیوانہ ہو جاتا
ہے۔ یا مجذوب ہو کر غضب و غلاظت میں رہتا ہے اگرچہ وہ لوگوں کی
نظر میں صاحب عظمت ہی کیوں نہ ہو۔ مجذوب کشف القلوب باطن
میں معرفت الٰہی سے محروم اور محجوب رہتا ہے۔ عام لوگ مست
مجذوب کو دوست رکھتے ہیں۔

لیکن یاد رہے کہ جو شخص معرفت الٰہی کا انتہائی مرتبہ حاصل کر
لیتا ہے۔ اور نور ذات اور دیدار ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ وہ بدن
پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اور صبح و شام شریعت میں ہی کوشش کرتا
ہے۔ اور کامل بن جاتا ہے۔ اگر کوشش نہ کرے تو ناقص ادھورا اور
ناتمام رہ جاتا ہے۔ جس طالب اللہ کے وجود میں تصور اثر کرتا ہے۔
اسے یکبارگی ولی اللہ' عارف باللہ' فقیر فنافی اللہ یا جامع بقاباللہ کے
مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ تمام انتہائی و ابتدائی مراتب اسم اللہ
ذات میں موجود ہیں۔ یہ بھی مرشد کامل سے نصیب ہوتے ہیں۔

مرشد باشد چنین عامل حضور
طالباں رابرد وحدت غرق نور

مرشد حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا عامل ہونا چاہئے کہ
طالبوں کو لے جا کر نور وحدت میں غرق کر دے۔

قلبی ذکر اور ذاکر چار چیزوں کے متعلق ہے۔ جس میں یہ چاروں
پائی جاتی ہوں وہ ذاکر قلب ہے۔ ورنہ اہل کلب (کتا) قلبی ذاکر کے
چار راہ چار ہمراہ اور چار گواہ ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ مرنے کے بعد
قلب کی زبان کھل جائے اور ذکر الٰہی میں جوش و خروش دکھائے۔
جسے اہل جنازہ اور اٹھانے والے سبھی سنیں۔ یعنی قلب باآواز بلند
یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ کہے۔ اور فریاد و جوش خروش کرے۔

دوسرے یہ کہ اس کی موت' زندگی' کھانا' پینا' مجاہدہ اور خواب

قرب و مشاہدہ الٰہی ہو۔ اور اس کی زبان سیف الٰہی ہو۔

تیسرے اسے ہمیشہ انبیاء اور اولیاء اللہ کی روحوں کی ملاقات نصیب ہو۔ چنانچہ ان سے مصافحہ کرے اور سوال کا جواب باصواب حاصل کر سکے۔

چوتھے دنیا اور آخرت میں لایحتاج اور بے نیاز ہو۔ معرفت الٰہی میں مستغرق اور دونوں جہان میں بے غم ہو۔

اہل کلب بہت ہیں۔ لیکن ان صفات سے موصوف قادری بہت کم ہیں۔ قادری کے بغیر اگر کوئی اور شخص ان صفات سے موصوف ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ سراسر جھوٹا ہے۔

ذاکر قلب کو حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اہل قلب ذاکر کو رب جلیل کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسے وہم وحدانیت کا اور خیال معرفت اور وصال الٰہی کا ہوتا ہے۔ لیکن اس مطلب کے لئے پہلے نفس کو قتل کر پھر بڑی خوشی سے قلب کی زندگی حاصل کر۔ نفس کو قتل کس طرح کرنا چاہئے؟ اس کو قتل کرنے سے معراج نصیب ہوتا ہے۔ مشاہدہ اور معرفت کے معراج کا کونسا طریقہ ہے؟ اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم وجودیہ ہے جس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یعنی آنکھوں سے دیکھ کر نفسانیت کو چھوڑنا اور پھر عین العیان دیکھ لینا ہے۔ یہ اس قلب کے مراتب ہیں۔ جو زندہ ہو۔ اور ذکر الٰہی سے جوش خروش کرے۔ اور گولب خاموش ہوتے ہیں۔ لیکن ذاکر خون

جگر نوش کرتا ہے۔ اور قدرت الٰہی سے الہام سنتا ہے۔ دنیا اور اہل دنیا کی مجلس فراموش کر کے شیطانی وسوسوں اور توہمات کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور ذات حق میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس طرح خطرات آفات اور بلیات سے رہا ہو کر حق تعالیٰ پر نگاہ رکھتا ہے۔ وہ نیک بخت ضرور بالضرور حق رسیدہ ہو کر منظور نظر خدا ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب زندہ قلب کے ہیں۔ انہیں احمق لوگ جو تیلی کے بیل کی طرح ہیں۔ کیا جانیں

زندہ قلبی قلب دانی از کجا
دست بیعت کردہ با مصطفیٰ

کیا تو جانتا ہے کہ زندہ قلبی اور دل کے راز سے آگاہی کہاں سے ملتی ہے یہ دولت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

زندہ قلبی قلب دانی از کجا
از نظر منظور وحدت باخدا

زندہ قلبی اور راز دل سے آگاہی کے لئے وحدانیت خداوند کا منظور نظر ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

زندہ قلبی قلب دانی از کجا
باطنش معمور کلی دل صفا

باطن معمور ہونا اور دل کو ماسوی اللہ کے خیال سے پاک کر دینا ہی

زندہ قلبی اور رازِ دل سے آگاہی کا سبب بنتا ہے۔

زندہ قلبی قلب دانی از کجا
قلب دانی زان ذکر واز کبریا

زندہ قلبی اور راز دل سے آگاہی کی دولت ذکر کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ملتی ہے۔

زندہ قلبی قلب دانی از کجا
اہل قلبش باادب شد باحیا

زندہ قلبی اور راز معرفت سے آگاہی کی ایک علامت یہ ہے کہ زندہ دل باادب اور باحیا ہو جاتا ہے۔

زندہ قلبی قلب دانی از کجا
زندہ قلبش باز دارد از ہوا

زندہ قلبی اور راز دل سے آگاہی حاصل کر لینے والے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ زندہ دل اس کو حرص و ہوائے نفسانی اور معصیت سے باز رکھتا ہے۔

باہو کے بود این زندہ قلبی خرس خر
طالب دنیا کہ بر درے نظر

اے باہو! یہ ریچھ اور گدھے بھلا کیسے زندہ دل اور راز دل سے آگاہ ہو سکتے ہیں جن کی نظر ہر وقت متاع دنیا اور جلب زر پر لگی رہتی ہے۔

وہ لوگ زندہ قلب نہیں جن کے دل غلاظت اور خون سے پر ہیں اور ان کی زبان انانیت سے آلودہ ہے۔ ان لوگوں کے مراتب زبوں ہیں۔ زندہ قلب تو خدا رسیدہ ہوتے ہیں۔ اور ان کی زندگی ہی خدا سے ہوتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو عین العیان دیکھ لیتے ہیں۔ کامل قادری غرق فی التوحید' علوم میں قوی اور قلبی قوت والا ہوتا ہے۔ انہیں اسرار ربی معلوم ہوتے ہیں۔ حضوری مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ ان کے ظاہر و باطن وجود' قالب اور قلب سب پاک ہوتے ہیں۔ صاحب قلبی ذاکر کی بڑی پہچان یہ ہے۔ کہ اس کے دل سے ماسوے اللہ کے خیالات مٹ جاتے ہیں۔

سنو! ایک روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گزر قبرستان میں سے ہوا۔ تمام روحوں نے التجا کی۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سالہا سال سے ہم عذاب میں مبتلا ہیں۔ آنحضرتؐ سن کر حیران رہ گئے بلکہ آنسو جاری ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد جناب مسکرائے اور روئے مبارک پر مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ یاحضرت اس رنج و غم اور ہنسی خوشی میں کیا حکمت تھی۔ فرمایا جب میں قبرستان میں داخل ہوا۔ تو تمام روحوں نے شکایت کی کہ ہم عذاب میں مبتلا ہیں۔ میں ان کے عذاب کی وجہ سے حیران تھا۔ کہ اتنے میں کوے نے کسی ذاکر قلبی کی ہڈی لا کر قبرستان میں پھینک دی۔ جس سے ان پر سے عذاب ٹل گیا۔ اور یہ قبرستان

گلشن و گلزار بن گیا۔

قلب بالا عرش قالب زیر خاک
احتیاج نیست قبرش جان پاک

فقیر کا قلب یعنی دل تو عرش پر ہوتا ہے اور اس کا جسد خاکی مٹی کے نیچے۔ اس کی پاک جان کو قبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

گم قبر گم نام بے نام و نشان
جثہ را باخود برند در لامکان

ان کی قبر بھی گم ہوتی ہے اور گمنام اور بے نام و نشان رہتے ہیں اور اپنے جثہ کو اپنے ساتھ ہی لامکان میں لے جاتے ہیں۔

باہو بہراز خدا این رہنماء
این مراتب یافتند از مصطفیٰ

اے باہو! خدا کے لئے یہ راہ دکھلا۔ یہ مراتب وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حاصل کرتے ہیں۔

اگر راہ باطنی کے سلک سلوک میں اس قسم کی نعمت عظمیٰ سعادت کبریٰ معرفت توحید' قرب خدا' مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر ایک نبی اور ولی کی روح سے مصافحہ کرنا' مقام ترک' توکل' ذکر' فکر' حضور باطن معمور' تجرید' تفرید' تصور' تصرف' فنا' بقا اور توفیق باتحقیق نہ ہوتی۔ تو سب کے سب سالک گمراہ ہوتے یہ یقینی امر ہے۔ کہ نفس پرست بکثرت ہیں۔ اور خدا پرست کم۔ اس گوشت کے

لوتھڑے کو قلب نہیں کہتے۔ یہ تو ہفت اندام کا لباس ہے۔ جو قلب خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اور اس میں اخلاص پایا جاتا ہے۔ وہی قلب سلیم ہے۔ ایسا دل بجق تسلیم اور شیطان لعین سے فارغ ہے۔ قلب پانچ مقامات سے تعلق رکھتا ہے۔ مشاہدہ بے مجاہدہ' راز بے ریاضت' محبت بے محنت' بے تکلف اور بے تقلید استغراق فی التوحید ۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عارف باللہ مرشد کی عنایت سے حاصل ہوتی ہیں۔

حدیث شریف۔ "غَمِّضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ" اے علی آنکھیں بند کرکے اپنے دل میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سن۔

دو چشم خویش رابر بند چون باز
درونت تادہد گم گشتہ آواز

باز کی طرح اپنی دونوں آنکھوں کو بند کرلے تاکہ تجھے اندر سے گم گشتہ آواز سنائی دے۔

دو چشم باعیانی راز گردد
بہ ظاہر باطن جان باز گردد

دو آنکھیں وہ بظاہر بند کرلیتا ہے مگر در باطنی وہ غوروخوض کرکے اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے جان کی بازی لگا دیتا ہے۔

چو ظاہر باطنش باعین بیند
بآن بیند بلوہم خود نشیند

جب اس کا ظاہر و باطن آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ دیکھتا ہے اور اسی کے ساتھ ہی بیٹھتا ہے۔

کسے منکر شود زین راز فی اللہ
ہر آن کافر شود نَعُوْذُ بِاللّٰہِ

جب کوئی اللہ تعالیٰ کے اس راز کا منکر ہو جاتا ہے تو وہ اس وقت کافر ہو جاتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ

جس کا ظاہر باطن ہو جائے اور باطن ظاہر ہو جائے۔ اس کا ظاہر و باطن اسم اللہ ذات اور اسم اعظم کی برکت اور کلمہ طیبہ کی برکت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس پر حالات منکشف ہونے لگتے ہیں۔ کیونکہ اگر قلب پاک ہو تو وہ نفس پر غالب ہوتا ہے۔ ایسے شخص کا مراقبہ اور خواب بے حجاب اور عین العیان ہوتے ہیں۔ اس کے ساتوں اعضاء بمنزلہ دو آنکھوں کے ہو جاتے ہیں۔ یعنی نفس، قلب، جسم، روح جثہ وغیرہ نور ہو کر توفیق الٰہی کی دو آنکھوں کا کام دیتے ہیں۔ اور ساتوں اعضا بذات خود سر ہو جاتے ہیں۔ جب یہ کیفیت ہو جائے۔ تو انسان کامل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی حجاب نہیں رہتا۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے عین العیان دیکھ لیتا ہے۔ اور اسے قرب الٰہی

نور ذات اور اعمال بے مثل و بیمثال بغیر مراقبہ و خواب نصیب ہوتے ہیں۔ جتنا شعور زیادہ ہو گا۔ اتنا ہی رویت ربوبیت کا مشاہدہ زیادہ ہو گا۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں۔ جو عین العیان یکتا اور غرق فی اللہ ہو۔ یہ مراتب روز ازل ہی سے عطا ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ فقر کے دو مقام ہیں۔ ایک مقام عبرت دوسرے مقام عین، مقام عبرت والا فقیر مبتدی ہوتا ہے۔ اور جو کچھ مراقبہ میں دیکھتا ہے۔ اسے ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ اور جان بلب ہو کر دن رات افسوس کرتا ہے۔ ان میں سے بعض تو نہایت افسوس کی وجہ سے دیوانہ اور مجنون ہو کر رجعت کھاتے ہیں۔ اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔ مقام عین والا منتہی ہوتا ہے۔ اسے ظاہر و باطن ساری چیزیں عین بعین دکھائی دیتی ہیں۔ کیونکہ ایسے شخص کے لئے مراقبہ یا خواب محض حجاب ہے۔ پس معلوم ہو کہ صاحب عبرت کو قدرت و قرب الٰہی سے الہام ہوتا ہے۔ اور صاحب عین اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔ صاحب الہام کو فقر عین کی امید ہوتی ہے۔ جو شخص فقر عین کے مرتبے پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے قبضے میں آ جاتا ہے۔ وہ ازل، ابد، دنیا اور عاقبت کی قیود سے بری ہو جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ عین العیان فقر کی نگاہ مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا، مقام عقبیٰ اور حور و قصوور اور بہشت سے گزر کر لقائے الٰہی سے مشرف ہونے کے مقام پر جا ٹھہرتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے

دیدار کے سوا اور کسی چیز کی طرف نہیں دیکھتا۔

خوش ببیں دیدار را باعین ذات
ہر مقامش دنیا واز عقبیٰ نجات

خوشی کے ساتھ عین ذات کے دیدار میں مست اور محو ہو جا اور دنیا اور عقبیٰ کے تمام مقامات سے نجات حاصل کر لے۔

ہر کہ فی اللہ غرق شد اہل از کرم
ہر کہ بیند غیر حق ہم بت صنم

طالب حق کرم ربانی سے غرق فی اللہ ہو جانے کے بعد غیر حق میں سے جو کچھ بھی دیکھتا ہے اسے بت اور صنم سمجھ کر اس سے نفرت کرتا ہے۔

باہو نظر بر دیدار شد دیدار شد
ہر کہ غیر او بہ بیند خوار شد بس خوار شد

اے باہو! جو دیدار کا طالب ہوتا ہے اسے دیدار نصیب ہوتا ہے اور جو ماسوی اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے وہ خوار ہوتا ہے ہاں ضرور خوار ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ جب قلب اللہ تعالیٰ کے نام سے جنبش کرے اور کلمہ طیب پڑھے تو پھر اس سے دنیا اور آخرت کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ مجھے ان نادانوں پر بڑا تعجب ہے۔ جو دم بند کر کے اس گوشت کے ٹکڑے کو حرکت دیتے ہیں۔ اور خام تفکر کے ساتھ معرفت الٰہی

سے بے خبری کو وصال کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سینے' شکم اور دماغ میں فلاں مقام سر ہے۔ فلاں مقام خفی' اور فلان مقام مخفی اور یہ مقام قلب' یہ مقام روح' یہ مقام نفس' یہ مقام قربانی اور یہ مقام سلطانی ہے۔ ایسے لوگ خام خیال اور بے تفکر اور بے احوال ہیں۔ وہ رحمانی باطنی مقامات اور دنیاوی اور شیطانی خطرات میں تمیز نہیں کرتے۔ ایسے لوگ ہرگز ہرگز اہل قلب کہلانے کے مستحق نہیں۔ بلکہ بے توحید اور اہل کلب ہیں۔ اور بسبب تقلید طالب دنیا ہیں۔

شرح ذکر توحید

اہل توحید صاحب ہدایت' غنایت اور تحقیق ہوتے ہیں۔ اور اہل تقلید صاحب دنیا' اہل شکایت اور مشرک ہوتے ہیں۔ واضح رہے۔ کہ تقلیدی ذکر' مرشد خام صاحب تقلید اور سکر اور ذکر کی گرمی سے وجود میں مستی پیدا ہوتی ہے۔ اور فکر سے فضیحت اور انانیت' اس کی ابتدا نفس اور شیطان رجیم سے ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں انانیت اور حرص و ہوا ہے۔ یہ دونوں مراتب دیوانگی اور مستی قلبی ذکر اور سیدھی راہ چلنے سے باز رکھتے ہیں۔ نیز طریقت بحق تسلیم اور رحمت و قرب الٰہی سے باز رکھتے ہیں۔ جب تک ذاکر اللہ تعالیٰ کا منظور نظر نہ بنے تب تک اس پر ذکر ثابت نہیں ہوتا۔ اور جب تک وہ اسم اللہ ذات کے تصور سے معرفت' تجلیات' توحید اِلَّا اللّٰہُ' مراقبہ استغراق' مجلس نبوی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل نہ کرے تب تک اس پر ذکر کا اثبات نہیں ہوتا۔ ذاکر کی ابتدائی زندگی مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے۔ جس میں یہ دونوں باتیں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ذکر الٰہی کی راہ سے بے خبر ہے۔ کیونکہ ظاہری و باطنی درجات فقط یہی دونوں چیزیں ہیں۔ جو باشعور اہل علم کے نصیب ہوتی ہیں۔ جاہل اس راہ پر چل ہی نہیں سکتا۔ وہ کج رفتار اور بد آثار ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہری دوسری باطنی۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ شیطان علوم ظاہری کا بڑا جید عالم تھا۔ ظاہری پڑھنا شیطانی ورد کو رفع کرتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معرفت اور توحید کا علم حاصل تھا۔ اوور وہ اس علم کے عالم تبحر تھے۔ علم باطنی پڑھنے سے معرفت میں معراج، قرب حق اور جمعیت جان حاصل ہوتی ہے۔ اور دونوں جہان کا امیر بن جاتا ہے۔ اور عین العیان سے دونوں جہان کا تماشا دیکھتا ہے۔ جو شخص ظاہری علم، شیطان اور نفس کا مخالف ہو کر باطنی علم حاصل کرتا ہے۔ وہ عالم، عامل اور ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ جو شخص علم باطنی اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سے ظاہری علم، نص، حدیث، تفسیر حاصل کرتا ہے۔ وہ فقیر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ ظاہری علم استاد سے اور باطنی مرشد سے طلب کرنا چاہیئے۔

بشرطیکہ مرشد صاحب راز ہو اور اسے حَیٌّ قَیُّوْمٌ کے علم سے پوری پوری واقفیت ہو۔ اور وہ قرآن شریف کے مطابق دنیا نفس اور شیطان کا دشمن ہو۔ عالم رشوت لیتا ہے۔ ریا کرتا ہے۔ اور اگر عامل نہیں تو شیطان کے موافق اور قرآن کے مخالف ہے۔ دنیا، نفس اور شیطان کا دوست ہے۔ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کا دشمن ہے۔ اور مجلس نبویؐ سے دور ہے۔ تو کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ کو یاد کر اور بیہودہ اور باطل چیزوں اور رشوت کی ترک کر۔ معرفت الٰہی اور حق اختیار کر۔ پھر تجھے قرب حق لور مراتب قلب نصیب ہونگے۔ یہ باتیں غوث اعظم شاہ عبدالقادر گیلانی کے مریدوں کو نصیب ہوتی ہیں۔

مرید قادری کو پانچ باتوفیق طریقے نصیب ہوتے ہیں۔ اول اویسی کہ اسے ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کو تلمیذ الرحمٰن (اللہ تعالیٰ کا شاگرد) کہتے ہیں۔ دوسرے تلمیذ النبی عارف باللہ قادری ہوتا ہے۔ تیسرے سروری قادری ولی اللہ ہوتا ہے۔ چوتھے قادری سروری، قطب الاقطاب، غوث بے حجاب اللہ بے حجاب خلق اللہ، راہنما، صاحب ارشاد جاودانی، کامل، مکمل اکمل، جامع نور الہدیٰ اور فنافی اللہ ہوتا ہے۔ پانچویں صاحب ورد صاحب تلاوت، قائم اللیل، صائم الدہر صاحب ذکر جہر اور ہمیشہ نفس پر غالب و قاہر ہوتا ہے۔ جو شخص چار پردوں اور بتیس مراتب میں رہتا ہے۔ اسے شیطان ان

پردوں اور مراتب میں خراب کرتا ہے۔ اور جوان سے گزر جاتا ہے۔
وہ فقیر فی اللہ' نفس پر امیر اور نور بن جاتا ہے۔ اور حجاب ازل سے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" اور "قَالُوْا بَلٰی" کی آواز سنتا ہے۔ نور ذات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ حضوری راز دیکھتا ہے۔ اور ماسوے اللہ کی طرف نگاہ نہیں کرتا۔ جس طرح وہ ترک توکل اور توحید کے ذریعے دنیاوی حجابوں سے نکلتا ہے۔ اسی طرح بلاحساب و بلاعذاب ابد کے پردوں سے نکل جاتا ہے۔ نیز اسی طرح حور و قصور کے تماشے سے درگزر کرکے فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور دیدار الٰہی کرتا ہے۔ پھر فیض حق اور فرحت روح اسے حاصل ہوتی ہے۔ اس کا نفس مرجاتا ہے۔ قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اور مشاہدہ اسرار کی قوت اس میں آ جاتی ہے۔ فقیر' حقیقی' تحقیقی' صدیقی' تصدیقی' بحق رفیق' جوہر نور' منظور نظر الٰہی اور حاضر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوتا ہے۔

فقر در ذات است شد در ذات نور
ہر کہ بیند روئے فقرش شد غفور

فقر ذات میں ہی ہوتا ہے اور ذات میں ہی جا کر ختم ہو جاتا ہے جو فقر کا منہ دیکھ لیتا ہے فقر اس کو اپنے میں مکمل طور پر جذت کرکے ڈھانپ لیتا ہے۔

ے شناسد ذات ذات از نظر
خوش نیاید فقر را این سیم و زر

ذات کو ذات نظر سے ہی پہچان لیتی ہے۔ فقر کو یہ سیم و زر اور مال و دولت اچھے نہیں لگتے۔

قادری فقیر کا طریقہ تمام طریقوں پر غالب ہے۔ فقیر وہی ہے۔ جو کشف و کرامت سے گزر جائے۔ کیونکہ اس میں تکبر' خود پسندی' ننگ و ناموس اور دنیاوی شہرت و شور و غوغا ہے۔ فقیر وہ ہے۔ جو مجاہدہ سے گزر کر مشاہدہ' معرفت اور قرب حق تک پہنچے۔ فقیر وہ ہے۔ جو نفس قلب اور روح کے درجات سے نکل کر فنافی اللہ اور فنافی التوحید کے مقام پر پہنچے۔ جو شخص یہ سارے مقامات طے کرلیتا ہے۔ اس کا وجود پختہ اور فقر حی کے مراتب کے لائق ہو جاتا ہے۔ اسے پھر ورد وظائف' تلاوت' ذکر' فکر' مراقبہ' مکاشفہ' مجاولہ' محاربہ اور استغراق کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ ہر مرتبے کو چھوڑ دیتا ہے۔ پھر اس کی آنکھ کھلتی ہے۔ اور لامکان پر پہنچ کر عین العیانی ہو جاتا ہے۔

ہر پردہ را دریدم عین العیانی رسیدم
خوش لامکان بدیدم عارف فقیر باللہ

میں نے ہر پردہ کو پھاڑ دیا اور عین العیانی تک پہنچ گیا میں نے لامکان کو خوشی کے ساتھ دیکھا میں عارف باللہ فقیر ہوں۔

بافقر من فقیرم ہم شاہ ہم امیرم
بامرشدے باپیرم عارف فقیر باللہ

میں فقر کے ساتھ فقیر ہوں میں اس فقر کی وجہ سے غنی اور بے نیاز ہو

کر بادشاہ بھی ہوں اور امیر بھی میں مرشد اور پیر کے ساتھ عارف باللہ فقیر ہوں۔

گشتم زنفس فانی گذشتم زجسم جانی
رفتم بلا مکانی عارف فقیر باللہ

میں نے اپنے نفس کو فنا کر دیا اور جسم و جان سے بے نیاز ہو گیا میں لامکان تک پہنچ گیا میں عارف باللہ فقیر ہوں۔

واضح رہے کہ ہر قسم کی طاعت توفیق الٰہی سے ہے اور مقامات کا طے کرنا طریق تحقیق سے ہے۔ اپنے آپ سے فانی ہونا۔ اور عین بعین حق رسیدہ ہونا تجلی رفیق ہے۔ جو شخص صفات کے تمام مراتب طے کر کے ذات میں فانی ہو۔ اس کی زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے مراتب کامل قادری کو نصیب ہوتے ہیں۔ فقیر وہی ہے۔ جو ذکر، فکر، مذکور، مشاہدہ، حضور، انانیت اور غرور سے گزر کر ہمیشہ غرق فی النور ہے۔ کہ وہاں پر علم عار ہے۔ قاری بے خبر ہے۔ اور اسم میں مشغول ہونا بے شعوری ہے۔ اور ہمیشہ حضور میں رہنا ہشیاری ہے۔ عقل و شعور کی حضوری میں گنجائش نہیں۔

نہ آنجا حضورش ذکر مذکور
فنانی نور توحید فی النور

اس جگہ حضوری کا کیا ذکر و مذکور نور توحید میں غرق ہو کر فنا فی النور ہو گیا۔

چو اول نور آخر نور گردد
بجز نورش حضورش رانو رزد

جب اول و آخر نور ہی نور ہو گیا تو وہاں اس کے نور کے علاوہ کوئی چیز موجود نہ رہی۔

در آید ذات فی اللہ ذات دانی
صفاتش در نگنجد لامکانی

ذات ذات میں فنا ہو گئی اب اس کی صفات لامکان میں نہیں سما سکتیں۔

نہ آنجا علم رسم و حرف خوانی
عیانی نور فی اللہ عین عیانی

اس جگہ رسمی علم اور حروف کو پڑھنا نہیں ہوتا بلکہ عیانی نور فنا فی اللہ عین العیانی ہو جاتا ہے۔

ماضی، حال اور مستقبل کے حالات معلوم کرنا نجومیوں کا کام ہے۔ فقیر وہی ہے جو نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازوال میں مستغرق رہے۔ اور نور فی اللہ اور کل الوصال میں مستغرق رہے اور نور شیخ میں مستغرق رہے۔ ایسا شخص ہی کامل، عارف باللہ اور صاحب قرب الٰہی ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

ظاہری و باطنی طریق کی تشریح

واضح رہے کہ تمام صاحب کشف و کرامات، تمام علمائے عامل،

تمام مرشد کامل، تمام پیر مکمل، تمام عارف اکمل، تمام اولیائے جامع، تمام ولی ہدایت نور الہدیٰ، تمام واصل مقرب الحق، باطن صفا، تمام قطب الاقطاب، تمام غوث الارباب، تمام ذاکر با ذکر، فکر صاحب مذکور، تمام اہل مشاہدہ غرق نور ذات حضور، تمام ابدال، تمام اوتاد، تمام اخیار، تمام سچ بولنے والے، حلال کھانے والے، تمام صاحب ذوق، دیدار الٰہی کے متلاشی و متوجہ، تمام اہل الہام، تمام اہل مجلس و ملاقات انبیاء و اولیاء اللہ، تمام حقیقی طالب، تمام اہل محبت جو فی سبیل اللہ جان تک قربان کرتے ہیں۔ تمام اہل تقویٰ، تمام اہل فتویٰ، تمام رات کو جاگنے والے اور ہمیشہ روزہ رکھنے والے، تمام غزا وجہاد کرنے والے، تمام اہل سخاوت و کرم جو ہمیشہ فی اللہ مال خرچ کرتے ہیں، تمام عاشق، تمام تن جلے، تمام اہل خوف۔ جو روتے رہتے ہیں۔ اور ان کی جان کباب رہتی ہے۔ اور تمام درویش سب کے سب فقر لازوال کے ابتدائی مراتب کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

ولایت اور فقر فنافی اللہ کے مختلف درجات کی تشریح

جب آدمی اللہ تعالیٰ میں مشغول ہو کر زبان نفس، قلب، روح اور سر کا ذکر کرتا ہے۔ اور وصال الٰہی کی خواہش کرتا ہے۔ تو ذکر الٰہی کی وجہ سے بہ سبب صفائی اس کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ کہ اے میرے بندے جو کچھ تو چاہتا ہے۔ مانگ۔ میں تجھے دوں گا۔ اس وقت بعض غوث کا مرتبہ پسند کرتے ہیں، بعض قطب کا، بعض ولی کا اور بعض مرشد کا، بعض طبقات کی سیر کا تاکہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھ سکیں۔ گویا ہر ایک کے لئے فرداً فرداً انتہائی مراتب ہیں۔ لیکن فقیر منجم کے ان مراتب کو پسند نہیں کرتا۔ پس جس وقت فقیر کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندے تو مانگ میں تجھے دوں گا۔ تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! میں ان درجات میں سے کچھ بھی نہیں چاہتا۔ میں تو فقط تیری ذات کا طالب ہوں۔ اور تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ عین کرم و لطف سے فرماتا ہے۔ اے میرے بندے! میں نے تجھے فقر، قرب، معرفت، مشاہدہ، راز بے مجاہدہ، توحید بے تقلید، مقام جامع جمعیت یعنی نور الہدیٰ اور سلطان الفقراء بخشا اور تجھے عارف کیا۔ جیسا کہ اس حدیث قدسی سے معلوم ہوتا ہے۔ حدیث قدسی

"مَنْ عَرَفَنِیْ عَشَقَنِیْ۔ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلَیَّ دِیَتُہٗ وَاَنَا دِیَتُہٗ"

جس نے مجھے طلب کیا پا لیا۔ جس نے مجھے پا لیا مجھ سے محبت کی۔ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے مجھے پہچان لیا۔ جس نے مجھے پہچانا وہ مجھ پر عاشق ہوا۔ جو مجھ پر عاشق ہوا۔ اس کو میں نے قتل کیا۔ جس کو میں نے قتل کیا۔ پس اس کا خون بہا میرے ذمے ہے۔ اور میں اس کا خون بہا ہوں۔

نیز اس آیت کریمہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔"

ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اور وہی عمدہ وکیل ہے وہ بہترین مالک اور اچھا مددگار ہے۔ جو شخص ان مراتب پر نہیں پہنچتا وہ مقام نعم البدل کو تحقیق نہیں کر سکتا۔ اس لئے رجعت کھا کر دیوانہ اور مجذوب ہو جاتا ہے۔ جس نے نعم البدل کو پا لیا۔ اس نے تمام مقامات کو اپنے قبضے میں کر لیا۔

ہر • حقیقت مے شناسد از خدا
دائمی ہم صحبت با مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ سے ہر حقیقت کو پہچان لیتا ہے اور ہمیشہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں حاضر رہتا ہے۔

جو شخص فقر کے اس انتہائی مقام پر پہنچتا ہے۔ وہ بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اور دن رات شریعت میں کوشش کرتا ہے۔ جو شخص معرفت الٰہی میں یگانہ ہو جاتا ہے۔ وہ مجذوب یا دیوانہ نہیں

ہوتا۔ اور سوائے ذات حق کے کسی اور مقام کی طلب نہیں کرتا۔ ورد ذکر کا محتاج ہے۔ جس طرح کہ دعوت اور ذکر فکر کے محتاج ہیں۔ فکر فنائے نفس کو کہتے ہیں۔ مذکور کو حضور کی ضرورت ہے۔ جس طرح کہ تجلیات ذات اور اہل حضور تصور کے محتاج ہیں۔ اور صاحب تصور کو تفکر کی ضرورت ہے۔ اور صاحب تفکر توجہ کا محتاج ہے۔ صاحب توجہ دلیل کا محتاج ہے۔ اور صاحب دلیل کو خیال کی ضرورت ہے۔ اور صاحب خیال کو وہم کی حاجت ہے۔ اور صاحب وہم کو آگاہ کی اور آگاہ کو اسم اللہ ذات کے تصرف کی۔ بس یہ انتہا ہے۔ اس سے ذات و صفات کے مقامات مدنظر رہتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جس کے سبب ہزار سالہ راہ ایک دم میں طے کر کے قرب الٰہی تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور یہ وہ مقام ہے جو وہم و گمان کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس کو مکان لاحد کہتے ہیں۔ جو اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ فقر کو پورا کر لیتا ہے۔ لیکن فقیر کے طالب کو ابتدا میں ہی نصیب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے ہی روز اسم اللہ ذات کے تصرف سے ولایت قلب میں داخل ہوتا ہے۔ جو طالب اللہ ولایت قلب میں آتا ہے۔ اسے دونوں جہان اس طرح دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے مچھر کا پر۔ جہاں پر بیٹھتا ہے دونوں جہان کا تماشا ہاتھ کی ہتھیلی پر یا پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ فقیر ہمیشہ مقام لاہوت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جب طالب اللہ ولایت قلب اور تماشائے کونین وغیرہ کو اپنے تصرف اور قبضے میں لا کر طے

کرتا ہے تو اس کا وجود پختہ اور زندہ ہو جاتا ہے۔ پھر اسم اللہ ذات کے حاضرات سے عطائے الٰہی کے ملک میں آ کر ولایت قلب اور دونوں جہان کا تماشا مچھر کے پر کی طرح دیکھتا ہے۔ جب فقیر ان دونوں پر غالب آ جاتا ہے۔ تو تقریبا ہر ایک مرتبہ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ فنائے نفس پر منحصر ہے۔ فقیر کا مرتبہ فنافی التوحید ہوتا ہے۔ وہ ریا اور تقلید سے فارغ ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے مشرف اور اس کا منظور نظر رہتا ہے۔ فقیر کے مراتب یقینی ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ذات الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔ اور دیدار سے مشرف رہتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ"

جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی اسی طرح احسان کر۔ فقیر کا ابتدائی علم فقہ، فنائے نفس، علم عربی، تفسیر، فضیلت اور فیض ہے۔ اور انتہا علم توحید، معرفت اور فضل ہے۔

قولہ تعالیٰ "وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ"

(ترجمہ) جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

پس معلوم ہو کہ علم فقہ اور علم فضیلت نفس کو مطیع کرنے کی خاطر ہیں۔ لیکن نفس سرکش سوائے علم توحید و تصرف کے مطیع نہیں ہوتا۔ توجہ، معرفت، تفکر، تصور، تصرف اور اسم اللہ ذات کی مشق

وجودیہ مرقوم سے زندہ قلب ہو جاتا ہے۔ اور دنیا اور آخرت میں زندہ رہتا ہے۔ عارف فقیر سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ جو صاحب مراقبہ مراقبہ کے وقت دیکھتا ہے اور اس کی نگاہ لامکان پر ہوتی ہے۔

باھو ہر کہ ایں جا میرسد فقرش تمام
آنچہ باشد غیر حق اہل از اصنام

اے باھو! جو اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اس کو فقر مکمل حاصل ہو جاتا ہے اور جو کچھ غیر حق ہے وہ اہل اصنام میں سے ہے۔

باھو در توحیدش ذات آید نورشد
نور با نورش رسد مغفور شد

اے باھو اس کی توحید میں جب ذات فنا ہوتی ہے تو نور ہو جاتی ہے اور نور مخلوق نور خالق میں فنا ہو کر چھپ جاتا ہے۔

عارف ولی اللہ فقیر کو قدرت الٰہی سے الہام ہوتا ہے۔ اور وہم، خیال اور دلیل کے ذریعہ معرفت، قرب اور وصال حاصل ہوتا ہے۔ اور اسے مقام عین العیان اور لامکان حاصل ہوتے ہیں۔ یہ مراتب جمعیت جاودانی کے ہیں فقر کیا ہے؟ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہونا اور اولیاء اور انبیاء علیہم السلام کی روحوں سے مصافحہ کرنا، تمام مومن مسلمانوں کے ارواح سے ملاقات کرنا اور ہمیشہ اسم اللہ ذات کے تصور میں غرق رہنا ہے۔ اور مشاہدہ معرفت اور حضور

میں مصروف، فقیر مراتب قرب سے دور ہوتا ہے اس لئے کہ مراتب قبور از مراتب حضور پختگی، پاکیزگی، جمیعت اور وسیع حوصلے والے کے ہاتھ آتے ہیں۔ فقیر کا وجود لامکان اور غرق فی التوحید ہوتا ہے۔ فقر فی التوحید اور توحید فی الفقر اور مبدل فی اللہ اسی بات کا نام ہے۔ فقر کے مراتب لامکان پر پہنچنا اور مغفور جان ہونا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ "لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ"

تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے سب سے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اسے فقر کے سبب ہر ایک مقام نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ لامکان میں آتا اور غرق فی التوحید ہوتا ہے۔ طالب اللہ لایزال اور بے مثال اور بے مثل ملک میں آتا ہے۔ کیونکہ فقر کے مراتب میں داخل ہے۔ کہ وہ لامکان میں آئے۔ جو وہم، فہم، عقل، نقل اور تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا طالب توحید میں غرق اور لامکان میں رہنے والا ہوتا ہے۔ وہ جمیعت کل اور توجہ سے ہر مشکل کو حل کرنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ یا تو اس کی جان لامکان میں ہوتی ہے۔ یا یہ لامکان جان کے نور میں ہوتا ہے۔ اگرچہ طالب اللہ ان دونوں مرتبوں کو جانتا ہے۔ اور غرق فی التوحید رہتا ہے۔ لیکن ظاہر و باطن کی مثال نہیں دے سکتے۔

آیت کریمہ قولہ تعالیٰ "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔"

اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔

اور اس آیت کے بموجب جان کا نور اور لامکان ایک ہو جاتے ہیں۔

آیت کریمہ قولہ تعالیٰ۔ "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ"

اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں تم ہو۔ یہ مراتب لامکانی فقیر کے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔"

اور وہ تمہاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے۔ اور یہ مراتب بھی لامکانی فقیر کے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔"

اور ہم اس سے شاہرگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ یہ مراتب بھی لامکانی فقیر کے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ"

جدھر تم رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔ سلک سلوک کی چابی فقر کی ابتدا و انتہا اور مکان و لامکان فقر حسب ذیل مشق وجودیہ مرقوم ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔
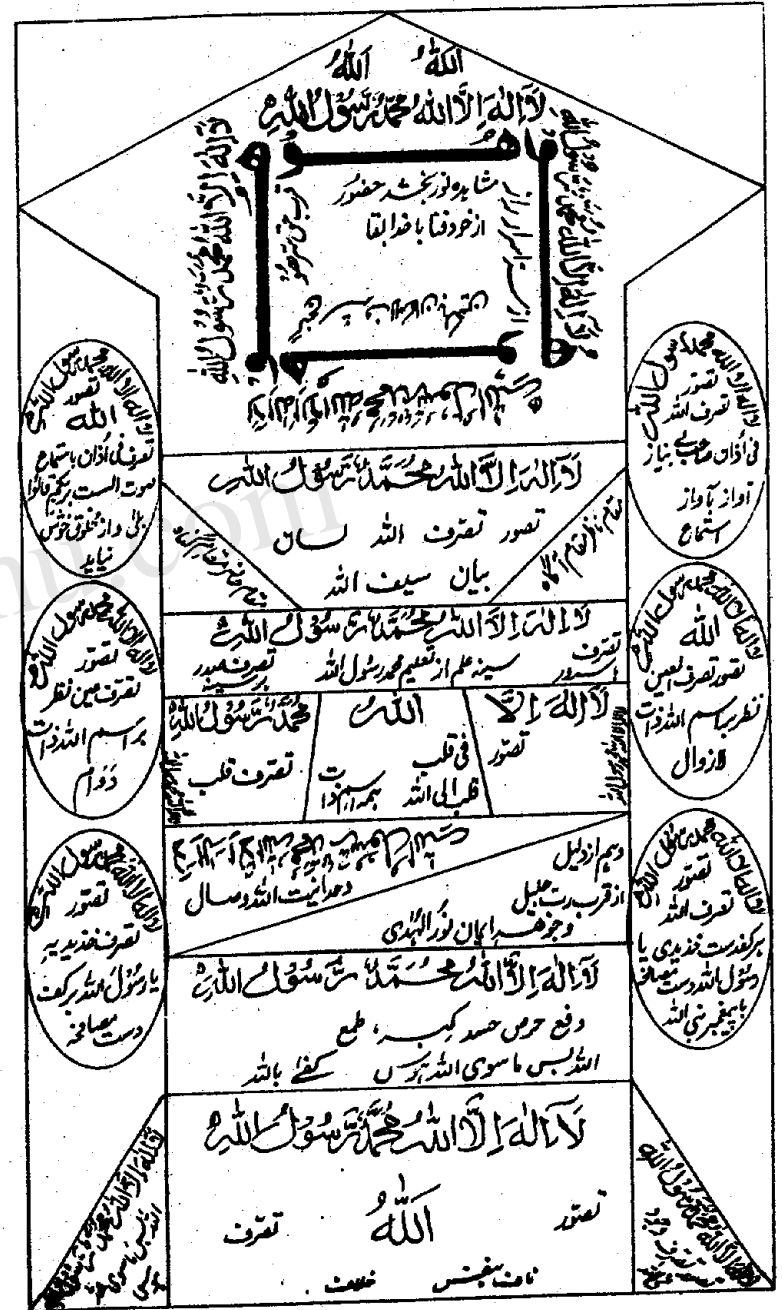
مرشد دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک مردک (مردوا) دوسرا مرد۔ مردک وہ جو دن رات مجاہدہ کرائے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان سے جنگ کرائے۔ مرد مرشد وہ ہے کہ جو غازیوں کی طرح اسم اللہ کے تصور کی تلوار سے دشمنوں کے سر جدا کر کے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بے کھٹکے ہو جائے۔ یعنی ذات و صفات کے اسی کروڑ تیس لاکھ اور ستر مقامات ایک دم اور ایک قدم میں اس دائرہ سے طے کرے۔ اور زندہ وجود ہو جائے۔ جو مرشد اس مقام پر پہنچا دے۔ وہ کامل اور تمام ہے۔ اور جو مشق وجودیہ نہیں جانتا۔ وہ معرفت سے بے خبر اور خام خیال ہے۔ ورد و وظائف کے مراتب معرض زوال میں ہیں۔ جو شخص اس دائرہ وجودیہ میں آتا ہے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور مشرف بہ لقاء الٰہی ہوتا ہے۔ جس کے وجود کو بقا نہیں وہ لقائے و معرفت الٰہی سے ہستی پاتا ہے۔ اے احمق قرآن شریف میری حجت ہے۔ جیساکہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ

اِنَّ قُرْاٰنَ حُجَّتُہُ اللّٰہِ عَلَی الْخَلَائِقِ۔

بے شک قرآن شریف خلقت کے لئے حجت الٰہی ہے۔ جو شخص دنیا میں آثار قدرت نہیں دیکھتا وہ قیامت کے دن بھی اندھا ہی رہے گا۔ تمام مقامات مجمل طور پر جمعیت میں ہیں۔ اور مقام جمعیت اس دائرے میں ہے۔

گر نبودے وجود اصل خدا
کے رسد بنام وصل خدا

اگر اللہ تعالیٰ واجب الوجود نہ ہوتا تو اس کے نام سے واصل باللہ کے مرتبے کو کون پہنچ سکتا۔

جب واصل باللہ اور غرق فی وحدانیت اور غرق فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور دریائے محیط میں غوطہ لگاتا ہے۔ تو پھر باہر آنے پر اس کی مثال قائم نہیں ہو سکتی۔ حضور کی لذت کے آگے دونوں جہان کی لذتیں تلخ معلوم ہوتی ہیں۔ اہل دکان فقیر ظاہر آراستہ اور باطن پریشان اور قرب الٰہی سے محروم مثل حیوان ہوتا ہے۔ اس قسم کے فقیر گمراہ ہوتے ہیں۔ جو دن رات بادشاہوں اور امیروں کو تسخیر کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ بعض فقیروں کا ظاہر آراستہ ہوتا ہے۔ اور باطن میں مغرور ہوتا ہے۔ یعنی کسی مفلس نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى نہیں کہا۔ دنیاوی محبت کی کثرت گناہ کی طلب اور دل کی تاریکی بڑھاتی ہے۔ اس قسم کے فقیر اہل تقلید اور معرفت اور توحید سے محروم ہوتے ہیں۔ وہ فقیر مرد ہیں جو پیٹ کو پانی سے پر کرتے ہیں۔ اور جب چاہتے ہیں اللہ کی معرفت اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ مراتب مردان خدا کے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا"۔

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کو وکیل بناؤ۔

از دلم الہام دانی ہم سخن
نحن اقرب یافتم از جان زتن

تو جانتا ہے کہ میں دل کے الہام سے اس کی بات کرتا ہوں۔ اور میں نے نحن اقرب کے راز کو پا لیا ہے اور دل و جان سے اس کو معلوم کر لیا ہے۔

کامل قادری کو قلب کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اول قلب سلیم اور پھر تجلی تسلیم پھر آواز کن اور آواز کن سے علم غیبی لاریبی اور اسرار و واردات وغیرہ اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ماضی حال اور مستقبل کے حالات کا الہام ہوتا ہے۔ اور آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کے تمام حالات معلوم و منکشف ہوتے ہیں۔ اور تصور و تصرف میں آتے ہیں۔ الہام کے معنی ہیں بلا حاصل کیے قلب غیر میں القائے خیر کرنا۔ قلب کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض قلب معہ نفس اور جسم ہیں بعض خزائن الٰہی کے متعلق طلسم کی طرح ہیں۔ بعض اسم اللہ ذات کے تصور کی تاثیر سے فنافی اللہ ہیں۔ علاوہ ازیں قلب السجود، قلب توفیقی، قلب صدیقی، قلب تحقیقی، قلب تصدیقی، اور قلب زندیقی ہیں۔

قولہ تعالیٰ "وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ"

قلب المحبوب اہل محبت ہیں۔ اور یہ علم الیقین ہے۔ قلب مجذوب عین الیقین قلب مردود پر غلاظت، خطرات، شہوات اور

ناشائستہ خیالوں سے بھرا ہوا اور محبوب القلوب روح المقدس اور حق الیقین ہے۔

قادری را قلب باقرب خدا
ہم جلیس رب حاضر مصطفیٰ

قادری کا قلب قرب خداوندی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم جلیس اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں (بطور خادم) حاضر ہوتا ہے۔

قلب قلعہ نور توحیدش بدان
ہر کہ آید در قلعہ دار الامان

اس کا قلب نور توحید کا قلعہ ہوتا ہے۔ جو اس قلعہ میں آجاتا ہے جان لے کہ وہ دار الامان تک پہنچ جاتا ہے۔

صاحب جمعیت قادری کے چار قاف گواہ ہیں۔ جس میں قلب اور ذکر قلب کی چار علامتیں نہ پائی جائیں۔ اسے قادری طریق میں قلبی جمعیت حاصل نہیں۔ اول قلب قادری یعنی نفس پر قادر۔ دوسرے علم تفسیر کا تصور' جو شخص علماء اور فقراء کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے وجود میں نہ حرص و ہوا رہتی ہے۔ نہ تکبر و خود پسندی اور نہ ریا۔ فقیر عارف باللہ ولی اللہ جو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ اسے چالیس علوم حاصل ہوتے ہیں۔ بیس ظاہری علوم فضیلت جو عبادت کے متعلق ہیں۔ اور بیس باطنی جو آفتاب کی

طرح روشن ہیں۔

علم بہراز معرفت روشن ضمیر
علم بہراز یافتن مرشد بہ پیر

علم تو معرفت اور روشن ضمیری حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے اور علم مرشد کامل اور پیر مکمل کو پالینے اور حاصل کر لینے کے لئے ہوتا ہے۔

علم بہراز ذکر و فکر و فیض بر
علم بہراز راز توحیدش نظر

علم ذکر فکر اور فیض حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اور علم خدا تعالیٰ کی وحدت اور توحید کے راز کو دیکھنے کے لئے ہوتا ہے۔

علم بہراز یاد حق یکتا شدن
علم بہر از باطنی و حدت سخن

علم تو یاد حق کے ساتھ یکتا ہو جانے اور باطنی وحدت حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

علم را قدرے نداند بے قدر
می فروشد علم را با سیم و زر

بے قدر لوگ علم کی قدر نہیں جانتے اور علم کو سونے چاندی کے عوض فروخت کر دیتے ہیں۔

ہر کہ خواند علم رابہر از خدا
از صرف حاصل شود رحمت رضا

جو کوئی خدا تعالیٰ کے لئے علم حاصل کرتا ہے اسے ہر حرف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا حاصل ہو جاتی ہے۔

عالم فاضل بفضلش حق طلب
از علم حلم و بود آداب رب

عالم اور فاضل کو جب اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوتا ہے تو وہ حلیم اور بردبار بن کر آداب خداوندی اور معرفت ربی طلب کرتا ہے۔

قلب را قلبش نگوشد دل سیاہ
ہرچہ خواند بہر دنیا عز و جاہ

جو کوئی دنیاوی عزت اور مرتبہ کے لئے علم حاصل کرتا ہے اس کے قلب کو قلب نہ کہ بلکہ اس کا دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔

بر زبان علم را جاہل نفاق
بااہل دنیا بہر دنیا اتفاق

جاہل کی زبان پر علم کی بات نفاق کی علامت ہے اور دنیاداروں کے ساتھ دنیاداروں ہی کا دنیا کے حصول کے لئے اتفاق ہوتا ہے۔

حدیث شریف "اِتَّقُوْا عَالِمَ الْجَاهِلِ قِيْلَ مَنِ الْعَالِمُ الْجَاهِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَالِمُ اللِّسَانِ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ۔"

عالم جاہل سے ڈر۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاہل عالم کون ہوتا ہے۔ فرمایا زبان کا عالم اور دل کا جاہل۔ جس شخص کو علم معرفت اور توحید الٰہی عین العیان ہے۔ وہ لوح محفوظ کا مطالعہ

کر کے دونوں جہان کے حالات معلوم کر لیتا ہے۔ مرشد طالب کو تعلیم توجہ اور تلقین کے ذریعہ عین العیان کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ اور نور الٰہی میں مستغرق کر دیتا ہے۔ اور امان الٰہی میں پہنچا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے توجہ' ذکر' فکر' ورد' وظائف اور الہام وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کو مطلق توحید اور جامع الجمعیت کل کہتے ہیں۔ یہ مراتب قادری فقیر کے ہیں۔

شرح علم

واضح رہے کہ ظاہری اور باطنی علوم معرفت' توحید' تصوف اور سلوک وغیرہ کی بنیاد فقط ایک حرف دال پر ہے۔ عمل بغیر علم کا پڑھنا سراسر گناہ میں مبتلا ہونا ہے۔ باعمل علم اور عالم روشن ایمان ہے اور بے عمل عالم تمام جہان کو گمراہ کرنے والا ہے۔

واضح رہے کہ صرف دال کا علم لازوال اور معرفت الٰہی' توحید' قرب اور وصال پر دلالت کرنے والا ہے۔ کیونکہ اس سے نور ذات کا مشاہدہ اور احوال کی تجلیات نصیب ہوتی ہیں۔ اور نص اور حدیث کے موافق حال ہوتا ہے۔ علم کے معنی ہیں جاننا۔ لیکن جاننا کس بات کا؟ وہ چیز جس پر دال دلالت کرتا ہے۔ دال کون سی چیز ہے۔ اور کس علم پر دلالت کرتا ہے۔ دال نہی منکر پر دلالت کرتا ہے۔ نیز امر معروف پر۔ نیز آیات قصص الانبیاء اور آیات ناسخ اور منسوخ پر دلالت کرتا

ہے۔ اور دال حدیث نبویؐ و قدسی پر دلالت کرتا ہے۔ مقام راز اور رحمت اللہ میں پہنچاتا ہے۔ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔"

علم کے معنی جاننا اور حلال و حرام میں فرق کرنا اور کفر و اسلام اور حق و باطل اور بدعت و شریعت میں تمیز کرنا ہے۔ علم کے معنی پانچ دال کا جاننا ہے۔ جو شخص ان پانچ دالوں کا علم نہیں جانتا۔ اس کے لئے علم پڑھنا وبال ہے۔ ایسا شخص ظاہری عالم اور باطنی جاہل ہوتا ہے۔ پانچ دال کا علم یہ ہے۔ اول علم دعاء الخیر' دعا قبولیت بدرگاہ الٰہ' دوسرے دفع شیطان کا علم' تیسرے علم زندہ دل اور معرفت دیکھنے والا' چوتھے علم دنیائے دوں کو تین طلاق دیتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی اس بوڑھی دنیا کو تین طلاقیں دی ہیں۔ پانچویں علم دوام غرق فی التوحید اور غالب بر نفس۔ اس سے انبیاء اور اولیاء کے ارواح کی مجلس میں داخل ہوتا ہے۔ علماء اور اولیاء کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

نیز قادری کو قوت قلب' تصرف' علم تفسیر' باطنی تصرف' علم معرفت الٰہی باتاثیر' نیز قلب ظاہر شریعت' قوت دین' قوت باطنی' نیز قرب مع اللہ تا قیامت اور مراتب فنافی اللہ اور بقاباللہ نصیب ہوتے ہیں۔ پس جب قادری جذب جلالیت میں آتا ہے۔ تو اس کی ظاہری صورت ہاتھی اور شیر کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اور رعب و جلال ٹپکتا ہے۔ چنانچہ لوگ اس کی شکل دیکھ کر حیران و خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

سلطان بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ تیس سال تک میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم سخن رہا۔ اور خلقت یہی جانتی رہی کہ میں ان سے باتیں کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ قادری کو ابتدا ہی میں یہ قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور اسے الست کی کنہ معلوم ہوتی ہے۔ جب صاحب قلب قادری دونوں لب ہلاتا ہے۔ تو ظاہر میں لوگوں سے باتیں کرتا ہے۔ اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ہم سخن ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اولیاء' انبیاء' مومن اور مسلمانوں کی روحوں سے ہم سخن ہوتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام کے ہمراہ بھی رہتا ہے۔ اور تمام فرشتوں سے ہم سخن ہوتا ہے۔ یہ قال کے مراتب ہیں۔ جب قال سے گزرتا ہے۔ تو حال سے مشرف ہوتا ہے۔ اور ذکر فکر سے گزر کر مقام فنافی اللہ' فی التوحید' تجرید' تفرید' فنافی النور اور شرف دیدار رویت ربی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات اسے خواب اور مراقبہ میں نصیب ہوتی ہے۔ نیز مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا والی موت مرتا ہے۔

واضح رہے کہ تلقین ارشاد اور دست بیعت' ہدایت لینا اور پیرو مرشد اختیار کرنا فرض عین ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت عظیم ہے۔ اور یہ بات سیدھی راہ' واجب' اجابت' اور مستحب ہے۔ تلقین اور ہدایت سلک سلوک سے معرفت'

قرب اور مشاہدہ ربی نصیب ہوتا ہے۔ ہدایت باطنی سے ذکر فکر، تصور
تصرف، توحید اور معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور انسان نفاق سے
نکل کر صفات قلب سے موصوف ہوتا ہے۔ اور اس میں یقین، ادب،
علم اور حلم آ جاتا ہے۔ اور واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ ہدایت و ارشاد
اس شخص کو نہیں کرنی چاہئے۔ جو کہ مردہ دل اور دنیا کا طالب ہو۔ اور
بے صدق، بے یقین اور نفس امارہ کی قید میں مبتلا ہو۔ اور بے دین،
بے حیا، بے ادب اور خطرات سے پر ہو۔ اس لئے تجھے لازم ہے کہ
دل سے ماسوے اللہ کے خطرات دور کر دے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب سرور کائنات صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے دست قدرت سے تین مرتبہ تعلیم و تلقین
و ہدایت و ارشاد فرمایا۔ پہلی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے وجود مبارک کو اسرار ربانی کی تلقین تعلیم ہوئی۔ دوسری مرتبہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گنج مخفی منکشف ہوا اور روح
مبارک روشن اور واضح ہوئی۔ تیسری مرتبہ باطنی تلقین تعلیم اور ارشاد
فقر معرفت اور تعلیم علم علوم ہوئی۔ اور معراج کی رات حضور سے
مشرف ہوئے۔ اور قاب قوسین کے فاصلے سے ہمکلام ہوئے اور دیدار
کیا۔ اور يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ وہ اس محبت کرتے ہیں۔ اور وہ ان سے
محبت کرتا ہے۔ ظہور میں آیا۔

پس معلوم ہوا۔ کہ چار جسم اور وجود مقام نور میں۔ اور جسم

روح مقام روح اور جسم بوقت معراج مقام معراج اور قاب قوسین
میں اور جثہ جسم معہ اصحاب مجلس میں شہر مدینہ کے اندر تھا۔ پس فقیر
عارف باللہ کامل کو آیات قرآنی، احادیث اور کلمہ طیبہ اور اسم اللہ
ذات کے حاضرات کی برکت نصیب ہوتی ہے۔

مکن نورش جدا من نور نورم
ازاں نورش شدہ باطن حضورم

اس کے نور سے میرے نور کو جدا نہ سمجھ۔ اسی کے نور کے فیض سے
میرے باطن کو حضوری مجلس مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوئی
ہے۔

زنورش نورشد عین العیانی
نماندہ بین زاں عین العیانی

اس کے نور کے فیض سے عین العیانی نور بن گیا اور دوئی ختم ہو گئی
یعنی نور مخلوق نور خالق میں فنا ہو گیا۔

جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا
مِصْبَاحٌ"

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال
ایسے جس طرح قندیل میں روشن چراغ۔

حدیث شریف۔ "خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِىْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ

صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَآءُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔"

عالم میرے سینے سے سادات میری پیٹھ سے اور فقراء نور الٰہی سے پیدا ہوئے۔

حدیث شریف۔ "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ۔"

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ دوسرے جسم روح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح مبارک کی ہم مجلس ہوئی۔ اس مقام میں روح کو مراتب امر نصیب ہوئے۔ اور اولی الامر بن گیا۔

قولہ تعالیٰ۔ "یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔"

تجھ سے روح کی بابت پوچھتے ہیں۔ سو کہہ دے کہ روح امر ربی ہے۔ اور یہ کہ ہم نے تم لوگوں کو بہت تھوڑا علم عطا کیا ہے۔ تیسرے جثہ جسم مقام سمع اللہ فنافی اللہ استغراق معراج اور ملازم وہم صحبت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو اور ہمیشہ مدینہ منورہ میں روضہ مبارک کے اندر معتکف ہو۔ یہ مراتب "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرنے سے پہلے مرجاؤ' کے ہیں۔ جب اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر جس وقت جس مقام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسے عین العیان سے دیکھ لیتا ہے۔ اور خواب اور مراقبہ کی نسبت زیادہ غالب ہوتا ہے۔ اور خواب سے مراقبہ بڑھ کر ہوتا ہے۔ جس طرف دیکھتا ہے۔ عین بعین دیکھتا ہے۔

ہر کرا باطن عیاں بادل نظر
ناظران بے بندگی بیند نظر

جس کا باطن عیاں اور جس کی نظر دل پر ہو۔ وہ نظر کے ساتھ (دلوں کی کیفیت) دیکھ لیتا ہے۔

جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ ایک دم ایک مراقبہ اور ایک غوطہ سے جو وجود میں لگاتا ہے۔ تو پھر اسرافیل کے صور پھونکنے اور شور قیامت سے ہی جاگتا ہے۔ اس بات پر تعجب نہ کر۔ گو وہ کیسا ہی مستغرق ہو۔ پھر بھی وقتی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ اور وقت کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اور شریعت میں ہی کوشش کرتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی چابی سے ہر مقام کے قفل کو کھول سکتا ہے۔ اور ہر مقام کے قفل کھولنے سے دونوں جہان کا تماشا دیکھ سکتا ہے۔ اور دکھلا سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ بات کچھ بھی مشکل نہیں۔ بلکہ بالکل آسان ہے۔ لیکن حقیقی مسلمان اور عارف باللہ فقیر ہونا مشکل ہے۔ حقیقی مسلمان اس شخص کو کہتے ہیں۔ جسے جانی تصدیق حاصل ہو۔ اور فقیر عارف باللہ تحقیق اور عین العیانی دو قسم کا ہے۔ عین العیانی میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے ادنیٰ مرتبے ہر ایک میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔ اور عین العیانی ذات کو مشاہدہ اور استغراق نصیب ہوتا ہے۔ اس کی نفسانیت دنیا میں مردہ پڑی ہوتی ہے۔ اور روح نور ذات حق کے حضور میں ہوتی ہے۔ قادری کامل

مرشد طالب اللہ کو ایک ہفتہ یا پانچ روز میں ذات و صفات کے تمام ظاہری و باطنی مقامات' خزائن الٰہی بلامحنت و مشقت اسم اللہ ذات کے تصور سے طے کراتا ہے۔ اور پہنچا دیتا ہے۔ اگر وہ یہ نہیں کر سکتا۔ تو خام اور ناتمام ہے۔ طالب اللہ پر فرض عین ہے کہ مرشد خام سے جدا ہو جائے۔ اور کسی کامل مرشد قادری سے تلقین حاصل کرے۔ کامل قادری مرشد وہ ہے۔ کہ سالہا سال کی خلوت و ریاضت سے اس کی ایک لحظہ کی نگاہ بہتر ہے۔ اور وہ قرب اور وصال الٰہی تک پہنچا سکتا ہے۔ مرشد کامل کی ایک مرتبہ کی توجہ ہزار ہا وردو وظائف اور ذکر فکر سے بہتر ہے۔

واضح رہے کہ مرشد مجاہدہ اور قرب الٰہی میں ہوتا ہے۔ اور اسے مشاہدہ بخشتا ہے۔ صاحب مشاہدہ کوئی مجاہدہ نہیں کرتا۔ کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ کی خاطر ہوتا ہے۔ جو شخص معرفت' قرب اور مشاہدہ الٰہی تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ ایک روز بھی مجاہدہ نہیں کرتا۔

واضح رہے کہ تمام ظاہری اعمال' تمام ذکر فکر' تمام باطنی اعمال اور تمام مجاہدہ وغیرہ مشاہدہ میں منکشف ہوتا ہے۔ اور عین بعین دیکھتا ہے۔ اور دکھاتا ہے۔ مستی' سکر' صحو' قبض' بسط بھی اس سے دور ہے۔ اور اسے جمعیت' معرفت اور قرب کی وجہ سے ہشیاری نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ سونا بمنزلہ مجاہدہ اور خواب بمنزلہ مشاہدہ ہوتا ہے۔ کامل طالب قادری کھانے پینے سے پیٹ کو پر کرتا ہے۔ اور حد سے

زیادہ کھاتا ہے۔ اور نیز مراقبہ اور خواب میں معرفت الا اللہ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا فیض اور فضل ہے۔ اور مرشد کامل رفیق باتوفیق ہے۔ اسم اللہ ذات کی توحید' توجہ' تفکر' تصرف اور تصور کی چابی جس کے ہاتھ ہو۔ وہ جس مکان کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی کا قفل کھل جاتا ہے۔

مرد مرشد برد طالب را نظر
طالب انسان نباشد گاؤ خر

ناقص و کامل پیر اور صادق و کاذب مرید کی شرح

کامل مرشد میں نو صفتیں ہونی چاہئیں۔ یہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مجذوب سالک دوسرے سالک مجذوب ان دونوں ہی سے تلقین حاصل کرنے سے آخر کار طالب مردود ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر اسے ترقی ہوتی ہے۔ تو دنیاوی مراتب اور عز و جاہ میں۔ ایسے لوگ دنیا کو گمراہ کرتے ہیں۔ مرشد کامل محبوب القلب کو قرب الٰہی سے نہ سکر ہوتا ہے۔ نہ حال' نہ مستی' نہ قال' نہ خام خیال' وہ ہمیشہ باجمعیت ہوتا ہے۔ اور مقرب الحق' عارف باللہ اور صاحب وصال لازوال ہوتا ہے۔ اگر مرشد موصل اور طالب واصل ہو۔ تو دونوں بے حاصل ہیں۔ انہیں کشف غنا' نفسانی خواہش' خود پسندی' تکبر نصیب ہوتا ہے۔ مرشدوں کے مراتب حسب ذیل نظم میں شمار کئے ہیں۔

کامل و اکمل مکمل عارف و نور الہدیٰ
جامع صاحب ہدایت ہادی مشکل کشا

مرشد کامل اکمل مکمل اور ہدایت کا نور ہوتا ہے وہ جامع کمالات صاحب ہدایت ہادی اور مشکل کشا ہوتا ہے۔

طالباں را دستگیر و برد وحدت بانظر
راز بخشد بے ریاضت طالبانش بہرہ ور

طالبوں کا ہاتھ پکڑ کر ایک نظر سے ہی دریائے وحدت تک لے جاتا ہے اور ریاضت کے بغیر ہی راز بخش دیتا ہے۔ اس کے طالب خوش نصیب ہوتے ہیں۔

ابتدا لاہوت ہو انتہا بالا مکان
عین العیانش عین دہد با آنجہان

لاہوت کی ابتداء سے لامکان کی انتہا تک لے جاتا ہے۔ اور اسے عین العیان کا مرتبہ دے کر اس جہان کی خبر دے دیتا ہے۔

باہو بہراز خدا حق رہبری حق راہبر
طالب مثل است موسیٰ مرشد باشد خضر

طالب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوتا ہے اور مرشد خضر علیہ السلام کی طرح اے باہو خدا کی طرف رہنمائی کے لئے ایسا ہی سچا راہبر ہونا چاہیئے۔

ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، ورد، وظائف، دعوت علم، ہر ایک علم

یعنی علم تلاوت قرآن، علم تفسیر، علم تاثیر، اسم اعظم علم میں لانا اور صفات کے تمام مراتب طبقات اور درجات، ابتدا اور انتہاء فقر ہے۔ اور فقر کو معرفت، جمعیت اور تلقین حاصل ہوتی ہے۔ ابتداء توحید میں غرق ہو کر فنافی اللہ ہو جائے۔ جو شخص نور توحید کے دریا میں غرق ہوتا ہے۔ وہ پھر اس سے نکل نہیں سکتا۔ یہ مراتب جمعیت کا مقام ہے۔ اس میں انسان کو ایسا رہنا چاہیئے۔ جیسے پانی میں مچھلی۔

غرق توحیدش بدریا چہ آری خطاب
چون حباب از خود تہی شد گشت آب

جب طالب توحید الٰہی کے دریا میں غرق ہو جاتا ہے تو اب اس کو کیا خطاب دیا جائے کیونکہ جب بلبلہ اپنے آپ سے خالی ہو جاتا ہے۔ یعنی ہوا نکل جاتی ہے تو پانی ہی بن جاتا ہے۔

واضح رہے کہ بہت سے طالب شیطان کے بھیجے ہوئے جاسوس ہیں۔ اور صادق مرید ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہے۔ صاحب سجادہ کے لئے پانچ چیزیں ضروری ہیں۔ نفس سے آزاد ہونے کا سجادہ سیدھی راہ پر استقامت اختیار کرے اور شراب نہ پیئے۔ کمینے اور حرامزادے آدمیوں کے ساتھ مل کر نہ بیٹھے۔ دوست بالیقین ہو اور اللہ تعالیٰ کے نام پر سچا ارادہ رکھتا ہو۔

شد مریدش صادقاں بالیقین
خاکپا مژگان کند از محی دین

مرشد کامل کا مرید صادق الیقین ہوتا ہے اور اپنی پلکوں کو مرشد کامل (حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ) کے پاؤں کی خاک بنا دیتا ہے۔

واضح رہے کہ طالب اللہ میں دس صفتیں ہونی چاہئیں۔ اول باادب ہو' دوسرے باحیا' تیسرے طلب خدا رکھتا ہو' چوتھے نفسانی خواہشات چھوڑ دے' پانچویں ماسویٰ اللہ کو تین طلاق دے' چھٹے مرشد کی طاعت میں رہے' ساتویں خدا کی راہ میں جان تک قربان کر دے۔ اور مال برضا و رغبت خرچ کرے' آٹھویں ہمیشہ خاموش رہے' مرشد کی اجازت کے بغیر ظاہر و باطن میں کوئی کام نہ کرے۔ نویں باشعور اور اس کا باطن میں رقت اور قرب الٰہی کے لائق ہو' دسویں زندہ دل اور مردہ نفس ہو۔

حدیث شریف۔ "اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ"

طالب مرشد کے ہاتھ اس طرح ہوتا ہے۔ جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں۔ جو طالب ان صفات سے موصوف ہے۔ وہ تمام باطنی خوبیاں حاصل کر لیتا ہے۔ اور عارف باللہ' واصل' اہل تصور' تصرف' فنافی اللہ اور ہمیشہ اسم اللہ ذات میں غرق رہتا ہے۔ جس میں یہ اوصاف ہوں۔ اسے ورد وظائف اور دعوت پڑھنے سعد و نحس وقت پہنچانے' ستاروں کو گننے' بروج کا حساب کرنے' دائرے اور نقوش کو پر کرنے' بادشاہوں کو تسخیر کرنے' جفر کے نقش' دور مدور' بدل قفل' رجعت اور موکل' جن اور رجال الغیب کو رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو

فقیر صاحب تصور تصرف ہے اور اسم اللہ ذات کے تصور کی چابی اس کے پاس ہے۔ وہ ہر مطلب کا تالا کھول سکتا ہے۔ اور سخت سے سخت مشکل حل کر سکتا ہے۔ اور ایسا کرنا اسے آسان معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کے مراتب والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ جس طرف توجہ کرتا ہے۔ اس کا کام بن جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ریاضت' چلہ اور خلوت کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ جس شخص کی زبان الٰہی تلوار ہے۔ اس کی بات کنہ کن سے ہوتی ہے۔ وہ جس چیز کو کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہو جا۔ ہو جاتی ہے۔ ایسے آدمی کو ریاضت کی ضرورت نہیں۔ "لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ۔" فقرا کی زبان الٰہی تلوار ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ یہ قدرتی تلوار قیامت تک باز نہیں رہتی۔ یقین ہے کہ بادشاہ کا حکم قیامت تک رہے گا۔ اور فقیر کا کہنا اس سے بھی آگے تک۔ اور اہل ایمان کو بہشت میں پہنچا دے گا۔

حدیث شریف۔ حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ"

فقیر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ورد' وظائف' تلاوت اور ذکر و مذکور میں مشغول ہونا۔ اس کو ذاکر کہتے ہیں۔ دوسرے اللہ تعالیٰ میں مستغرق ہونا۔ اور فنافی اللہ ہونا اور مشاہدہ اور حضور میں ہونا جب ذکر و فکر سے گزر جاتا ہے تو پھر مستغرق فی اللہ ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ حضور اور توحید تک پہنچتا ہے۔

شرح دعوت

جو کچھ قرآن مجید میں سے جانتا ہے پڑھے۔ جو شخص دعوت کا عامل ہے‘ وہ عامل‘ کامل‘ مکمل اکمل‘ نور الہدیٰ‘ جامع نور الہدیٰ‘ صاحب امتحان‘ نفس پر غالب‘ شیطان پر قاہر‘ جنونیت اور فرشتوں پر زبردست‘ صاحب توفیق‘ مقرب‘ رحمٰن‘ انبیاء اور اولیاء کا ہم نشین ہوتا ہے۔ اور اسے ولایت‘ غوث‘ قطب وغیرہ کا ہر ایک مرتبہ‘ مطلب اور منصب حاصل ہوتا ہے۔ اور ولی غوث‘ قطب اس سے تلقین حاصل کرتے ہیں۔ وہ اولیاء پر غالب اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم صحبت ہوتا ہے۔ یہ ہیں دعوت کے مراتب۔ دعوت کے عامل کے قبضے میں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق ہوتی ہے۔ اور سب اس کے حلقہ بگوش غلام ہوتے ہیں۔ اس پر نہ تعجب کر نہ نکتہ چینی کر اور نہ ہی انکار کر۔ کیونکہ یہ مراتب دعوت کے عامل کو قرآن شریف کی آیتوں‘ کلمہ طیب اور اسم اللہ ذات کے تصور کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو شخص اس ترتیب سے دعوت پڑھنا نہیں جانتا‘ بہتر ہے‘ کہ وہ نہ پڑھے۔ تاکہ رجعت میں پڑ کر دیوانہ و مجنون ہو کر جان خراب نہ کرے۔ ناقص کے لئے اس کا پڑھنا جائز نہیں۔ جب ناقص پڑھتا ہے۔ تو فرشتہ موکل‘ جنونیت‘ روحانیت اہل قبور نہ اسے سونے دیتے ہیں نہ کھانے اور نہ آرام کرنے دیتے ہیں۔

دن رات وہ اس کی نظر میں غالب اور لوگوں کی نظر سے غائب ہوتا ہے۔ اور خلاص نہیں ہوتا۔ اگرچہ جان بلب ہو کر توبہ کرے۔ آخر اسے بغیر مطلب حاصل کئے موت نصیب ہوتی ہے۔

ناقصا گر عاقلی دعوت مخوان
کاملا دعوت بخوان رو در مکان

اے ناقص اگر تو عقلمند ہے تو دعوت ہرگز نہ پڑھنا اور اے کامل تو دعوت ضرور پڑھ اور اس کے ذریعے لامکان تک پہنچ۔

واز ہر علم خواندن بدعوت سخت تر
لائق دعوت بود صاحب نظر

دعوت پڑھنا باقی ہر علم پڑھنے سے زیادہ سخت ہے۔ دعوت پڑھنے کے لائق صرف کامل صاحب نظر ہی ہوتا ہے۔

دعوت یکدال باشد لازوال
دعوت یکدم برآید با وصال

دعوت ایک دال ہے جو کہ لازوال ہے۔ دعوت سے وصال کی مراد ایک دم میں پوری ہو جاتی ہے۔ (یعنی مقصد حاصل ہو جاتا ہے)

دعوتے باشد حضوری واز قبور
ہر امر آمر شود اہل الامور

اہل حضور کامل ولی اللہ کی قبر پر دعوت پڑھنا چاہئے۔ جس سے ہر کام اہل امور کی توجہ سے سرانجام پا جاتا ہے۔

دعوتے بہتر بود حق راز بر
ہر سخن اورا شود تاثیر تر

راز تک پہنچانے کے لئے دعوت بہترین چیز ہے۔ اور دعوت پڑھنے والے کی ہر بات بہت زیادہ اثر کرنے والی ہو جاتی ہے۔

کامل اہل دعوت جس طرف نظر کرتا ہے۔ اس کو کسی بات کی احتیاج نہیں رہتی۔ ماضی' حال اور مستقبل کے حالات اس پر عیاں ہوتے ہیں۔ یہاں پر عیان ہے اسے زبان سے پڑھنے کی کیا ضروت ہے۔ دعوت کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ ایک ہی بات کرنے سے مشرق سے لے کر مغرب تک کی ساتوں ولایتوں اور ساتوں بادشاہوں کو اپنے قبضے میں لا سکتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ طالب و مرید کو حلقہ بگوش غلام کر سکتا ہے۔ دعوت کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ معمولی اور عام ہے۔ اگر اس کی پوری پوری شرح کی جائے تو کئی بڑی بڑی ضخیم کتابیں درکار ہیں۔ لیکن بطور مَاقَلَّ وَ دَلَّ بیان کیا گیا ہے۔ کہ قرآن شریف سارا دعوت ہے۔ اس سے اسم اعظم معلوم کر۔ اور تیس حروف میں سے حرف اعظم ڈھونڈ' تاکہ تو دنیا اور آخرت میں بے حجاب ہو جائے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سات نقش تصورات کے ہیں۔

اللہ ھُو جل جلالہ

پہلا قاعدہ۔ علم حضوری۔ بیان توحید اور اسم اللہ کا تصور ہے۔ جو کہ نعم البدل ہے۔ اس تصور سے ظاہر میں باتوفیق ہو کر طالب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں داخل ہوتا ہے۔ اور باطن میں اسے تحقیق نصیب ہوتی ہے۔ اس مشکل کشا معمے کو عالم باللہ اولیاء بخوبی حل کرتے ہیں۔

دوسرا قاعدہ۔ توحید حضوری اور علم فیض و فضل ہے۔ جو مقرب رحمٰن اعیان پر ہوتا ہے۔ اس سے قرب رحمانی حاصل ہوتا ہے۔

تیسرا قاعدہ۔ علم ہدایت الازل ہے جس سے خود لامکان ہوتا ہے۔ اور حیران اور پریشان آدمیوں کو جمعیت بخشتا ہے۔ اور لاہوت میں رہتا ہے۔

جو شخص اسم اللہ ذات کے ان تینوں قاعدوں اور علموں سے

واقف ہے اور انہیں لکھ پڑھ سکتا ہے۔ اس پر کوئی خزانہ مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتا۔

قولہ تعالیٰ "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔"

ہم نے امانت زمین آسمان اور پہاڑوں کے پیش کی۔ سو انہوں نے اس کے اٹھانے سے اپنا عجز ظاہر کیا۔ لیکن ظالم اور جاہل انسان نے اسے اٹھا لیا۔

معرفت الٰہی توحید الٰہی اور مرتبہ فنافی اللہ' قرب' نور اور حضور باوصال حاصل کرنا' اور مشاہدہ جمال لازوال حاصل کرنا آسان کام ہے۔ لیکن اسم اللہ ربانی' قہاری' جباری' جلالی' اور جمالی کی گرانی کا وجود میں محفوظ رکھنا سخت مشکل ہے۔ طالب اللہ کو چاہئے کہ ظاہر میں فراخ حوصلہ ہو اور باطن میں جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں ہو۔

حدیث شریف۔ "اِسْمُ اللّٰهِ شَيْءٌ طَاهِرٌ لَا يَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَكَانٍ طَاهِرٍ۔"

اسم اللہ ایک پاکیزہ شے ہے جو پاکیزہ مکان کے سوا اور کہیں قرار نہیں کرتی۔

یہ مرتبہ ولایت اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نیز اس تصور سے فناء و بقاء نصیب ہوتی ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

بِالْبَقَاءِ۔

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ یہ خدا رسیدگی کے پہلے دن کے مراتب ہیں۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ"

جس نے اپنے پرودگار کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

جس شخص کی یہ کیفیت ہو۔ اس کا درجہ از بس عظیم ہوتا ہے۔ اس کو قلب سلیم حاصل ہوتا ہے۔ لور وہ بحق تسلیم ہوتا ہے۔

شرح اسم اللہ ذات

تصرف کے تمام خزانے اور بغیر محنت و مشقت اور رنج و تکلیف کے اصلی مقصد ان سات نقوش سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ طے سے طے منکشف ہوتی ہے۔ وحی سے وحی معلوم ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ماضی' حال اور مستقبل کے حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ علم حاضرات کے سات نقش حسب ذیل ہیں۔ جو اہل یقین اور صاحب ہدایت لوگوں کو نصیب ہیں۔ یہ سراسر فضل و ہدایت ہیں۔ فقر کے حرف ف سے فخر' ق سے قرب' ر سے رحمت مراد ہے۔ اس قسم کا فقر شریعت کے لباس میں فقر اختیاری رکھتا ہے۔ اور اَلْفَقْرُ فَخْرِىْ وَالْفَقْرُ مِنِّىْ۔ کا محب ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔

اسم اللہ ذات اور دائرہ للہ کا نقش حسب ذیل ہے۔

لِلّٰہِ جلّ جلالہٗ

مرشد محقق طالب کو حق دکھلاتا ہے۔ جو شخص اس دائرہ تصور میں آتا ہے۔ اسے حسن اور عمدہ راگ ہرگز پسند نہیں آتے۔ خواہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کا سا ہو اور راگ خوش آوازی حضرت داؤد علیہ السلام کی سی ہو۔ کیونکہ اس نے الست کی آواز سنی ہوئی ہے۔ اور اسی میں مست ہے۔ جو تجلیات پروردگار کے انوار دیدار کے شوق میں مست ہے۔ اسے مخلوق کیونکر درکار ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص طریقت کے موافق اور شیطان کے مخالف ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کا یہ تصور کرتا ہے۔ اسے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں نفس دنیا اور شیطان بھولے سے بھی یاد نہیں آتے۔ کل اناء یترشح بما فیہ۔ ہر برتن میں جو شے ہوتی ہے وہی اس سے ٹپکتی ہے۔ ایسا شخص ایک ہی کو جانتا ہے۔ اور ایک ہی کو پڑھتا ہے۔ اور ہمیشہ توحید کی قید میں رہتا ہے۔ جو شخص توحید کے دریا میں آجائے وہ پھر توحید سے باہر

نہیں نکلتا۔

اَلْعَافِیَۃُ عَشْرٌ تِسْعَۃٌ فِی السُّکُوْتِ وَوَاحِدٌ فِی الْوَحْدَۃِ

آرام اور بچاؤ کے دس حصے ہیں۔ جن میں سے نو خاموشی میں اور ایک اکیلے رہنے میں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ

بچاؤ اور سلامتی اکیلے رہنے میں ہے۔ اور مصیبت اور آفت دو ہونے میں یہ ہیں مراتب تفکر کے۔

تَفَکُّرُ السَّاعَۃِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ

ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔

شرح اسم للہ

دوسرا فقر مکب (منہ کے بل گرانے والا فقر) نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ۔ میں منہ کے بل گرانے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

تیسرا اضطراری۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ

شیطان تم سے فقر کا وعدہ کرتا ہے اور تمہیں بری باتوں کا حکم کرتا ہے۔ جو شخص اہلسنت وجماعت کے طریقے سے باہر قدم رکھتا ہے۔ وہ بدعتی ہے۔ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچے گا۔ اسم اللہ مشکل

کشا کے تصور کی توفیق سے تمام جہان کی مشکلیں حل ہو سکتی ہیں۔ باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور توحید الٰہی کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ ہمیشہ کے لئے اللہ کا منظور نظر ہو جاتا ہے۔ اور دونوں جہان سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔

لہٗ جل شانہٗ

صاحب تصور دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو رسم و رسوم کے طریق کو نباہتا ہے۔ یعنی ظاہر میں تصور کرے اور باطن میں منکشف کرے۔ یہ مرتبہ مردوئی کا ہے۔ جو دن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان سے لڑائی کرتا ہے۔ دوسرا طریقہ تصور توفیق ہے۔ یہ طریقہ مرد غازی کا ہے۔ کہ ظاہر میں تصور کرتا ہے۔ اور باطن میں دشمنوں کو قتل کر کے نیک شغل میں مشغول ہے۔ اور ان دشمنوں کی لڑائی سے بالکل بے کھٹکے ہے۔ یعنی وہ قیامت تک استقامت اور ایزد متعال کے جمعیت بخش لازوال مشاہدہ میں رہتا ہے۔ اس میں وہم اور ناموس کا خیال تک نہیں ہوتا۔ اس تصور سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ نفس قلب کا لباس پہنتا ہے۔ قلب روح کا جامہ پہنتا ہے۔ اور روح سر کا لباس زیب تن کرتا ہے۔ چاروں فنافی لہ کے مرتبہ میں محو ہو جاتے ہیں۔ حضور کی دو علامتیں ہیں۔ جو

لہ ہو اور کلمہ طیب سے منکشف ہوتی ہیں۔ اس سے ساری عمر کے لئے قرآنی آیات عمل میں آ جاتی ہیں۔ اس دائرے کا تصور کفر اور بدعت سے نکال دیتا ہے۔ شرک سے بیزار کرتا ہے۔ اور کلمہ طیب اور استغفار میں مشغول کرتا ہے۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَلْحَقُّ حَقٌّ وَّالْكُفْرُ بَاطِلٌ۔" حق حق ہے اور کفر باطل ہے۔

شرح اسم لہٗ

یہ ایک علم ہے۔ جو تصور توفیق سے زبان پر سیاہی ازل سے اسم اعظم لکھ دیتا ہے۔ جس سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ اور قرب حق نصیب ہوتا ہے۔ علم لدنی کا یہ پہلا سبق پڑھنا آسان ہے۔ لیکن ناقص کے لئے سخت مشکل ہے۔ اسم ہو کا تصور نفس اور حرص و ہوا کا قاتل ہے۔ اس سے اپنے آپ کو وحدانیت خدا ثابت ہوتی ہے۔ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ۔ کیا تو اس شخص کو دیکھتا ہے۔ جس نے اپنی حرص و ہوا کو اپنا معبود قرار دے رکھا ہے۔ جب تک حرص و ہوا سے قدم نہ ہٹایا جائے۔ حرص و ہوا پر قدم نہیں رکھا جاتا ہے۔ یہ ایک معمہ ہے۔ کہ اسم مسمی سے پورے طور پر بدایت فقر حاصل ہو سکتی ہے۔

ہو جل شانہٗ

جو شخص اس دائرے میں تصور توفیق اور تصرف تحقیق سے علم

دعوت شروع کرتا ہے۔ وہ صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ اور قرآنی آیات
مع اللہ دور مدور پڑھتا ہے۔ یہ مراتب عامل دعوت کے ہیں۔ کہ وہ
حافظ رحمانی ہوتا ہے۔ اس کا دل زندہ نفس (مردہ) فانی ہوتا ہے۔ اور
اس کے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ جو شخص اس طریق سے پڑھتا
ہے۔ وہ قبور کا عامل ہے۔ اور حضوری میں کامل ہے۔ اس کا وجود
مغفور ہے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہے۔ دعوت یہی ہے کہ
حق الیقین کا مرتبہ ہے۔ اگر قید میں پڑھے تو تمام دشمنوں کو مقہور کر
دیتا ہے۔ اگر اخلاص سے پڑھے تو ہمیشہ دوستوں سے باادب رہتا ہے۔
یہ ہر قسم کی جمعیت بخش ہے۔ اس سے انسان جوہر شناس' باادب' با
حیا ہو جاتا ہے۔ اور رحمت الٰہی اس پر نثار ہوتی ہے۔ یہ دعوت
جانبازی ہے۔ یا تو ایک دم میں مرجاتا ہے۔ یا تمام جہان کو فتح کرلیتا
ہے۔ اور اکمل اور نور الہدیٰ بن جاتا ہے۔

شرح اسم ھو

چنان غرق گشتم بدریائے ھو
کہ ازل و ابد را خبر ہم ندارم

میں دریائے ھو میں اس طرح غرق ہو چکا ہوں کہ ازل اور ابد کی مجھے
کوئی خبر (ہوش) نہیں رہی۔

اس حضور میں عالم باللہ مست باشعور ہوتا ہے۔ خام کو بھی مستی

ہو جاتی ہے۔ اور مست ہشیار بن جاتا ہے۔ یہ مرتبہ وصال ہے۔ یہی
وہمت فنا کو بقاء تک پہنچاتا ہے۔ لیکن بقا کو فناء نہیں کرتا۔ اور آپ
بیچ میں منصف ہوتا ہے۔

اے عزیز من! اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دائرہ یہ ہے۔
جس سے دونوں جہان کی روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔

تصور اسم محمدؐ" نقش نور محمدؐ قلب حضور محمدؐ اور روح مغفور محمدؐ
کے تصور سے عامل کامل مومن مسلمان کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا دائمی معراج نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ اسم محمدیؐ کا صاحب
تصور لایحتاج ہوتا ہے۔ جو شخص اخلاص سے اسم محمدیؐ کا تصور کرتا
ہے۔ ہربات کے جواب میں نور محمدیؐ کے حضور سے لب کشائی کرتا
ہے۔ جو شخص اس کا تصور کرتا ہے۔ اس میں اسم محمدؐ تاثیر کرتا ہے
اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ اور اسے عظمت عظیم' ہدی محمدؐ" قلب
سلیم اور صراط مستقیم حاصل ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ہم جسم' ہم قدم' ہم زبان' ہم گو' ہم شنو اور ہم بینا ہو

جاتا ہے۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اسم محمدی کے تصور والا نہ دم مارتا ہے۔ نہ جوش و خروش کرتا ہے۔ اَلنِّہَایَۃُ ہُوَ الرَّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتِ۔" شروع کی طرف لوٹ آنا انجام و انتہا ہے۔ شریعت سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔

شرح اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اے عزیز من! اسم محمد کے چار حروف ہیں جن سے دونوں جہان روشن ہیں۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان ہی پیدا نہ کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں ہے۔ معراج کا مشاہدہ آپ کی عظیم المکانی پر دال ہے۔ عالم باللہ وہ شخص ہے جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حرف میم کے تصور سے مشاہدہ کرا دے۔ حرف ح سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حضوری دکھلا دے۔ حرف میم دوم سے دونوں جہان کا تماشا دکھا دے۔ حرف د سے درد کا شروع پا لے۔ تمام مقصود یہی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کنہ کو معلوم کرنا۔ "مُحَمَّدٌ" "اَحْمَدٌ" "حَامِدٌ" مَحْمُوْدٌ" یہ چاروں اسماء کفار کے قتل کے لئے ننگی تلوار ہیں۔

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ

جس نے مجھے دیکھا۔ اس نے گویا حق تعالیٰ کو دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ شیطان آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کے اسم مبارک سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے کافر۔

دائرہ فقر کے نقش کا تصور یہ ہے۔

فقر صرف ایک ہی بات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ فقیر جس چیز کو کنہ کن سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ فقیر کی دو علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ تو ناسوت میں رہتا ہے۔ اور طالبوں کو حضوری لاہوت میں پہنچاتا ہے۔ دوسرے آپ مطالعہ علم اور ذکر مذکور میں رہتا ہے۔ اور طالبوں کو قرب الٰہی میں پہنچاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنا دیتا ہے۔ فقیر کے طالب کی بھی دو علامتیں ہیں۔ یہ کہ اگر فقیر سے غوث' قطب یا درویش کا مرتبہ یا لوح محفوظ کا مطالعہ یا فیض روشن ضمیری یا فنافی اللہ کا مرتبہ طلب کرے۔ تو فقیر بامر غالب کل و جزو پر امیر اسے معرفت الٰہی' بادشاہی یا دوازدہ ہزاری کے مراتب' یا دنیاوی تمام خزانوں کا تصرف یا دونوں جہان کا تماشا یا غیب کا خزانہ دعوت کے ایک حرف سے دکھلا دے اور

کھول دے۔

شرح فقر

اَلْفَقْرُ لَا يَلْتَفِتُ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا يَرْضٰى بِالْعُقْبٰى يَكْفٰى بِالْمَوْلٰى اِلَّا بِالْمَوْلٰى۔

فقیر دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ نہ عاقبت پر راضی ہوتا ہے۔ وہ سوائے اللہ تعالیٰ اور کسی پر کفایت نہیں کرتا۔ فقیر کہتے ہی اسے ہیں۔ جس کو کوئی ضرورت نہ ہو۔

مراز پیر طریقت نصیحتے یاداست
کہ غیر یاد خدا ہرچہ ہست برباد است

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت اچھی طرح یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ ہر چیز برباد ہو جانے والی ہے۔

دولت بہ سگاں داوند نعمت بخراں
من امن امانیم تماشا نگراں

دولت کتوں کو دے دی گئی اور نعمت گدھوں کو۔ ہم تو امن و امان کے ساتھ تماشا دیکھنے والے ہیں۔

جو ایک دم شوق الٰہی میں گزر جائے وہ ہزاروں بادشاہی ماہی مراتب سے اچھا ہے۔

نقش دائرہ فنافی الشیخ۔

فنافی الشیخ

شیخ کامل اگر مرید پر نوازش فرمائے تو مرید کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے۔

اَلشَّيْخُ يُحْيِي الْقَلْبَ وَيُمِيْتُ النَّفْسَ۔

شیخ دل کو زندہ اور نفس کو ہلاک کرتا ہے۔ اگر شیخ طالب سے سلب کرنا چاہے تو اس کے نفس کو زندہ اور دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدَيِ الْغَاسِلِ۔

طالب مرشد کے بس میں اس طرح ہوتا ہے۔ جیسے میت نہلانے والے کے ہاتھوں میں۔ جب طالب مرتبہ مریدی سے گزر کر مرشدی کے درجے پر پہنچتا ہے۔ تو فنافی الشیخ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ شیخ کے نفس با نفس، دم بادم، قلب با قلب، دل بادل اور اندام باندام ہو جاتا ہے۔ شیخ اسے نعم البدل بنا دیتا ہے۔ اور حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ بعد ازاں خدمت کا نام بھی زبان پر نہیں لاتا۔ کیونکہ شیخ احوال کا واقف ہوتا ہے۔ اس کے ہر ایک حال اور عمل سے بفضل ایزد متعال واقف کار ہوتا ہے۔

شرح فنافی الشیخ

فنافی الشیخ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس سے فنا اور فنا سے بقاء حاصل ہو۔ اور بقا سے واصل حق ہوتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کی بدعت باطل، شرک، کفر، ریا، حرص و ہوا کو چھوڑ دے۔ اس کا باطن صاف ہو جائے۔ اور عارف ولی، باادب، باحیا اور جان کو فدا کرنے والا بن جائے۔ فنافی الشیخ کا یہ خاصہ ہے کہ جب شیخ کی صورت کا تصور کرے۔ تو ذات و صفات کے تمام، مقامات اٹھارہ ہزار عوالم کے زندہ اور مردہ تمام کی روحانیت دکھائی دیں۔ اگر فنافی الشیخ ہو تو ایسا ہو ورنہ وہ فنافی الشیطان ہے۔